



# دِلِ اِتش

کائنات زہرا



PAK ARMY

# دلِ آتش

## از قلم / کائنات زہرہ

نہیں نہیں نہیں آپ یہ سوچ بھی کیسے سکتی ہیں“

”اماں“

وہ زور سے پیر پٹختی ہوئی بیڈ پہ بیٹھ گئی

”کیوں نہیں سوچ سکتی شروع سے تم دونوں کا رشتہ طے تھا یہ کوئی نئی بات تو نہیں ہے“

”ایسا رشتہ جس کا ہمیں علم تک نہیں تھا“

”ہاں تو بچوں کو ایسی باتیں بتائی بھی نہیں جاتیں“

اماں نے اپنی طرف سے صفائی پیش کی۔

”ہائے اللہ اماں میں کیسے اس سے شادی کر لوں جو مجھے زہر لگتا۔“

”دیکھو عرو نہ یہ سب بڑوں کے فیصلوں کو تمہیں ماننا ہو گا“

اماں اس کو سمجھا رہی تھیں۔

”میں خود بات کر لوں گی ان بڑوں سے۔۔۔ عروہ غصے میں سب کہہ رہی تھی۔ خود تو ان شادیاں ان کے بڑوں نے کر کے ان کی زندگیاں تباہ کر دی اور اب وہ سب بڑے میرے سے بدلہ لے رہے ہیں۔“

”عروہ تمیز سے بات کرو“

اماں نے عروہ کو ڈانٹا۔

”اقرار اتنا اچھا لڑکا پیارا بھی ہے مسئلہ کیا ہے آخر؟“

اماں اب تنگ آگئی تھیں۔

”اماں۔۔۔ اماں آپ سمجھ نہیں رہی ہیں میری اس سے بنتی ہی نہیں ہے۔“

عروہ اب اماں کو دونوں کندھوں سے پکڑ کر بڑے تحمل سے کہہ رہی تھی۔

”ہاں تم ہی میری ماں ٹھہری بتاؤ مجھے کیا سمجھوں؟“

اماں اب کے بگڑے ہوئے لہجے میں بولیں۔

”دیکھیں اماں مجھے جہان سکندر جیسا لڑکا چاہیے جو بن کہے میری بات سمجھ لے۔“

”ہائے ہائے لڑکی زبان کو لگام دے یہ جہان سکندر کون ہے؟“

اماں نے غصے سے مگر آواز آہستہ رکھتے ہوئے کہا کہ کوئی سن نہ لے کیوں کہ وہ مشترکہ گھر میں رہتے تھے۔ عروہ اپنے والدین کی اکلوتی بیٹی تھی اور اس کے والد اور اقرار کے والد دونوں بھائی تھے۔ اقرار کے ابا کی بچپن میں ہی وفات ہو گئی

تھی اور اقرار کے تایانے اس کا اور اس کی والدہ کا بہت خیال رکھا تھا۔ ان کا تعلق اونچے خاندانوں میں ہوتا تھا عروہ کے ابا جمال صاحب کی کپڑے کی فیکٹریاں تھیں اور ان کا بزنس امریکہ تک پھیلا ہوا تھا۔ یہ ان کا وراثتی بزنس تھا۔ اور کچھ عروہ کے ابا نے خود بھی بہت محنت کی تھی۔ عروہ کی اماں زیادہ پڑھی لکھی نہیں تھیں وہ ایک گاؤں کی دیسی سی عورت تھیں یہ شادی جمال شاہ کی ماں کی مرضی سے ہوئی تھی اور کامیاب بھی رہی تھی۔ اقرار کی والدہ کافی آزاد خیال تھیں اور وہ ایک آزاد خیال خاندان سے سے تعلق رکھتی تھیں۔

”میری بھولی اماں یہ ناول کا ایک کریکٹر ہے کوئی جیتا جاگتا انسان نہیں جو آپ ڈر رہی ہیں۔“

”اگر انسان نہیں تو بکو اس بھی نہ کر۔“

”اماں یار آپ سمجھیں نہ مجھے سالار سکندر جیسا کوئی چاہیے۔“

”یہ سالار سکندر اور جہان سکندر بھائی ہیں کہا؟“

اماں حیرت سے پوچھنے لگی۔ وہ بھی پاگل تھی اماں کے فرشتوں کو بھی نہیں پتہ تھا کہ ناول ہوتا کیا ہے اور وہ اماں سے ناول کے کرداروں کی باتیں کر رہی تھی۔

”آپ سے بات کرنا ہی بے کار ہے۔“

”ہاں تو نہ کربات لیکن شادی تو تیری اقرار سے ہی ہوگی۔“

اماں یہ کہتے ساتھ باہر نکل گئی۔



”جی تایا ابا؟ آپ نے بلایا؟“

اقرار نے لائبریری میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

”آؤ بیٹا“

تایا ابا نے مسکرا کر کتاب بند کی جس کا وہ مطالعہ کر رہے تھے اور اقرار کو اندر آنے کو کہا۔

یہ ایک وسیع لائبریری تھی جہاں نئی طرز کے گول دائرے میں صوفے پڑے تھے اور دیواروں کے ساتھ ساتھ کتابوں کے لیے لکڑی کے خانے بنے ہوئے تھے اور ان میں مصنفوں کے نام کے مطابق کتابوں کو رکھا گیا تھا۔ جمال صاحب کے ابا کو بھی کتابوں کے مطالعے کا بہت شوق تھا اور ان کو یہ شوق انہی سے وراثت میں ملا تھا۔ اقرار ان کے پاس آکر بیٹھ گیا۔

”بیٹا میں تم سے ایک اہم موضوع پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔“

انہوں نے کچھ خاموشی کے بعد کہنا شروع کیا۔

”جی کریں؟“

”بیٹا زندگی کا کچھ پتہ نہیں ہے۔ کب جان نکل جائے۔“

اقرار خاموش رہا۔ کیوں کہ وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے تایا ابا کی بات کاٹی تو وہ مایوس محسوس کریں گے۔ وہ سر جھکا کر ان کی بات سننے لگا۔

تمہارے ابا بھی مجھے بہت جلدی چھوڑ کر چلے گئے۔ میں نے اپنی پوری کوشش کی ہے اس کی کمی پوری کرنے کی اگر میں ناکام رہا ہوں تو مجھے معاف کرنا۔

اب کی بار وہ بول پڑا۔

”نہیں تایا ابا آپ نے اُن سے بڑھ کر مجھے پیار دیا۔“

”اقرار میں عروہ کے مطلق بہت پریشان ہوں اگر مجھے کچھ ہو گیا تو اس کا کیا ہو گا؟۔“

”تایا ابا آپ اس طرح کیوں کہہ رہے ہیں؟ اللہ نہ کرے کہ آپ کو کچھ ہو اور عروہ کے لیے ہم سب ہیں۔“

”بیٹا میں تم سے کچھ مانگوں تو دو گے مجھے؟؟“

”آپ حکم کریں تایا ابا۔؟“

”میں عروہ کی شادی کرنا چاہتا ہوں۔“

”یہ تو بہت اچھی بات ہے۔“

”میں اس کی شادی تم سے کرنا چاہتا ہوں۔“

اقرار بے یقینی سے سراٹھا کر اپنے تایا کو دیکھا جو اس سے اس کی زندگی کا مشکل ترین کام کرنے کو کہہ رہے تھے۔ وہ ان کو منع تو کسی صورت نہیں کر سکتا تھا لیکن بات اتنی بڑی تھی کہ ہاں بھی نہیں کر پایا تھا۔ عروہ اور اس کے مزاج بہت

مختلف تھے۔ عروہ افسانے اور کہانیوں پر یقین کرنے والی لڑکی اور وہ سنجیدہ اور حقیقت پسند مرد اور عروہ اور اس کی عمر

میں بھی پانچ سال کا فرق تھا۔

”تم نے کچھ کہا نہیں اقرار؟“

”جی.. جی جیسے آپ کہیں گے ویسا ہی ہو گا تایا ابا۔“

اس نے انتہائی ادب سے وہ کہا جو اس کے لیے بہت مشکل تھا۔

”مجھے تم سے یہی امید تھی تم نے ثابت کر دیا کہ تم حسن ہی کی بیٹے ہو وہ بھی میری ہاں میں ہاں ملاتا تھا۔

تایا ابا نے اس کا سر چوما اور لا بھیریری سے باہر نکل گئے اور وہ صدمے کی حالت میں بیٹھا رہا۔

”اقرار یہ میں کیا سن رہی ہوں؟“

شازیہ بیگم نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

”کیا سن لیا آپ نے؟“

اقرار نے سنجیدہ سے لہجے میں پوچھا۔

”میرے بیٹے کا رشتہ مجھ سے پوچھے بغیر کیسے طے کر دیا بھائی صاحب نے؟“

”اما آپ کو کس نے بتایا؟“

”تمہارے سو کا لڈ تایا نے بتایا۔“

”ماما پلیز آپ تایا ابا کے بارے میں کچھ نہیں کہیں گی آپ بھول گئی انہوں نے کتنے آسان کیے ہم پر؟

وہ جو شیشے کے سامنے اپنی ٹائی ٹھیک کر رہا تھا اب اپنی ماما کے پاس آگیا۔ اور ان کو بہت نرم لہجے میں سمجھاتے ہوئے کہا۔

”کوئی احسان نہیں کیا اس سب دولت میں تمہارے باپ کا حصہ بھی ہے۔ اور احسان کا بدلہ اپنی بد زبان بیٹی دے کر“  
”لیں گے۔؟“

”ماما یہ تایا ابا کا فیصلہ ہے اور میں ان کا فیصلہ نہیں ٹال سکتا۔“

”ٹھیک ہے کرو اپنی مرضی لیکن نتائج تمہیں ہی بھوگتنا ہوں گے“

”اوکے آپ فکر نہ کریں سب بہتر ہو گا۔“

اقرار یہ کہتے ساتھ آفس کے لیے نکل گیا۔

”تمہارے لیے میں اپنی بھانجی لانا چاہتی اقرار۔“

شازیہ نے شدید غصے کے عالم میں کہا۔

”اس اقرار کا دماغ تو میں ابھی درست کرتی ہوں“

عرونہ ہوا کی سی تیزی سے چلتی ہوئی اقرار کے کمرے تک آئی اس کا کمرہ اوپر سٹریووں کے ساتھ والا تھا۔

”تم نے خود کو سمجھ کیا رکھا ہوا ہے.....“

وہ ابھی بول ہی رہی تھی کہ شازیہ کو دیکھ کر اس کی بولتی بند ہو گئی۔

”چچی آپ یہاں؟“

”ہاں میں یہاں اور تم میں ذرا تمیز نہیں کہ ناک کر کے اندر آؤ۔“



”سوری چچی مجھے لگا اقرار ہو گا۔“

اس نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

عرونہ جیتنی مرضی بد تمیز تھی لیکن وہ بڑوں کے ساتھ تمیز سے پیش آتی تھی۔ لیکن اس کے چچی کو اس میں کوئی خوبی نہیں نظر آتی تھی۔

ہاں تو اقرار ہوتا تو تم اس طرح اندر آتی؟“

how disgusting?

وہ غصے میں کہتی باہر نکل گئی۔

”یار آج کا دن ہی خراب ہے۔ صبح صبح چچی سے پالا پڑ گیا ویسے سوچوں عرونہ اگر یہ تمہاری سچ میں ساس بن گئی تو یہ تو تجھے جینے ہی نہیں دے گی۔“

وہ یہ سوچتی سوچتی پاس پڑے صوفے پر بیٹھ گئی۔

”نہیں نہیں صبح صبح اچھا اچھا سوچ پاگل۔“

عرونہ یہ کہتے ساتھ اٹھ کر جانے لگی تھی کہ اس کی نظر شیشے کے پاس پڑی گھڑی پر پڑی اس نے دروازے کی طرف دیکھا اور پھر شیشے کے پاس آکر اقرار کی برنیڈ ڈواچ زور سے نیچے پھنکی اور وہ نیچے گرتے ساتھ ٹوٹ گئی۔

”یہ ہوا میرا بدلہ پورا مجھ سے شادی کرو گے۔“

اس نے اپنا بدلہ لیتے ہوئے کہا۔ اور چپ کر کے اس کے کمرے سے نکل گئی۔

”عرونہ اور اقرار کی شادی آج سے ایک ہفتے بعد ہے۔“

جمال صاحب نے کھانے کی میز پر اعلان کرتے ہوئے کہا۔

سب کے ہاتھ کھاتے کھاتے ایک دم روکے۔

”اتنی جلدی کیا ہے بھائی صاحب؟“

شازیہ نے سوال کیا۔

اقرار نے اپنی ماں کی طرف دیکھا۔

”نہیں میرا مطلب ہے کہ تیاری کیسے ہوگی اتنی جلدی؟“

”ہو جائے گی۔ آج سے شاپنگ شروع کر دی جائے۔ اقرار تم اب کچھ دن آفس نہیں آؤ گے اور شادی کی شاپنگ کے

لیے خواتین کو بازار وغیرہ لے جاؤ گے۔“

عرونہ کے تو حلق سے اب ایک نوالہ بھی نیچے نہیں اتر رہا تھا۔

.... لیکن ابا کے سامنے اس کی بھی ہمت نہیں تھی کہ کچھ بولتی

”جی اوکے“

اقرار نے اثبات میں سر ہلایا۔

”.....ماں“

... اقرار زور سے چلایا

”کیا ہوا اقرار؟“

اس کی ماما کا کمر اس کے کمرے کے ساتھ ہی تھا۔

”میری واپس کس نے توڑی کس نے آج میرے روم کی صفائی کی؟“

”صفائی تو نور دین.... پھر وہ سمجھتے ہوئے بولیں“

”یہ اور کسی کا کام نہیں یہ کام تمہاری ہونے والی اس جاہل بیوی کا ہے۔“

”ماما وہ بھلا ایسا کیوں کرے گی؟“

... ”وہی آئی تھی تمہارے جانے کے بعد

کمرے میں داخل ہوتے ہوئے ناکوئی ڈور ناک کرنے کی تمیز ناکچھ.. منہ اٹھا کر اندر آگئی.. یہ ساری تربیت اس کی جاہل ماں کی دی ہوئی ہے۔“

”ماما پلیز تائی امی کو کچھ مت کہیں وہ بہت اچھی ہیں۔“

شازیہ کو اقرار کی یہ بات سخت ناگوار گزری۔

”... ٹھیک پھر ڈھونڈو اپنے مجرم کو۔“

شازیہ یہ کہتے ساتھ کندھے اچکاتے ہوئے باہر نکل گئی۔

“نور دین! نور دین“

شازیہ نے چلاتے ہوئے نیچے اتری۔

”جی بیگم صاحبہ؟“

نور دین سر جھکاتے ہوئے شازیہ کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔

”اقرار کے کمرے کی صفائی کس نے کی تھی؟“

”جی میں نے ہی کی تھی۔؟“

لاونج میں پڑے صوفوں پر عروہ بے نیازی سے بیٹھی اپنے ناخنوں پر نیل پالش لگا رہی تھی۔

”اس کی گھڑی کس نے توڑی۔؟“

شازیہ نے یہ کہتے ہوئے عروہ کو دیکھا۔ لیکن وہ اس طرح بیٹھی رہی جیسے اس نے کچھ سنا ہی ناہو۔

”جی بیگم صاحبہ مجھے نہیں پتہ کس نے توڑی جی۔ وہ تو نیچے گری ہوئی پڑی تھی تو میں نے جی اٹھا کر اوپر رکھ دی تھی جی“

”اچھا جاؤ تم۔“

اس نے حقارت سے نور دین کو جانے کا کہا۔

شازیہ عروہ پر قہر آلود نظر ڈالتی اوپر اپنے کمرے میں چلی گئی۔

”اماں میں آپ کو بتا رہی ہوں میں اس اقرار کے ساتھ شاپنگ پہ نہیں جاؤں گی۔“



عرونہ اونچی آواز میں کہہ رہی تھی۔

”آہستہ بولو اور اس طرح نام لیتے اپنے ہونے والے شوہر کا؟“

”...زبردستی کا شوہر... یوں کہیں“

عرونہ اپنے بیڈ پر چڑھی ہوئی تھی اس کی کتابیں بکھری پڑیں تھیں۔

”اور یہ کیا حال بنا رکھا ہے کمرے کا؟“

اماں بیڈ پر نظر ڈالتی ہوئیں بولیں جہاں کتابیں بکھری پڑیں تھیں۔

”...کچھ بھی تو نہیں پڑھ رہی تھی میں“

عرونہ نے بھی کتابوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”آپ بات کو گھمائیں نہ اور میں آپ کو بتا رہی ہوں میں اس کے ساتھ نہیں جاؤں گی اور میں شادی کے لیے اس وجہ

سے خوش ہوں کہ یہ میری شادی ہے... نہیں تو مجھے اقرار تو ایک نمبر کا۔“

عرونہ بول ہی رہی تھی کہ کمرے میں جمال صاحب داخل ہوئے۔

عرونہ گھبرا گئی.... اب ابانجانے اسے کیا کہیں گے وہ یہ سوچتے ہوئے گھبرا ئی سی بیڈ سے نیچے اتر آئی.... شائلہ بھی

پریشان سی کھڑی ہو گئی۔

”شائلہ بیگم آپ بھی عرونہ اور اقرار کے ساتھ کل ساتھ جائیے گا.... اور شازیہ کو بھی لے جائیے گا اس کے بیٹے کی

بھی شادی ہے اس کو بھی خریداری کرنی ہوگی۔“

شماٹلہ نے ہامی بھری۔

عرونہ بڑے جو بھی فیصلہ کرتے بچوں کے بھلے کے لیے ہی کرتے ہیں اور میں آج کے بعد آپ کے منہ سے اقرار کے لیے برے الفاظ نہ سنو۔

جمال صاحب نے نرم لہجے میں عرونہ کو سمجھایا۔

...جی ابا

عرونہ نے جی ابا کہہ کر محض سر ہلایا۔ جمال صاحب یہ کہتے وہاں سے چلے گئے۔

...کتنی دفعہ کہا ہے منہ سنبھال کر زبان کھولا کرو

اور میں نے آپ کو کتنی دفعہ کہا کہ سکھا دیں کیسے منہ سنبھال کے زبان کھولتے ہیں؟

عرونہ نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

.... عرونہ تم باز آ جاؤ

.... اماں میرا دل کرتا میں بھی ترکی جاؤں.... اٹلی جاؤں.... امریکہ جاؤں

عرونہ کھوئے ہوئے انداز میں بولی۔۔۔

.... ہاں ہاں اقرار کے ساتھ جہاں چاہے وہاں چلی جانا اب چپ کرو

.... شماٹلہ نے اسے چپ کروایا

تیار ہو جاؤ.... جانا ہم نے ابھی... اقرار آتا ہو گا۔

شمالہ عروہ پر غصہ کرتی باہر چلی گئیں۔

"میں آج کچھ ایسا کروں گی اس اقرار نے خود ہی شادی سے منع کر دینا ہے۔ ویسے عروہ ابا اتنی جلدی کیوں کر رہے ہیں؟"

عروہ ٹھوڑی پر ہاتھ رکھے سوچنے لگی۔

"بیٹا جو مرضی کر لے شادی تیری اسی اقرار کے ساتھ ہی ہونی ہے اور زندگی میں ایک دفعہ ہی شادی ہوتی ہے اسے تو انجوائے کر۔"

..... عروہ خود کو ہی سمجھانے لگی

"اچھا تم بھی شاپنگ مال جارہی ہو؟"

شازیہ نے عروہ سے پوچھا۔

"جی میں بھی جارہی ہوں۔ میری شادی تو میں ہی جاؤں گی۔"

عروہ نے پہلے شازیہ کو جواب دے کر بعد والے الفاظ منہ میں بڑبڑانے۔

"کہا تم نے کچھ؟"

شازیہ نے اس سے دوبارہ پوچھا۔

"جی میں نے کہا کہ میں بھی جارہی ہوں۔"

عروہ نے پہلے سے بلند آواز میں کہا۔

”.... صحیح“

شازیہ یہ کہتے ساتھ نکل گئی۔

”.... اس عورت کا میرے ساتھ گزرا نہیں“

عروہ نے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

”تمہاری چچی کیا پوچھ رہی تھیں؟“

شائلہ سے کچن سے آئی تھی اور عروہ اور شازیہ لاؤنج میں کھڑی تھیں۔

”اماں وہ ابھی تک اسی صدمے میں سے باہر نہیں آئیں کہ ان کی بہو میں بننے والی ہوں جو ان سے بھی زیادہ خطرناک اور خونخوار ہے۔“

عروہ نے شازیہ کی پشت کی طرف دیکھتے ہوئے بہت لطف اندوز ہوتے ہوئے کہا۔

”تمیز سے بات کرو چچی ہیں وہ تمہاری.... ساس کا رشتہ اب بن رہا ہے لیکن وہ پہلے تمہارے چچا کی بیوی ہیں اور ان کی عزت کرنا تم پر فرض ہے سنا تم نے“

شائلہ نے عروہ کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔۔۔ تو میں کون سا ان کا پہلی رات ہی جا کر گلا دبا رہی ہوں۔“

اماں عروہ کی بات پر سنجیدہ ہو گئیں تھیں اسی بات پر اس کو حیرت ہوئی تھی۔



”اماں ماموں لوگوں نے کب آنا ہے؟“

عروہ نے اماں سے پوچھا جب وہ اپنے کمرے کی طرف جا رہی تھیں۔

”پتہ نہیں تمہارے ابا کو پتہ بلایا ہے یا نہیں۔“

”ایسے ہو ہی نہیں سکتا آپ اچھے سے جانتی مامی چچی کی بہن ہیں... اور ان کی بہن نہ آئیں یہ تو ہو ہی نہیں سکتا۔۔۔۔۔“

عروہ جانتی تھی کہ چچی اور مامی کی کس قدر بنتی ہے اسی کے پیش نظر وہ کہہ رہی تھی۔

”ہاں وہ آئیں گے تو صحیح لیکن تم جانتی ہی ہو تمہاری مامی پھر کس طرح تمہارے ماموں کو پریشان کرتی ہیں کہ وہ نئی طرز کے کپڑے پہنے... لیکن تمہارا ماموں ایسا نہیں کرتا اور پھر ان کی لڑائی ہو جاتی... اس لیے تمہارے ابا شاید نہ بلائیں انہیں۔۔۔۔۔“

”اماں یہ نہیں ہو سکتا... وہ آئیں گے لڑیں گے تو شادی میں رونک ہو گی نا؟“

عروہ نے اماں کو آنکھ مارتے ہوئے کہا۔

”.... عروہ تم باز آ جاؤ اپنی حرکتوں سے“

اماں نے غصے کی نظر اس پر ڈالی۔

”میں کیا کیا؟“

عروہ اماں کی نظر سے بچتی بھاگ گئی۔

”اقرار بیٹا تم اپنی مرضی سے ہی عرو نہ کا جوڑا پسند کر لو۔“

شمالہ نے اقرار سے کہا وہ لوگ مال میں ایک مشہور برانڈ کی دوکان پر کھڑے تھے اقرار کو عورتوں کے لباس میں دلچسپی نہیں تھی اس کی وہ ذرا دور ہٹ کے کھڑا تھا۔ عرو نہ اپنے لیے لباس لینے میں مصروف تھی اور شازیہ بھی ایک سائیڈ پر کھڑی اپنے لیے جوڑے دیکھ رہی تھی۔

”ارے ارے آپ کی بیٹی مر گئی ہے کیا جو آپ اس سے پسند کا پوچھیں گی؟“

عرو نہ اماں کی بات سن کر فوراً ان کی طرف لپکی.... اقرار نے ناگواری سے اسے دیکھا۔ عرو نہ اتنا اونچا بولی تھی کہ دوکان میں کھڑے دو اور لوگوں نے بھی اسے دیکھا تھا۔

اقرار ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔

”.... اب یہاں کوئی تماشہ نہ لگانا.... نہیں دیکھتا میں تمہارے کپڑے“

اس کے لہجے میں التجا تھی کہ کہیں عرو نہ اس کی عزت کا جنازہ نہ نکال دے۔

”..... تائی اماں آپ اس کو اپنی پسند سے خریدنے دیں.... اپنی پسند سے خریدے گی نہیں تو چڑیل کیسے لگے گی“

اقرار نے آہستہ آواز میں کہا اور اس بات پر شمالہ ہنسنے لگی۔

”..... کس کو کہا چڑیل..... چڑیل ہوگی.... چڑیل ہوگی تمہاری بیوی“

عرو نہ چچی کو تو کہہ نہیں سکتی تھی اقرار کی کوئی بہن نہیں تھی اسے جو سمجھ آیا کہہ دیا۔

”وہ تو میں بھی مان رہا ہوں۔“

شائلہ اور اقرار دھیمہ ساہنس دیے

....

”اماں میں آپ کو بتا رہی میری ایک ہی شادی ہوئی اور میں اپنی مرضی سے کپڑے خریدوں گی۔“

”.... ہاں میری تو روز روز ہوئی“

اقرار یہ کہتا وہاں سے ہٹ گیا۔۔۔ وہ عروہ کی مزید بکو اس سننا نہیں چاہتا تھا۔ انہوں نے چند مزید دوکانوں سے شاپنگ کی اور پھر اقرار کے ہی ہمراہ گھر آ گئیں۔

-----

”یار مجھے تمہاری سمجھ نہیں آرہی ایک طرف تو تم شادی نہیں کروانا چاہتی اور دوسری طرف تم خوش بہت ہو؟“

”کس نے کہا میں شادی نہیں کروانا چاہتی.... میں شادی کروانا چاہتی ہوں... پر اس اقرار سے نہیں.... خوش میں اس لیے ہوں کہ میری شادی ہو رہی ہے اس پڑھائی سے جان چھوٹے گی۔۔۔“

عروہ اور ثانیہ یونیورسٹی کے لان میں بیٹھی تھیں.... جب عروہ اس کے سامنے اپنی شادی کا رونا بھی رو رہی تھی اور شکر بھی ادا کر رہی تھی کہ اس شادی ہو رہی ہے۔

”.... تمہارا اللہ ہی حافظ ہے“

”وہ تو اللہ سب کا ہی ہوتا ہے۔“

عرونہ نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

”اب پھر تم یونیورسٹی نہیں آؤ گی؟“

ثانیہ نے تجسس سے اس سے پوچھا۔

”.... آؤں گی یار“

عرونہ نے مرجھانے منہ کے ساتھ جواب دیا۔

”...؟ تمہیں لگتا میری پڑھائی بند کروائیں گے ظالم“

عرونہ بے لمبا سانس لیتے ہوئے کہا۔

”پھر خوش کیوں ہو؟“

.... ثانیہ کو اس کی خوشی کی وجہ سمجھ میں نہ آئی

”وہ تو میں اس لیے خوش ہوں کچھ دن تو پڑھائی سے جان چھوٹے گی.... اور پھر سوچو کپڑے.... جوتے.... گولڈ....

دلہن والا لہنگا.... یہ سب سوچنے میں اتنا اچھا تو جب شادی ہو گی تو کتنا مزہ آئے گا۔

عرونہ جوش میں بولتی جا رہی تھی۔

”.... اللہ مالک ہے تمہارا عرونہ.... چلو چلیں کافی دیر ہو گئی ہے اب ہمیں چلنا چاہیے“

ثانیہ نے اپنا بیگ اٹھاتے ہوئے کہا۔

”ہاں چلو چلیں“ عرونہ نے بھی گھاس سے اٹھتے ہوئے کہا۔



کچن سے کچھ جلنے کی بو آرہی تھی... شازیہ نے کچن کا رخ کیا اور اونچا اونچا نور دین نور دین چلانے لگی۔

“..... نور دین“

شازیہ چلا رہی تھی کہ اس نے کچن میں آکر عروہ کو چولہے کے پاس کھڑے دیکھا۔

”تم یہاں کیا کر رہی ہو؟“

شازیہ نے عروہ کی طرف حیرت سے دیکھا۔

”چچی وہ میں چائے بنا رہی ہوں۔“

عروہ نے شازیہ کو بہت پر جوش انداز میں کہا۔

“..... چائے“

.... شازیہ نے چولہے کے پاس آکر دیکھا تو اس کا دل کیا اس لڑکی کو کچن سے باہر اٹھا کے مارے

”ایسے بناتے چائے.... تم“

عروہ چچی کے تاثرات دیکھ کر پریشان ہو گئی... اس نے ایک نظر دیکھی کو دیکھا جس میں اس نے دودھ کی بجائے مایا ڈالا  
ہوا تھا اور ساتھ پتی بھی ڈالی تھی

“..... پاگل لڑکی“

.... شازیہ نے اس کو غصے سے دیکھا

”.....عابدہ“

....شازیہ نے عروہ کو مخاطب کرنے کی بجائے باورچی میں کام کرنے والی عابدہ کو بلایا

”جی میم؟“

عابدہ بھاگتی ہوئی دور سے آئی اور سر جھکا کر کھڑی ہو گئی۔

”یہ کیا ہے سب؟“

”...چچی اس کی کوئی غلطی نہیں ہے آپ نے جو کہنا مجھے کہیں“

...عروہ نہ جانتی تھی کہ اب چچی عابدہ کی بے عزتی کریں گی اس لیے وہ فوراً بولی

”میں تم سے بات نہیں کر رہی سنا.... تم تو جاہل ہو ہی اس عابدہ کو نہیں پتہ تھا کہ کچن میں گندگی مجھے پسند نہیں ہے۔“

شازیہ عروہ پر دھاڑی.... عروہ کی آنکھوں میں فوراً آنسو آ گئے.... وہ اپنی آنکھوں میں آنسو لیے فوراً وہاں سے چلی گئی۔

• ایک منٹ میں مجھے یہ سب صاف چاہیے“

شازیہ نے عابدہ سے کہا۔

”...فاریہ“

وہ فاریہ چلاتی نیچے آرہی تھی... لیکن سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر اس کا سارا جوش ہوا ہو گیا... نہیں اس کو اس سے ڈرنہ لگا تھا اسے دیکھ کر تو اس کا دل جل گیا تھا... وہ شخص کوئی اور نہیں اس کا کچھ ہی دنوں میں ہونے والا شوہر تھا... نہیں عروہ کے مطابق زبردستی کا شوہر.... سامنے اقرار جھک کر عروہ کے ماموں اور اپنے خالو کو سلام کر رہا تھا... ان کے ساتھ ہی صوفے پر عروہ کی مامی اور فاریہ بیٹھیں تھیں... فاریہ عروہ اور اقرار دونوں کی کزن تھی... وہ لوگ ابھی ابھی ہی ان کے گھر تشریف لائے تھے... ماموں رضا کی دو بیٹیاں تھیں... ایک کا نام فاریہ تھا اور دوسری کا نام عافیہ تھا۔ فاریہ چھوٹی تھی اور عافیہ بڑی تھی۔ فاریہ عروہ کی ہم عمر تھی اور عافیہ اقرار کی ہم عمر تھی اور عروہ سے پانچ سال بڑی تھی... اس کی نسبت عروہ کے ہی چھوٹے ماموں کے بیٹے کے ساتھ طے تھی۔

“..... چلو اب اس کی شکل دیکھ لی سارا دن آج کا خراب گزرے گا“

عروہ منہ میں بڑبڑاتے ہوئے نیچے اتر رہی تھی۔ اس کو شازیہ نے آتے دیکھ کر ماتھے پر تیوری چڑھائی تھی۔

“... میری شادی کسی کو اتنی فکر نہیں کہ دلہن کی خواہشات کا خیال ہی رکھ لیا جائے... اس کی شکل کو کہیں گم کر دیں“

عروہ اب بھی دل میں سوچتے ہوئے سب کے پاس آئی... اس نے سب سے پہلے ماموں رضا کو سلام کیا... پھر ممانی جان کو سلام کیا جو بہت خوشی سے عروہ سے ملیں... اس کے بعد وہ باری باری عافیہ اور فاریہ سے ملی۔

“عروہ جاؤ بیٹا کچن میں عابدہ کی مدد کرو۔۔۔“

عروہ اماں کی آواز پر چونکی پھر اس نے گردن گھما کر چچی کو دیکھا جن کو اس کا کچن میں جانا ہر گز پسند نہ تھا اور پھر بہت فاتحانہ انداز میں چچی کو دیکھتے ہوئے کچن کی جانب بڑھ گئی۔ جیسے انہیں بتانا چاہ رہی ہو کہ اب دیکھ لیں میں پھر اسی کچن

میں جارہی ہوں... اس کے اندر کا شیطان اسے ہنسنے پر مجبور کر رہا تھا۔۔۔ چچی ایسے سب کے سامنے اسے روک بھی... نہیں سکتی تھیں اور اس طرح وہ سخت غصے میں آ گئیں... لیکن ضبط کر کے بیٹھی رہیں

“... چھوٹی میم آپ یہاں

عابدہ اسے کچن میں دیکھ کر ڈر گئی تھی۔

“... ہاں میں یہاں... اب جلدی چائے بناؤ مہمانوں کے لیے

... عروہ کاؤنٹر کے پاس کھڑی ہو کر بسکٹ منہ میں ڈالتے ہوئے بولی

”ویسے عابدہ یہ چچی نے تمہیں خوب ڈرا کے رکھا ہوا ہے... نہیں...؟“

عروہ نے سوچتے ہوئے کہا۔ عابدہ نے اسے حیرانی سے دیکھا۔

”اب تم ڈرنے چھوڑ دو... کیونکہ ان کی بہو آرہی جواب ان کو ڈرا کے رکھے گی۔“

عروہ نے ہنستے ہوئے عابدہ کو آنکھ ماری جواب میں وہ بھی ہنس پڑی۔

”میم چھوٹی چھوٹی بات پر غصہ کرتی ہیں... لیکن شائلہ میم بہت اچھی ہیں۔“

... عابدہ نے عروہ کی اماں کی تعریف کی

”اچھا اب ہاتھ چلاؤ... زبان نہیں۔“

عروہ نے اسے ڈانٹ دیا۔

“... جیسی ساس ویسی بہو

عابدہ کہہ تو نہ سکی لیکن دل میں عرو نہ کو برا ضرور کہا۔

”اور ہاں ایک بات سن لو اگر تم نے میری کوئی بھی بات چچی کو بتائی تو سوچ لو نیکسٹ میں ہی تمہاری میم بننے والی ہوں۔“

عرو نہ نے اسے تنبیہ کی لیکن ساتھ ہی ہنس دی۔۔۔

”... اب دل میں مجھے برا بھلا نہ کہو“

اس نے عابدہ کے گال کھینچتے ہوئے کہا جو ٹرے میں اب کپ لگا رہی تھی۔ عابدہ اس کے اس رویے سے حیران پریشان

... تھی لیکن اب اس نے بولنے کی جرات نہ کی اگر پھر عرو نہ نے اس کی بے عزتی کر دی تو

”تم مجھے پاگل سمجھ رہی ہو؟“

عرو نہ نے کمر پر دونوں ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

”نہیں... نہیں... میم“

”پھر میری بات کا جواب کیوں نہیں دیا؟“

عرو نہ نے ماتھے پر تیوری چڑھاتے ہوئے کہا۔

”.. نہیں وہ آپ خود“

”... اچھا اچھا ٹھیک ہے جاؤ اب تم

عرو نہ نے اسے ٹوکا۔

عابدہ چائے کے کپ بھر کر ساتھ دوسرے لوازمات ٹی ٹرالی میں رکھ کر باہر کی جانب چل دی۔

عرونہ بھی اس کے ساتھ پیچھے آگئی۔ سب افراد صوفے پر بیٹھے تھے اور خوش گپیوں میں مشغول تھے.... رضاماموں تھوڑے دیسی سے بندے تھے... اور یہی بات عرونہ کی ممانی کو بری لگتی تھی... البتہ اس کی کزن فاریہ اور عافیہ اچھی یونیورسٹیز میں پڑھی تھیں۔ وہاں سب لوگ موجود تھے سوائے عرونہ کے ابا کے... وہ غالباً کسی میٹنگ میں گئے تھے۔

”میرا پتر عرونہ خوش تے ہے نہ؟“

رضاماموں نے پنجابی میں عرونہ سے پوچھا کہ وہ اس شادی سے خوش تو ہے نا؟

”.... جی جی ماموں میں شادی سے بہت خوش ہوں“

عرونہ نے چہرے پر مسکراہٹ لاتے ہوئے کہا۔

”پر اس اقرار سے شادی نہیں کرنی... خود کو پتہ نہیں سمجھتا کیا ہے؟ ویسے دیکھا جائے تو پیارا ہی ہے۔“

عرونہ نے دل میں سوچتے ہوئے اس پر غور کیا۔

”.... پیارا اور یہ کیا ہو گیا ہے عرونہ تمہاری چوائس کو“

.... عرونہ نے خود کو ہی ڈانٹا

”میرا پتر بس اسے طرح خوش رہے۔“

.... رضاماموں نے اسے دعا دی

عرونہ کو دکھ ہو رہا تھا کہ ممانی نے ابھی تک ماموں کو پنجابی بولنے سے روکا کیوں نہیں... اور ان کو نوک کھوک شروع.... کیوں نہیں ہوئی

”... آپ کم سے کم بچوں سے تو اردو بول لیا کریں“

آخر کار عروہ کی خواہش پوری ہو ہی گئی... ممانی نے ماموں کو ٹوک دیا اور ان کا ایسے ٹوکنا یقیناً ماموں کو برا لگا تھا۔  
”میں انج ہی بولاں گا... تیرے علاوہ کسی نوں وی مسئلہ نہیں ہے۔“

رضاماموں نے ممانی سے کہا۔ ابھی ممانی کچھ اور بولتی اس سے پہلے ہی شازیہ نے اسے آنکھ کے اشارے سے چپ رہنے کا کہہ دیا... اور وہ ناچاہتے ہوئے بھی چپ ہو گئیں.... اور کسی کو برا لگا ہو یا نہ لگا ہو عروہ کو برا لگا تھا اچھا بھلا انٹرٹین کرنے لگے تھے مامی ماموں... چچی نے روک دیا... وہ پیر پٹختی ہوئی اوپر کی جانب چل دی... ماموں اب بھی پنجابی میں اپنی بات کہہ رہے تھے... ایسا نہیں تھا کہ انہیں اردو آتی نہیں تھی... بس وہ بھی جان بوجھ کر پنجابی بولتے تھے۔

”... آج شام کو سب بہنیں مل کر شاپنگ کر آنا... جو چیزیں رہ گئی ہیں وہ بھی لے آنا“

شائلہ اب عروہ سے کہہ رہی تھی۔

”اماں میں شادی کے بعد اسی کمرے میں رہ سکتی ہوں؟“

عروہ نے اماں کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے سوال کیا اماں نے حیرت سے اسے دیکھا۔

”کیوں؟ پھر تمہارا یہ کمرہ تھوڑی ہو گا پھر اقرار کا کمرہ تمہارا ہو گا۔۔۔“

”... ہم“

عروہ نے پھیکے سے لہجے میں کہا۔



“... میرا بچہ ادھر آئے

اماں نے عرو نہ کو اپنی طرف بلایا... وہ اس وقت بیڈ پر بیٹھی تھی اور اماں صوفے پر بیٹھی تھیں... وہ اٹھ کر اماں کے پاس آگئی... اماں جان گئی تھیں کہ اس وقت وہ بہت اداں ہے۔

”دیکھو میرا بچہ... جب ایک عورت کی شادی ہوتی تو اس کا سسرال ہی اس کا گھر ہوتا ہے.... اور تم تو خوش قسمت ہو... تمہارا میکہ اور سسرال ایک ہی ہیں... اچھی بیٹیاں وہی ہوتی ہیں.. جو اپنے ماں باپ کی تربیت کی دوسرے گھر میں جا کر تعریف کرواتی ہیں۔۔“

عرو نہ اب اماں کی گود میں سر رکھے ہوئے تھی۔

“... لیکن اماں چچی کو مجھ میں کوئی خوبی نظر نہیں آتی... اور نہ ہی ان کو کبھی آئے گی

عرو نہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”نہ میرا بچہ ایسے نہیں کہتے... جب آپ میں کوئی خوبی ہوتی ہے تو وہ ایک نہ ایک سن سب کو نظر آنے لگ جاتی... کسی کا دل کتنا ہی پتھر کیوں نہ ہو آپ کی وہ خوبیاں... آپ کے لیے اس کا دل نرم کر دیتی ہیں... تمہارے ابا ایک پڑھے لکھے انسان تھے... ان سے میری شادی ہوئی تو میں ان کو بھاتی نہیں تھی... مجھے صحیح طرح سے بات کرنا نہیں آتا تھا... میں ان کے ساتھ پارٹیوں میں نہیں جاتی تھی... لیکن میں ان کی پسندنا پسند کا خیال رکھتی تھی.. انہوں نے بھی مجھے ویسے قبول کر لیا جیسی میں تھی... ان کو میری وہ خوبیاں نظر آئیں... جو کہ ہو سکتا ان کی دوسری شریک حیات میں نہ ہوتی.... اور پھر ان کا دل میرے لئے نرم پڑنے لگا... وہ مجھے اپنے دوستوں کے ہاں لے جانے لگے.... اور اس طرح ہم نے یہ... سفر طے کیا... اور بہت خوبصورت سفر طے کیا

”... لیکن اماں آپ جانتی ہیں نا“

”عرو نہ جس دن تم لوگوں کی خامیوں کی بجائے خوبیوں پر انہیں پرکھنے لگ گئی نا اس دن تمہارے سارے گلے شکوے دور ہو جائیں گے“

اماں نے اس کی بات کاٹ دی۔

”.... اور یہ خوبی صرف آپ میں ہی ہے دوسروں کی خامیوں کو نظر انداز کرنے والی“

.... عرو نہ نے فٹ سے اماں کی گود سے سر اٹھایا

”اب کہاں چلی؟“

اماں نے سوال کیا۔

”.... فارسیہ پاس خود ہی تو کہا شاپنگ کر آؤ“

عرو نہ کہتے ساتھ کمرے سے باہر نکل گئی۔

”.. یا اللہ میری بچی کو کسی کی نظر نہ لگنے دینا“

اماں نے اسے دعا دی۔

-----

”... اقرار تم تو بہت تیز نکلے گھر میں ہی سٹینگ کر لی“

عافیہ اقرار کو تنگ کر رہی تھی... البتہ وہ خاموش بیٹھا تھا... اس وقت ان کے کمرے میں شازیہ... آصفہ (ممائی) اقرار اور عافیہ بیٹھے تھے... عافیہ کب سے اقرار کو چیر رہی تھی لیکن وہ خاموش طبیعت کا مالک خاموش ہی بیٹھا تھا... بس جواب..... میں ہنس دیتا یہ تک نہ کہتا کہ یہ رشتہ تایا ابا کی مرضی سے ہو رہا نہ کہ اس ذاتی مرضی سے

عروہ کمرے میں ہوا کی تیزی سے داخل ہوئی... وہی تیز چلنے والا انداز اور اک دم سے دروازہ کھولنے کی عادت.... اس..... کو بالکل انداز نہ تھا کہ اندر کون کون موجود ہو گا

"تم کبھی نہیں سدھر سکتی... چچی نے اسے گھورا..."

"سوری چچی مجھے لگا آپ یہاں نہیں ہونگی".... بس عروہ کا یہ کہنا تھا کہ چچی کا دماغ غصے سے پھٹنے لگا.... عروہ کو بھی احساس ہوا کہ اس نے غلط الفاظ کا چناؤ کیا ہے۔

".... تم تو چاہتی ہی یہ ہو کہ میں کہیں دفعہ ہو جاؤں"

اس نے دل میں ان کی تائید کی... لیکن بظاہر کسی مجرم کی طرح کھڑی ہو گئی۔ اسے یقین تھا اقرار اس کی حالت پر ہنس رہا ہو گا.... اور شاید تھا بھی ایسے ہی... وہ سب کے سامنے شیرنی بننے والی بھیگی بلی بنی کھڑی ہے۔

".... چپ رہو شازیہ بچی کو ڈرا دیا"

"... ممائی نے شازیہ کو ٹوکا"

".... آؤ ہم تمہارے کمرے میں چلتی ہیں"

آصفہ نے شازیہ سے کہا اور وہ جو کچھ سامان کھول کر بیٹھیں تھیں اس کو سمیٹا اور اٹھ کر شازیہ کے کمرے میں چل

.... دیں

....جب وہ جاچکی تو عرو نہ بولی

”تم بھی جاؤ.... تمہیں میں علیحدہ سے انویٹیشن دوں؟“

”..... انویٹیشن بلانے کے لیے دیتے ہیں مسز اقرار ٹوبی“

....اقرار جان بوجھ کر اسے چھیڑتے ہوئے اٹھ گیا

”..... مجھے تو ایک بات کا جواب نہیں دیا تمہارے ساتھ دیکھو کیسے بات کر رہا ہے“

....عافیہ حیرت سے بولی جبکہ عروہ منہ چیراتے ہوئے اسے جاتا دیکھتی رہی۔

”تم... تم یہاں کیا کر رہی ہو؟“

وہ الماری کھول کر اندر کچھ رکھ رہی تھی یا پھر کچھ ڈھونڈ رہی تھی۔ اس نے مڑ کے پیچھے دیکھا۔

”.... کیوں اور کس کو یہاں ہونا چاہیے تھا؟ میں تمہاری ہونے والی بیوی“

....وہ چل کر اس کے قریب آئی اور ہونے والی بیوی کہتے ہوئے اس کے چوڑے سینے پر انگلی رکھی

”تو تم یہاں کر کیا رہی ہو؟“

....وہ اس کے اس عمل سے چڑ گیا

”میری مرضی میں جو مرضی کروں؟“

عروہ نے کاٹ دار مسکراہٹ دکھاتے ہوئے کہا۔

.....یقیناً تم نے میری الماری میں کچھ گند پھیلا یا ہو گا... تم اچھے سے جانتی ہو مجھے گند نہیں

ابھی وہ بول ہی رہا تھا کہ جب وہ چل کر الماری کے پاس گیا تو بولنا ہی بھول گیا..... اس کی آنکھوں کے پتلے مزید کھل گئے.....

..... یہ کیا کیا تم نے

... وہ زور سے چلایا تھا... غصے سے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا

عروہ نے اس کی ساری سفید شرٹوں پر کالی سیاہی ڈال دی تھی.... وہ غصے میں پاگل ہو رہا تھا... لیکن وہ اسے مسکراتے..... ہوئے دیکھ رہی تھی

.... اگر مجھ سے شادی کرو گے تو یہی حال ہو گا مسٹر اقرار حسن

..... وہ چل کر اس کے پاس آئی..... اقرار نے اس کا بازو زور سے پکڑ لیا

"پہلے تو شاید میں اس شادی سے ہٹ جاتا.... پر تم اپنی ان حرکتوں کی وجہ سے مجھے خود سے نفرت کرنے پر مجبور کر رہی ہو.... اور اقرار حسن دو لوگوں کو نہیں چھوڑتا ایک جس سے وہ پیار کر تا دوسرا جس سے وہ نفرت کرتا"

.... اس نے اس بازو پکڑ کر سختی... سے اس کی کمر کے ساتھ لگا دیا تھا

"اقرار چھوڑو مجھے.... درد ہو رہا ہے۔"

.... اس نے اس قدر زور سے اس کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا.... کہ درد سے اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے

.... دور رہنا آج کے بعد میری الماری سے.... سنا تم نے

..... اس نے ایک جھٹکے سے اس کا ہاتھ چھوڑا

اقرار کی آنکھوں میں یہ وحشت اس نے پہلی بار دیکھی تھی.... اس نے عروہ کا ہاتھ چھوڑا اور پھر سے الماری کے پاس آ گیا.... اس نے ایک تصویر نکالی.... جس پر شاید سیاہی لگ گئی تھی.... وہ اب اس کو صاف کر رہا تھا اقرار کی کمر تھی اس... کی جانب وہ چاہ کر بھی وہ تصویر نہ دیکھ پائی... جو اقرار نے ابھی رد عمل دیا تھا اس کی ہمت بھی نہیں تھی کہ جاتی دیکھے وہ آنکھوں میں آنسو لیے... واپس آرہی تھی اپنے کمرے میں

“.... ایسا بھی کیا ہو گیا تھا سیاہی ہی تو گرائی تھی.... اتنا زور سے ہاتھ پکڑا

وہ اپنے بازو کو پکڑے خود سے بات کر رہی تھی اس کے خود کے ہاتھوں پر بھی سیاہی لگ چکی تھی۔ ابھی وہ جاہی رہی تھی کہ ماموں اور ممانی کی آواز سن کر ان کمرے کے پاس کان لگا کر کھڑی ہو گئی۔

“... آج کے بعد مجھے اپنی بیوی مت کہیے گا

مامی چلا رہی تھیں.... اب یہ بھی بھلا بات ہوئی بیوی کو بندہ بیوی ہی کہے گا... وہ اپنے لبوں پہ ہاتھ رکھے ہنسی روکتی ہوئی..... وہیں منجمد ہو گئی وہ کچھ دیر پہلے ہونے والا سارا تلخ واقع بھلا چکی تھی

“.... ہاں بیگم ٹھیک اے ہو ر کوئی حکم

ماموں بہت محظوظ انداز میں کہہ رہے تھے۔

“.... یہ بیگم بھی نہ کہیں

.... اب ممانی جان بہت چڑ کر کہہ رہی تھیں

”..... اب بیگم ہو تو بیگم ہی کہوں گا.... اور کچھ کہا تو پھر لڑو گی“

”... جب آپ کو اردو آتی ہے تو کیوں سب کے سامنے مجھے شرمندہ کرواتے ہیں“

”بیگم میرا اصل پنجابی ہے اور میں اپنے اصل کو کیسے بھول سکتا ہوں....؟“

.ان کے اردو بولنے کے انداز میں بھی کہیں نہ کہیں پنجابی کی جھلک محسوس ہوتی تھی

”تو شادی پر تو کم سے کم آپ اردو بول سکتے ہیں.... میری بہت سے کزن آئیں.. گی.... ان کے سامنے ان کی فیملیز کے سامنے“

.. اب مممانی بہت دھیمے لہجے میں التجا کر رہی تھیں

”ہو ر کوئی حکم؟“

ماموں جان نے پھر انہیں چیرا تے ہوئے کہا لیکن اب کی بار مممانی ہنس پڑیں.... اور عروہ جو باہر کھڑی تھی وہ بھی ہنس

.... پڑی.... ان کی نوک جھوک ایسی ہی تھی

”.... کتنا اچھا کیل ہے نایہ“

وہ دیوار سے الگ ہوئی جہاں چپک کر وہ باتیں سن رہی تھی.... عروہ ایک دم کھو گئی.... کیا کبھی اقرار اور میں بھی ایسے

کیل بنے گے؟

.... وہ اپنی سوچوں میں گم اپنے کمرے کی جانب جا رہی تھی کہ پھر سے اقرار سے ٹکرائی

”اندھے ہو؟“



... عروہ اس پر چلائی

“.... نہیں اندھا نہیں ہوں... یہ بھی دیکھتا ہوں کون کہاں پھر رہا ہے کہاں نہیں“

..... اس کا انداز پھر سے عروہ کو تنگ کرنے والا تھا

”کک کیا مطلب؟“

”مطلب ہونے والی بیگم صاحبہ ایسے چوری چھپ کر میاں بیوی کی باتیں نہ سنا کریں نہیں تو مکافات عمل کا نام تو سن ہی رکھا ہو گا.... آپ کی بھی شادی ہونے والی“

عروہ نے ایک خاموش نظر اس پر ڈالی..... اور بغیر جواب دیے اس کے سامنے سے چل دی..... یہ شاید اسے احساس دلانے کا طریقہ تھا کہ میں تم سے ناراض ہوں... لیکن کیا اسے حق پہنچتا تھا کہ وہ اس سے ایسے ناراض ہو؟

”کل تم نے اسلام آباد جانا ہے؟“

عروہ نے اقرار سے پوچھا۔ اس کے لہجے میں پہلے جیسی شوخی نہیں تھی... یا شاید وہ اقرار سے پہلے جیسے بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔

”تم سنجیدہ اچھی نہیں لگتی۔“

اقرار نے ماتھے پر پل لاتے ہوئے کہا۔

”میں نے تم سے پوچھا کل اسلام آباد جانا؟ اب بات کر رہے تھے کہ تمہیں کوئی کام ہے؟“

عروہ اقرار کے کمرے میں نہیں گئی تھی وہ کمرے کے باہر کھڑی تھی کافی دیر سے وہ اس کے باہر آنے کا انتظار کر رہی تھی وہ اندر نہیں جانا چاہتی تھی جو کل سب ہوا تھا وہ اسے احساس دلانا چاہتی جبکہ وہ جانتی تھی غلطی زیادہ اس کی اپنی تھی۔

”ہاں جانا ہے لیکن تم کیوں پوچھ رہی ہو؟“

اقرار نے بھی اب سنجیدہ ہو کر پوچھا۔

”میں نے اپنی ایک فرینڈ کو انویٹیشن بھیجوا نا ہے وہ اسلام آباد شفٹ ہو گئی ہے۔“

”عروہ میں وہاں کام سے جا رہا ہوں انویٹیشن لے کر نہیں جا رہا۔“

اقرار کا لہجہ سنجیدہ تھا۔

”....اوکے“

عروہ نے محض اتنا کہا اس نے اقرار سے بحث نہیں کی تھی اور یقیناً اقرار کو برا لگا تھا۔ اس نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے..... روک دیا

”اقرار حسن تمیز سے... میرا ہاتھ چھوڑو میں تمہاری ملکیت نہیں ہوں۔ نہ ہی کوئی جائیداد ہوں جو تمہیں شادی کے بعد مل جائے گی.... تمہیں کیا لگا مجھے معلوم نہیں ہو گا تم مجھ سے کس بنا پر شادی کر رہے ہو؟ تم صرف اس لئے شادی کر رہے ہو کہ جائیداد کا آدھا حصہ تو میرا ہے اور اگر میری شادی کسی اور سے ہو گئی تو وہ سب تمہارے ہاتھ سے نکل جائے گا۔“

عروہ کی آنکھوں میں نفرت کے سوا کچھ نہیں تھا..... اقرار ایک دم لاجواب ہو گیا تھا اس نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا تھا۔

"میں رات کو تم سے معافی مانگنے آئی تھی... پر یہاں تو سین ہی کچھ اور تھا.... فاریہ میڈم اقرار حسن کے کمرے میں موجود تھیں۔۔"

عروہ کا کوئی ارادہ نہیں تھا کہ وہ اقرار کو رات والی بات بتائے لیکن اس نے جب اس کا ہاتھ پکڑا تو وہ غصے میں سب اگلنے لگی اور آواز میں طنز ظاہر تھا۔

وہ رات کو جب کمرے کے باہر آئی تو آواز سن کر روک گئی۔

"تم میرے ساتھ ایسے نہیں کر سکتے اقرار میں اور تم بچپن سے محبت کرتے ہیں۔"

فاریہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"فاریہ میرے ہاتھ میں کچھ نہیں ہے.... سب تایا ابا نے کیا اور میں ان کو کبھی منع نہیں کر سکتا ان کے لیے مجھے اپنے بچپن کی محبت بھی قربان کرنی پڑے تو میں کر دوں گا۔"

اقرار کا لہجہ البتہ سنجیدہ تھا اس کے لہجے میں کوئی منت سماجت نہیں تھی۔

"اقرار حسن تم تایا ابا کی خاطر کچھ نہیں عروہ کی جائیداد کی خاطر یہ شادی کر رہے ہو۔"

عروہ تو ان انکشافات سے جیسے ہل گئی تھی.... اقرار اور فاریہ.... اس نے دل میں سوچا اور پھر وہی سے واپس چل دی....

.... ساری رات اسے نیند نہیں آئی تھی.... آخر اس قدر لالچی لوگ بھی بستے ہیں اس دنیا میں

-----

“.... عروہ وہ“

اقرار نے کچھ بولنا چاہا تو عروہ نے اسے ہاتھ کے اشارے سے چپ رہنے کا کہا اور بنا کچھ اور کہے سنے وہاں سے چل دی۔

..... اقرار نے غصے سے دیوار پر ہاتھ مارا

”یہ کیا ہو گیا یار؟“

-----

عروہ کمرے میں آئی تو دروازہ بند کیا اور بیڈ پر بیٹھ کر پہلے تو اقرار کا مکار چہرہ یاد کیا۔

”دیکھو سیدہ عروہ فاطمہ؟ تمہیں صرف تمہاری جائیداد کی خاطر قبول کیا جا رہا ہے۔“

.... عروہ نے غصے سے اپنے بیڈ کی چادر کھینچی

”اقرار حسن میں تم سے شادی کروں گی.... تمہاری زندگی برباد کرنے کے لیے تم سے یہ نکاح کروں گی.... تم اپنی

زندگی میں پچھتاؤ گے“

... عروہ نے آنکھوں میں آئے آنسو صاف کیے اور اٹھی

عروہ کی بھی شادی تمہاری ہو رہی اور یہ بار بار نہیں ہونی...“

تم بدلہ لو گی لیکن تم اپنی زندگی کو سنجیدہ نہیں کر سکتی... میں ایک خوش اخلاق لڑکی ہوں اور مجھے خوش اخلاق ہی رہنا ہے

میں سڑیل نہیں بن سکتی۔“

اس نے چہرے پر مسکراہٹ لاتے ہوئے کہا۔

"چلو مس عرو نہ آج شاپنگ مکمل کر لی جائے... یہ نہ ہو کہ شادی کے دن قریب آجائیں... اور دنیا کی بیسٹ دلہن کی شاپنگ رہ جائے"

.. اس نے الماری کھولی اور اپنے لیے کپڑے نکالے

"... اماں ثانیہ آرہی ہے میں اور وہ شاپنگ پہ جارہی ہیں آپ کو کچھ منگوانا ہو تو بتادیں"

عرو نہ نے سفید جینز کے اوپر آسمانی رنگ کی قمیض پہنی ہوئی تھی دوپٹہ رول کر کے گلے میں ڈال رکھا تھا اور آنکھوں پر سن گلاسز لگائے وہ لاونج میں بیٹھی سینڈل پہنے میں مصروف تھی جب اماں نے اس سے تیار ہونے کی وجہ پوچھی۔ تو اس نے بتائی۔

"اپنی بہنوں کو بھی ساتھ لے جاؤ۔"

اماں نے عافیہ اور فاریہ کی طرف اشارہ کیا وہ دونوں وہاں موجود نہیں تھیں... لیکن شازیہ سڑیوں سے نیچے اتر رہی تھی۔

"اماں وہ کیا ہے نا ثانیہ کو کسی کی کمپنی اچھی نہیں لگتی اس لیے میں کسی اور کو ساتھ نہیں لے جا رہی"

اصل وجہ تو عرو نہ اماں کو بتا نہیں سکتی تھی.... لیکن اس نے ثانیہ کا بہانہ بنا کر منع کیا تو شازیہ نے اسے ناگواری سے دیکھا۔

"ہاں ویسے بھی میری بیٹیاں اتنی ماڈرن نہیں ہیں اس لیے انہیں ساتھ لے جانے میں شرم آرہی ہوگی۔"

عرونہ کا دل کیا چچی کی اس بات پر کھل کر ہنس دے.... وہ لبرل لبرل کا راگ الاپتی پھرتی چچی آج عرونہ پر سوال اٹھا رہی تھی۔

"جی چچی بس کیا کریں.... میں تو آپ کی صحبت میں رہ کر ماڈرن بن گئی لیکن میری کزنیں گاؤں میں رہنے کی وجہ سے اتنی ماڈرن نہ بن سکیں۔"

عرونہ نے مسکراتے ہوئے چچی کو جواب دیا اور لہجہ بہت میٹھا تھا چچی اب اس بات پر اس کی بے عزتی بھی نہیں کر سکتی تھیں.... البتہ اماں نے اسے گھورا تھا جن کو اس نے نظر انداز کر دیا.... وہ سینڈل پہن کر اب سیدھی ہو کر بیٹھی اور موبائل نکال کر گیم کھیلنے بیٹھ گئی.... وہ جانتی تھی ثانیہ دیر سے ہی آئے گی... اماں کچن میں جا چکی تھیں.. اور چچی بھی شاید اپنی بہن کے کمرے میں جا چکی تھیں۔

فاریہ عرونہ کے پاس آ کر بیٹھی تو عرونہ ذرا سیدھی ہوئی وہ پہلے سن گلاسز میز پر رکھے ٹانگیں میز پر رکھے گیم کھیل رہی تھی۔

"تم کہیں جا رہی ہو؟"

.... فاریہ نے سوال کیا

"ہاں شاپنگ کرنے جا رہی ہوں.... چلو گی تم؟ نہیں بلکہ سوری تم ہمارے ساتھ... اچھا نہیں لگتا ہم فرینڈز جا رہی ہیں نا... تم کیا کرو گی۔"

..... عرونہ نے اسے ایسا جواب دیا کہ مزید اب وہ اس کے ساتھ کبھی جانے کا نہ کہے

"کیسی عجیب لڑکی ہے؟ دل میں کھوٹ ہے اور اوپر سے کتنی اچھی بن رہی ہے میرے میں تو اتنا ظرف نہیں کہ میں اس سے ایسے بات کروں جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔"

... عروہ نے دل میں سوچا.... اور پھر سے پپ جی کھیلنے میں مصروف ہو گئی۔ فاریہ اسے بغور دیکھ رہی تھی پھر بولی

"اقرار کو اس گیم سے سخت نفرت ہے۔"

فاریہ نے نجانے کیوں یہ بات کی تو عروہ نے اس کی طرف منہ کیا اور پھر بہت طزیہ انداز میں بولی... لیکن ساتھ ہی میٹھا لہجہ رکھتے ہوئے بولی۔

"ہمم... پسند نہیں... لیکن وہ بہت سے ایسے کام کر رہا ہے جو اسے پسند نہیں... تم فکر نہ کرو میں اس کو بھی سیکھا دوں گی۔"

عروہ نے اس کا کندھا صاف کرتے ہوئے چہرے پر زہریلی مسکراہٹ لاتے ہوئے کہا۔ فاریہ بجبھی سی شکل لے کر اٹھ گئی۔ اتنے میں ثانیہ آگئی تو عروہ نے اپنے ٹیم میٹس کو بولا چلو دوستو میں جا رہی ہوں۔ اب سنبھال لینا۔ اور اٹھ کر سن گلاسز لگائے اور ثانیہ کے ساتھ چل دی۔

-----

"تمہیں اس سے پیار ہو گیا ہے اور کوئی بات نہیں۔"

ثانیہ اور وہ اب نئی دوکان میں داخل ہو رہی تھیں جب اس نے کہا... عروہ نے اسے ساری بات بتادی تھی... جو جو اس نے رات کو سنا تھا۔

".... پیار کرے اس سے میرے جوتی"



عروہ نے سختی سے کہا۔

”میری جوتی بھی پیاری ہے... دیکھو... پیار کرے اس سے اس کی جوتی۔“

عروہ نے اسے اپنے سینڈل دیکھاتے ہوئے کہا تو ثانیہ ہنس پڑی۔

“.... تم یہ دیکھو... وہ میرے پیسے پر مرتا ہے اللہ معاف کرے لالچی انسان“

عروہ نے نفرت سے کہا۔

.... اب وہ کپڑوں کی دیکھ رہی تھیں

”اچھا اب اقرار اقرار کرنا بند کرو ہم جو کام کرنے آئے ہیں وہ کر لیں۔“

ثانیہ نے اسے ٹوکا۔ عروہ نے سر جھٹکا اور کپڑے ادھر ادھر کر کے دیکھنے لگی۔ اس کی شادی کا لہنگا تو انہی کی فیکٹری سے بہت مشہور ڈزائینز نے بنانا تھا البتہ دوسرے کپڑے وہ خود خرید رہی تھی۔

آج شام مہندی کی شام تھی... سارا گھر خوشیوں سے چمک رہا تھا لیکن کوئی نہیں خوش تھا تو وہ فاریہ اور اقرار تھے۔ فاریہ سب کچھ بہت مشکل سے برداشت کر رہی تھی۔ اقرار اور اس کی محبت آج کی نہیں تھی کہ پل بھر میں بھول جاتی اس کی محبت تو بچپن سے تھی۔ اس کے اور اقرار کے بچپن سے مزاج ملتے تھے جب وہ آٹھارہ سال کی تھی تو اقرار سے اس نے باقاعدہ محبت کا اظہار کیا تھا اور اقرار نے بھی اس سے اظہار کیا تھا اقرار ہر وقت اس سے بات نہیں کرتا تھا جیسے باقی لوگ کرتے ہیں وہ صرف اس سے کبھی کبھار بات کر لیتا تھا اور بس گھر والوں کو حال چال پوچھ لیتا تھا یا کبھی چھٹیوں میں وہ لوگ آتے تھے وہ اسے لاہور کی سیر کروا دیتا تھا اقرار نے اس سے کوئی وعدہ نہیں کر رکھے تھے البتہ دُکھی وہ بھی

تھافاریہ نے اس کے ساتھ بہت سے خواب سجا رکھے تھے اور آج وہ ان کو ٹوٹا دیکھ رہی تھی۔ عروہ کے باقی کزن بھی آچکے تھے اس کے چھوٹے ماموں کے بچے بھی سب آچکے تھے۔ عروہ کو پار لروالی مہندی لگانے آئی تھی اس کے ساتھ اور بھی لڑکیاں آئی تھیں جو اس کی باقی کزنوں کو مہندی لگا رہی تھیں۔

اقرار کی باقی خالہ بھی تشریف لاجچکی تھیں اس کو دو اور خالہ تھیں ایک کانام زرینہ تھا اور دوسری کانام زرینا تھا۔ زرینہ کے تین بچے تھے ایک بیٹا جس کا نام قیصر تھا اور دو بیٹیاں تھیں ایک کانام اریبہ تھا جو بڑی تھی اور دوسری کانام سحر تھا۔ زرینا خالہ کا ایک بیٹا تھا جس کا نام سلیمان تھا۔ وہ سب لوگ آچکے تھے۔ عروہ کے چھوٹے ماموں کے چار بچے تھے دو بیٹے تھے اور دو بیٹیاں تھیں ایک بڑا بیٹا تھا جس کا نام خاور تھا اور اس کی نسبت عافیہ سے طے تھی۔ اور دوسرے بیٹے کانام زین تھا۔ اس سے چھوٹی ایک بیٹی تھی جس کا نام زینب تھا اور دوسری بیٹی کانام ایمن تھا جو عروہ کی بہت اچھی دوست تھی۔ اس کی فاریہ سے بھی بہت بنتی تھی لیکن جہاں تک ایمن کا سوال تھا تو اس سے بہت زیادہ بنتی تھی اور بہت اچھی دوست بھی تھی۔

”عروہ بہت خوش ہو؟ ایسے لگ رہا ہے ساری زندگی کا خواب پورا ہو گیا ہو۔“

ایمن اسے تنگ کر رہی تھی ایمن تیار کھڑی تھی اس نے سلک کی شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی جس کا رنگ پیلا اور سرخ تھا عروہ ابھی مہندی لگو رہی تھی اس نے ابھی کپڑے بدلنے تھے۔

”ہاں تو میری شادی بار بار تھوڑی ہونی ہے؟ ایک ہی بار شادی ہونی ہے اور پھر تمہیں نہیں پتہ اتنا ہینڈ سم شوہر مل رہا ہے“

”مجھے تو خوش ہونا چاہیے تم نہیں جانتی اس پر لڑکیاں مرتی ہیں۔“

عروہ نے جان بوجھ کر کہا اس کے پاس ہی فاریہ بیٹھی تھی وہ مہندی نہیں لگوا رہی تھی لیکن عروہ کی بات پر ٹھٹکی تھی۔  
”عروہ نے یہ بات کیوں کی؟“

فاریہ نے دل میں سوچا لیکن پھر سر جھٹک دیا کہ یہ تو منہ پھٹ ہے کچھ بھی بولتی ہے۔  
”عروہ توبہ ہے لڑکی ذرا نہیں لگ رہا تم دلہن ہو.... زبان قینچی کی طرح چل رہی ہے۔“  
ثانیہ نے اب اسے ڈانٹا تھا۔

”..... تم چپ رہو... میری خوشی سے پہلے جلنے والے تھوڑے ہیں..... تم بھی ان کی لسٹ میں شامل ہو جاؤ“  
عروہ کی بات نے فاریہ کو چونکا دیا تھا آخر وہ اسے لگا لگا کر باتیں کیوں کر رہی تھی۔ فاریہ اس کے پاس سے اٹھ کر چلی  
.... گئی... تو عروہ اور ثانیہ دونوں ہنس دی  
”کل کیا کرتی رہی ہو؟“

ثانیہ عروہ کو کل فون کرتی رہی تھی لیکن اس نے اٹھایا نہیں تھا اور اب وہ اس سے پوچھ رہی تھی۔  
”او.... بھائی اب میری شادی ہو رہی ہے میں ایک عدد شوہر کی مالکن بننے جا رہی ہوں اب زرا میں مصروف ہو گئی۔“  
سب ہنس دیں۔

عروہ بار بار ہل رہی تو مہندی والی بہت تنگ ہو رہی تھی۔  
”آپ ٹک کے بیٹھ جائیں۔“

اس نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

"یار تم غلط بندی کو کہہ رہی ہو کہ ٹک جائے... میری تو قسمت میں ٹک کے بیٹھنا لکھا ہی نہیں.... اب جو قسمت میں نہ لکھا ہو وہ میں کیسے کر سکتی ہوں؟"

عروہ نے معصوم بنتے ہوئے کہا جبکہ مہندی لگانے والی ہنس پڑی اور سر جھٹک کر مہندی لگانا شروع کر دی۔  
"ایک بات یاد رکھنا اگر مہندی خراب ہوئی تو میں تمہیں یہی زندہ دفنادوں... پھر نہ کہنا عروہ کا قصور تھا۔"  
عروہ نے اسے آنکھیں دیکھاتے ہوئے کہا۔

"جب وہ بیچاری مر جائے گی تو اس نے کون سا تمہیں آکر کہنا۔"  
ایمن کہہ کر ہنس دی۔

"تمہیں نہیں پتہ مرنے کے بعد سب بھوت بن جاتے ہیں.... اور پھر وہ اپنے مارنے والوں سے بدلہ لینے آتے ہیں۔"  
عروہ نے ایسے کہا جیسے واقعی ہی میں ایسا ہوتا ہو۔

"ہاں پھر تو پکا اقرار تمہارا قتل کر چکا جس بیچارے سے تم بدلہ لینے آئی ہو۔"  
.... ایمن نے بھی اسے تنگ کیا

"تم چپ کرو.... جیسے پپل۔"

عروہ نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا.... اور ساتھ ایک زوردار قہقہہ لگایا.... ایمن بھی اب دوسری لڑکی کے پاس بیٹھ کر مہندی لگوا رہی تھی۔

فاریہ عروہ کے کمرے کے ٹیرس میں کھڑی تھی جب عروہ اس کے پاس آئی.... وہ نیچے لان میں ہونے والے ہلے گلے کو دیکھ رہی تھی اس کا دل بہت بھرا ہوا تھا۔

”ایسے کیا دیکھ رہی ہو نظر لگاؤ گی کیا؟“

عروہ نے مہندی والے ہاتھ ہوا میں اٹھائے ہوئے تھے اور فاریہ کو اس نے منہ چیرا کر کہا۔

”کیا مطلب میں کیوں نظر لگاؤں گی؟“

... فاریہ نے فوراً پہلو بدل لیا۔

”دیکھو فاریہ بی بی وہ اب سیدہ عروہ فاطمہ کا ہونے والا شوہر ہے.... تم دونوں کا جو بھی تھا سو تھا اب اگر تم نے میرے بندے پر نظر رکھی تھی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا“

”تم سے برا تو کوئی ہے بھی نہیں سیدہ عروہ فاطمہ.... اور تم بھول رہی ہو کہ تم سیدہ فاریہ رضا سے بات کر رہی ہو...“

”اور دیکھتی ہوں کب تک یہ شادی چلتی ہے۔“

فاریہ نے بھی اسی کی لہجے میں جواب دیا۔

”.... ایک بات کان کھول کر سن لو... تم اگر اب اقرار سے ملی تو میں تمہارا وہ حشر کروں گی جو تم نے سوچا بھی نہ ہوگا“

..... فاریہ رو پڑی

"سیدہ عروہ فاطمہ میں تمہیں بددعا دیتی ہوں تمہیں بھی کسی سے پیار ہو اور وہ تمہیں کبھی نہ ملے.... تم اس کے لیے مر جاؤ.... لیکن وہ تمہیں گھاس بھی نہ ڈالے.... اور جہاں تک اقرار کی بات ہے وہ مجھ سے پیار بھی کرتا ہے اور ایک نہ ایک دن میرا بھی ہو گا"

فاریہ وہاں سے جانے لگی تو عروہ نے سختی سے اس کا ہاتھ پکڑ کر روکا.... اس نے اس قدر زور سے پکڑا تھا کہ فاریہ کی چیخ..... نکلتے نکلتے روکی

"میں اس سے صرف نفرت کرتی ہوں..... سنا تم نے.... لیکن میں اپنی نفرت میں بھی اتنی شدت پسند ہوں کہ اس میں بھی کسی کی مداخلت پسند نہیں کرتی سنا تم نے"

عروہ نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

اور اس نے فاریہ کا بازو ایک جھٹکے سے چھوڑا جہاں مہندی چھپ چکی تھی.... اور اقرار کا نام بھی اس کے بازو پر لکھا گیا تھا.....

"تم اپنے ہاتھوں سے اسے مجھے دو گی۔"

فاریہ نے اپنے بازو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اور چل دی.... جبکہ عروہ کو تو اپنی مہندی خراب ہونے کا دھچکا لگ چکا تھا۔

"منخوس مارے کا جہاں بھی نام آتا وہ چیز خراب ہو جاتی.... اب میری مہندی تو خراب ہو گئی نا.... اس کا حساب بھی " تم سے لوں گی سید اقرار حسن بخاری

اقرار نے شلوار کے نیچے پاجامہ اور اوپر پرنس کوٹ پہنا ہوا تھا... اس کے سوٹ کارنگ سفید تھا جبکہ پرنس کوٹ کارنگ سی گرین تھا۔

وہ بہت خوبصورت لگ رہا تھا بال اس کے نفاست سے بنائے گئے تھے لگتا تھا۔ ہلکی بڑھی ہوئی داڑھی اس کی شخصیت کو اور بھی چار چاند لگا رہی تھی۔ مہندی دونوں کی ایک ساتھ ہونی تھی سب جانتے تھے کہ عروہ کی انٹری سادہ نہیں ہو سکتی... ڈانس کا سٹیج بھی بنایا گیا تھا پیلے پھولوں کی سجاوٹ زبردست لگ رہی تھی۔ جمال شاہ بھی اقرار کے ساتھ سٹیج پر بیٹھے تھے وہ بہت خوش نظر آرہے تھے آخر کو ان کے دل کی خواہش پوری ہو رہی تھی انہوں نے شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی۔ شازیہ نے ہلکے پیلے رنگ کا جوڑا پہنا ہوا تھا جس پر تارکشی کا کام ہوا ہوا تھا۔

شائلہ نے ہلکے آسمانی رنگ کا جوڑا زیب تن کیا ہوا تھا اور اب باری تھی دلہن کے آنے کی... پر اتنی آسانی سے دلہن آ جائے یہ کیسے ہو سکتا تھا.... وہ عروہ فاطمہ تھی.... اقرار حسن کے ایسے ہی ہاتھ آ جاتی یہ کیسے ممکن تھا۔ خاور اس کو بلانے آیا۔

”آپ کی عروہ بلا رہی ہے۔“

خاور نے اس کو اطلاع دی۔

”مجھے پر کیوں؟“

.... اقرار نے سوال کیا

”... یا اس سے خود ہی سوال کر لینا اب چلو بھی“

”.... ہاں ہاں بھائی جاؤ“



..... جمال صاحب نے ہنستے ہوئے کہا تو اقرار چپ کر کے اٹھ گیا

..... کچھ ہی دیر میں .... گانے کا ساز بجنے لگا

ماہی وے.... ماہی وے.... دیتھس داوے“

(that's the way)

ماہی وے

پہلے ثانیہ، اریبہ، سحر عافیہ اور ایمن گاتی ہوئی آگے آئیں.... سب لوگ راہ داری کی طرف متوجہ تھے جہاں سے پہلے

..... پانچ لڑکیاں گانے پہ ناچتی ہوئیں آرہی تھیں..... ہاتھ میں مہندی کے تھال اٹھائے

تیرے ماتھے جھومر دمکے... تیرے کانوں بالی چمکے ہے رے ماہی وے...“ اب یہ گاتے ہوئے خاور اور قیصر داخل

ہوئے تھے.... اور سب نے ہونٹنگ کی تھی۔

تیرے ہاتھوں گنگنا کھنکے تیرے پیروں پائل چھنکے ہے رے ماہی وے.....“ اب زین اور سلیمان داخل ہوئے تو ساتھ

..... تالیوں کا شور بھی گونج اٹھا

“..... نینوں سے بولے ربار با.... من میں ڈولے ربار با ایمرت گھولے ربار با تو سوینے

..... جند ماہی وے سوینے سوینے آجا ماہی وے اور ی باڈی سنگ سوینے سوینے آجا ماہی وے

اب سب لڑکیاں قطار بنا کر ایک طرف کھڑی ہو گئی تھیں اور لڑکے ایک طرف اور درمیان میں اقرار حسن.... جو کبھی

تایا کے علاوہ کسی کے آگے نہ جھکنے والا آج تایا کی بیٹی کو سائیکل پر بیٹھا کر لارہا تھا.... عروہ اس پھولوں سے سچی سائیکل

پر بیٹھی تھی اور اقرار اسے چلا رہا تھا.... سب لڑکے لڑکیاں گانے پر جھوم رہے تھے۔ سب لوگ بہت محظوظ ہو رہے تھے... اس سائیکل کے پیچھے پاکی بنی ہوئی تھی جہاں عروہ بیٹھی تھی اس کے چہرے پر جہان بھر کی خوشیاں تھیں.... اس کی تصاویر لے جا رہی تھیں.... اور اقرار بالکل سنجیدہ ہو کر سائیکل چلا رہا تھا.... ایک ڈران اوپر سے انکی ویڈیو بنا رہا تھا.... اب سائیکل سیٹج کے پاس پہنچ چکی تھی.... تو اقرار نے روک دی... تو پھر سے سب نے ہونٹنگ کی..... شور و غل میں کوئی تھا جو بری طرح ٹوٹ رہا تھا اور وہ تھی فاریہ.... یہ سب عروہ نے سب کو ایک رات میں سیکھایا..... تھا.... جس میں فاریہ نے شرکت نہیں کی تھی نہ ہی عروہ نے اسے کہا تھا

اس نے جامن رنگ کی کرتی پہنی تھی اور نیچے طوطے رنگ کا لہنگا تھا.... اب اقرار اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے نیچے اتار رہا تھا جس پر گوٹے کا کام ہوا ہوا تھا اور دوپٹہ بھی لہنگے کے رنگ کا تھا جو کافی بھاری تھا.... یہ سب تصاویر میں محفوظ ہو رہا تھا.... سب لڑکیوں نے مہندی کے تھال سیٹج پر سجادیے تھے.... اب وہ دونوں سیٹج پر بیٹھ گئے تھے.... جمال صاحب اب اٹھ چکے تھے اور کچھ مہمانوں پاس جا کر کھڑے ہو گئے تھے۔

"اپنی چربل جیسی شکل کو کریلے کا تڑکا لگا کر مزید مت بگاڑو... اقرار حسن.... میری مہندی کی تصاویر تمہاری تربوز جیسی.. شکل کی وجہ سے خراب ہوئیں تو یقین کرو میں تمہارا جینا حرام کر دوں گی"

عروہ نے منہ پر مسکراہٹ رکھتے ہوئے دانت پیس کر کہا... جس پر اقرار کا دل کیا اس کے منہ میں کریلے ڈال دے.... کیونکہ وہ اس طرح آنے پر بالکل اتفاق نہیں رکھتا تھا لیکن عروہ اس کو دھمکا کر لائی تھی کہ اگر اس نے عروہ کا کہنا نہ مانا تو.... وہ سب کو اس کے لالچی ہونے کا بتا دے گی

"ماشاء اللہ بہت پیارے لگ رہے ہیں میرے بچے۔"

..... شائلہ بیگم اب سیٹج پر آئیں تھیں.... اور ان دونوں کو دعائیں دینے لگیں..... اقرار ان کو دیکھ کر مسکرایا  
ان کے باقی کزنوں نے اب باقاعدہ رقص شروع کر دیا تھا.... سب سے پہلے ایمن اور زینب ڈانس کر رہی تھیں... باقی  
سب اپنی اپنی باری کا انتظار کر رہے تھے۔

جب شائلہ چلی گئی تو عروہ نے پھر سے بولنا شروع ہوئی۔

“یار ویسے.... یہ تمہاری کزن بہت ہرٹ ہوئی ہے.... مجھے تو بہت افسوس ہوا تم دونوں کی سٹوری کا دی اینڈ دیکھ کر“  
عروہ نے فاریہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو ایک کونے میں بیٹھی تھی۔

“عروہ فاطمہ پہلی بات کہ وہ تمہاری بھی کزن ہے.... دوسری بات میرے ساتھ اس بات پر بحث نہ کرنا... اگر تمہیں  
کسی کے دکھ کا احساس نہیں تو مذاق بھی مت اڑاؤ“

.... اقرار نے بہت تخیل سے کہا

“.... مذاق تو تم نے میرا بنا دیا ہے اقرار... لیکن یقین کرو میں تمہیں چھوڑوں گی نہیں“

“.... اچھی بات ہے چھوڑنا بھی نہیں چاہیے... اتنا اچھا شوہر کہیں نہیں ملے گا“

... اقرار نے اسے جان بوجھ کر زچ کیا تھا کہ اب وہ چپ کر کے بیٹھی رہے

“... آخر میں ہم نے ڈانس کرنا“

.... عروہ نے اس کے سر پر بم پھوڑا

“... عروہ اپنا دماغ کا علاج کروادیں نہیں کر سکتا ایسے ڈانس... میرا سارا سٹاف یہاں موجود ہے“

"تو اقرار حسن میں نے نہیں کہا تھا اپنا آفس میری مہندی پر اٹھالانا... میں تمہیں اس بات کی ہر گز کی اجازت نہیں دوں  
... گی تم میری مہندی برباد کرو"

.... یقیناً اب اقرار کو اپنے فیصلے پر دکھ ہو رہا تھا... کس سے شادی کرنے کی ہامی بھر بیٹھا ہوں  
اب ساتھ ساتھ مہندی لگانے کی رسم بھی شروع ہو چکی تھی۔

تقریباً جب ہر ایک نے مہندی لگالی... تو اب دولہا دلہن کے ڈانس کی باری تھی.... اقرار نے تو خدا کا شکر ادا کیا جب عین  
..... وقت پر اسے تایا ابا نے بلا لیا تھا

.... تو عروہ اکیلی سٹیج پر چلی گئی

!..... کیا

... عروہ تو ایک دم چلائی

.... ہاں یار انکل نے کہا ابھی نکاح ہو گا

ایمن نے جب اسے خبر دی تو وہ تو رو دینے کو تھی نہ نہ اس لیے نہیں کہ نکاح آج.... بلکہ اس لیے اس نے تو نکاح کے  
لیے سوٹ ہی الگ تیار کیا تھا اور نکاح پر اس نے ایسے انٹر تو نہیں ہونا تھا.... خیر اب ابا نے جو کہا تھا وہ تو ہونا ہی تھا پر پھر  
بھی وہ عروہ ہی کیا جو اپنی شادی کی خواہش پوری نہ کرے.... وہ جلدی سے اندر کی طرف بھاگی.... منہ دھویا کپڑے  
اتارے.... اور تقریباً پانچ منٹ میں اس نے سفید رنگ کی فرائڈ پہن لی تھی اوپر دوپٹہ بھی سفید ہی تھا نیچے چوڑی دار  
پاجامہ تھا اور دوپٹے پر سلور رنگ کا کام ہوا ہوا تھا... فرائڈ پر بھی کہیں کہیں کام ہوا ہوا تھا.... بالوں کو اس نے ویسے

ہی رہنے دیا.... بال اس کے گھنگرالے کر کے ایک طرف سے آگے کو نکالے ہوئے تھے اس نے ویسے ہی رہنے دیے.... اور بیوٹیشن کو تو اس نے اللہ کا شکر تھا جانے ہی نہیں دیا تھا کہ کہیں میک آپ خراب ہو گیا تو ٹھیک کون کرے گا.....

”عروہ کتنی دیر ہے؟“

اماں آئی تو وہ بیوٹیشن کے سامنے منہ اٹھا کر بیٹھی تھی.... اماں کو اس پر بہت غصہ آیا یہ ایسا وقت ہوتا کہ ہر لڑکی رونا شروع کر دیتی اور اس کو دیکھو

”..... یار اماں ابا کو بولیں بس آدھا گھنٹا دے دیں.... ابھی بارہ بج رہے بس ساڑھے بارہ بجے میں حاضر“

..... اس نے گھڑی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

..... بیوٹیشن بھی ایسی دلہن کو پہلی بار دیکھ رہی تھی

”..... جلدی کرو منہ کیا دیکھ رہی ہو.... اور گندا کیا تو پھر دیکھنا“

.... اس نے اسے دھمکی دی اور پھر آنکھیں موند لیں

”چپ کر کے بیٹھو گی تو وہ کچھ کرے گی یار۔“

..... ایمن بولی

... وہ تقریباً پانچ منٹ پہلے ہی تیار تھی

“.... اوہو“

.... اس نے سر پر ہاتھ مارا

”کیا ہوا اب؟“

.... ثانیہ نے پوچھا

“.... یا اس بونگے اقرار کو کسی نے کپڑے بدلوائیں ہونگے یا نہیں“

..... عروہ نے اب نیا مسئلہ ظاہر کیا

”میڈم فکر نہ کریں... میں نے پہلے ہی انہیں کہہ دیا تھا کہ اگر عروہ سے اپنی خیریت چاہتے تو کپڑے بدل لیجیے گا۔“

... ایمن نے کالر چھاڑتے ہوئے کہا

“.... ہائے میں واری“

“..... اچھا اچھا اب واری بعد میں جانا اب چلیں.... مولوی صاحب کب سے انتظار کر رہے ہیں“

”عروہ نے کمر پر ہاتھ باندھے...“ اس اقرار کو کون لے کر آئے گا.... اور خاور سے پوچھو سب تیار ہے نا؟

“.... ہاں ہاں سب تیار وہ تو ہم لوگوں نے کل رات کو ہی تیار کر لیا تھا اب چلو“

.... ایمن نے اب اسے ہاتھ سے پکڑا

“..... پہلے اس بونگے کو تو لاؤ“

“.... تم لوگوں کا دماغ ٹھیک ہے؟ مجھے رکشہ چلانا نہیں آتا“

اقرار اب عروہ کی نئی نئی فرمائشوں سے زچ ہو گیا تھا۔

”وہ فکر کی بات ہی نہیں میں چلا لوں.... آپ اس کے ساتھ پیچھے بیٹھ جانا“

“.... ٹھیک“

..... اس نے اب ہتھیار ڈال دیے تھے

اقرار اور عروہ رکشے میں بیٹھے تھے جبکہ خاور اسے چلا رہا تھا.... رکشے کو لال پھولوں اور بتیوں سے سجایا گیا تھا اور رکشے.... کے پیچھے زین اور قیصر ہاتھوں میں رنگ لیے کھڑے تھے

”یار کل کیا ہوائی جہاز پر بیٹھا کر لانا ہے؟“

اقرار اب شدید بیزار تھا.... جبکہ اس کو نظر انداز کرتی عروہ بہت خوش تھی.... اقرار نے اب بوسکی کا سوٹ پہن لیا تھا...

“.... بات سنو جب ہم دروازے پر پہنچے گے نہ تو تم دوسری طرف سے اترنا میں اس طرف سے اتروں گی“

..... عروہ نے اسے نظر انداز کیا تھا.... اور اپنی بات سمجھائی تھی اور اقرار چپ کر کے بیٹھ گیا

وہ لوگ اپنے گھر کے باہر سڑک پر تھے اور اب وہ اپنے گھر کے پاس پہنچ چکے تھے.... سب لوگ اس شادی سے بہت لطف اندوز ہو رہے تھے۔

“... اب اترو“

جب وہ لوگ پہنچ گئے تو عروہ نے اسے اترنے کا اشارہ کیا تو وہ اپنی طرف سے اتر گیا.... جب اقرار اتر تو انار کی آتش بازی ہوئی.... اور پھر عروہ اتری تو دوبارہ آتش بازی کا مظاہرہ ہوا اور ساتھ ہو ٹنگ ہوئیں.... ثانیہ اور ایمن ایک دوپٹہ لیے کھڑی تھیں کس پر جگہ جگہ قبول ہے قبول ہے لکھا تھا.... انہوں نے فوراً وہ دوپٹہ ان دونوں کے درمیان حائل کر دیا.... اب وہ لوگ اسی راہ داری سے اندر داخل ہو رہے تھے جہاں سے پہلے ہوئے تھے.... ان کو ایسے ہی سٹیج پر لے جایا گیا.... وہ دونوں ابھی بھی دوپٹہ حائل کیے ہوئے تھیں وہ دونوں بیٹھے نہیں تھے ابھی.... مولوی صاحب آئے.... تو انہوں نے پہلے عروہ سے اجازت لی

سیدہ عروہ فاطمہ بنت سید جمال شاہ آپ کا نکاح سید اقرار حسن ولد سید حسن شاہ کے ساتھ پانچ ہزار روپے سکھ ”رائجوقت میں طے کیا جاتا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟“

“... قبول ہے قبول ہے قبول ہے“

عروہ نے اتنا خوش ہو کر جواب دیا جیسے اس کی شادی نہ ہو رہی ہو کوئی اس سے پوچھ رہا ہو بیٹا گھومنے جانا... سب لوگ.... بہت ہنسے تھے اس کے اس رد عمل پر

”پتہ نہیں اس لڑکی کی پسند کی شادی ہوتی تو کیا کرتی۔“

اقرار نے دل میں سوچا.... مولوی صاحب نے اس تین دفعہ اجازت لی تو اقرار کی طرف آئے۔

سید اقرار حسن ولد سید حسن شاہ آپ کا نکاح سیدہ عروہ فاطمہ بنت سید جمال شاہ کے ساتھ پانچ ہزار سکھ رائجوقت ”میں طے کیا جاتا کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے۔“



”قبول ہے۔“

..... اس نے جواب دیا تو فاریہ کا دل کیا کہ اب وہ یہاں سے کہیں دور بھاگ جائے

..... ان کے درمیان سے دوپٹہ ہٹایا گیا تو ہوٹنگ ہوئی

اس کے بعد قاضی صاحب نے نکاح کے صیغہ ادا کیے.... اور اس طرح رات کے تقریباً ایک بجے عروہ فاطمہ اب مسز اقرار حسن بن چکی تھیں..... قاضی صاحب جب چلے گئے تو بہت سے مہمان بھی جانے لگے... اب صرف گھر گھر..... والے رہ گئے تھے

“.... چلو آؤ اقرار ڈانس کریں“

“.... تمیز کرو عروہ.... تم نے جو جو کہا میں نے کیا اب بس کرو“

“..... بھاڑ میں جاؤ میں چلی“

.... اقرار وہیں بیٹھا رہا

اور اب عروہ باقی سب کے ساتھ مل کر رقص کر رہی تھی۔

اقرار کی آنکھیں... فاریہ سے دوچار ہوئیں تو اس نے ایک دم آنکھیں پھیر لیں... ان آنکھوں میں اس کے لیے شکوہ..... تھا... وہ جانتا تھا پر

“.... چلو آؤ سب اتنا کشری کھیلیں“

جب سب بڑے سونے کے کیے چلے گئے تو ایمن نے سب کو کہا..... مارچ کا مہینہ تھا اس لیے نہ زیادہ سردی تھی نہ ہی گرمی....

“....ہاں ہاں چلو چلو“

عرونہ فوراً سے تیار ہوئی... سب انہیں کپڑوں میں تھے.... اقرار اٹھنے لگا... تو عرونہ فوراً بولی۔

”میاں جی آپ کہاں جا رہے ہیں؟“

”تم سب لوگ کھیلو میرا دل نہیں نہ ہی مجھے یہ سب پسند ہے۔“

اقرار کے چہرے سے لگ رہا تھا کہ وہ کافی تھک چکا ہے۔

”میں سب سیکھا دوں گی۔“

عرونہ نے بلا کی معصومیت چہرے پر لاتے ہوئے۔

“....ہائے.... اب تو بیٹھ جائیں بھائی“

زین بولا تھا.... سب لوگوں نے ہوٹنگ شروع کر دی.... فاریہ بھی چپ سی ان لوگوں میں بیٹھی تھی وہ سب لوگ سیٹج

کے پاس بیٹھے تھے جبکہ عرونہ اور اقرار اوپر صوفے پر بیٹھے تھے۔ اقرار بیٹھ گیا تو سب نے پھر سے شور کیا.... جو بھی تھا

... اب وہ اس طرح عرونہ کی توہین نہیں ہونے دے سکتا تھا کہ اس نے اسے روکا اور وہ رکنا نہیں

”لیکن مجھے تو پتہ ہی نہیں اس میں کرتے کیا ہیں؟“

.... اقرار نے اپنا مسئلہ بیان کیا

“..... اگر فلمیں ڈرامے دیکھے ہوتے تو آج یہ حال نہ ہوتا“

عروہ نے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

”ہاں اور اگر دیکھے ہوتے تو تمہارے جیسا بنا پھرتا.....“

.... اقرار نے اسے لتاڑا

“.... اقرار دیکھو“

”اچھا اب بس بس.... ہم یہاں کھینے کے لیے اکٹھے ہوئے ہیں۔“

زینب نے کانوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا.... کیوں کہ عروہ کی آواز اونچی ہو گئی تھی۔

”آؤ سب لوگ وہاں دائرہ بنا کر بیٹھتے ہیں۔“

سب لوگ جہاں رقص کرتے رہے تھے اب دائرہ بنا کر بیٹھ گئے تھے۔

”... تم بھی آؤ نفا ریہ“

.... عافیہ نے کہا

“.... نہیں مجھے گانا نہیں آتا“

“... کوئی بات نہیں مجھے بھی نہیں آتا یہ گادینا تم... پیارا بھیا میرا دولہا راجہ بن کے آگیا.... پیارا بھیا میرا“

..... عروہ نے گانا گاتے ہوئے کہا جبکہ ثانیہ کی ہنسی چھوٹ گئی.... اقرار کی پیشانی کی رگیں تن گئیں

“.... ہاں ہاں آ جاؤ یار“

.... باقی سب نے تائید کی.... تو وہ اٹھ کر آگئی

“.... ہمارے پاس تو کوئی چیز ہی نہیں ہے جو پاس کریں

میں کشن لے کر آتی ہوں اندر سے.... سحر بھاگتی ہوئی اندر گئی... اور کچھ ہی لمحے میں آگئی.... ڈے جی کو انہوں نے پہلے ہی سمجھا دیا تھا کہ اس نے وقفے وقفے سے روکنا ہے گانا.... سب سے پہلے ہی عروہ پر روکا تھا

“.... اچھا اب میں گاؤں

“... ہاں جی دلہن میڈم

.... سب نے کہا

“.... اوکے

یا تو برباد کر دو... یا پھر آباد کر دو... یا تو برباد کر دو یا پھر آباد کر دو... وہ غلط تھا یہ صحیح ہے جھوٹ یہ آج کہہ دو اتنا احسان کر دو... پورے ارمان کر دو... لب پہ آکر جو روکے ہیں ڈھائی وہ حرف کہہ دو... میری سانسوں سے جڑی ہیں تیری ہر سانس کہہ دو مشکل آسان کر دو... یا تو برباد کر دو یا پھر آباد کر دو....“ سارے وقت میں عروہ کی آنکھیں اقرار کو دیکھتی رہیں.... جبکہ وہ اس سے آنکھیں چراتا رہا۔

.... عروہ نے گانا بند کیا تو سب نے زوردار تالیوں سے اسے داد دی

.... اس کی آواز بلاشبہ بہت پیاری تھی.... سب نے اس کی تعریف کی

.... اس کے بعد پھر سے کشن گھومنے لگا گیا.... اب کی بار خاور پر روکا

”ہم تیرے بن اب رہ نہیں سکتے تیرے بنا کیا وجود میرا... تجھ سے جدا اگر ہو جائیں گے تو خود سے ہی ہو جائیں گے“  
”جدا.... کیونکہ تم ہی ہو اب تم ہی ہو میری عاشقی اب تم ہی ہو۔“

اس نے جب گانا بند کیا تو سب نے تالیوں بجائیں اور کچھ کی نظروں نے عافیہ کو دیکھا جو مسکرا رہی تھی۔

..... ایک بار پھر سے سلسلہ شروع ہوا تو فاریہ پر روکا

سب نے فاریہ فاریہ کہنا شروع کر دیا۔

وہ کچھ لمحے خاموش رہی پھر بولی۔

”روندی اکھیانوں جے تو سمجھ لیندا.... سجن تو میرا بس میرا ہیندہ.... دل نوں چیر گیا اے دھوکا تیرا.... سینا چننے میرا“  
ای ہی کہندا.... تو... دنیا جیسا اپنا سمجھیں تو کروں کچھ گلہ... عشق سانسوں پہ ہوا ہے بھاری... نینوں کا پیالہ بھر بھر  
”.... بہتا... کیوں ہسدے اوسانوں اتھرو (آنسو) دے کے

..... فاریہ کے لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ تھی.... جبکہ اقرار کی آنکھیں اب سرخ ہو چکی تھیں

”... مجھے بس بہت نیند آرہی میں جا رہا ہوں“

..... وہ اٹھ کر چلا گیا.... بنا کسی کی کچھ سنے

”..... اب کیا مزہ آنا یار“

چلو ہم بھی چلتے ہیں.... باقی سب بھی اٹھنے لگے.... عروہ بیٹھی رہی فاریہ بھی بیٹھی تھی.... ثانیہ اسے ساتھ لے جانا  
.... چاہتی تھی.... لیکن اس نے ثانیہ کو جانے کا اشارہ کیا.... تو وہ چلی گئی

..... عروہ کھڑی ہوئی تو فاریہ بھی کھڑی ہوئی.... عروہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر مڑوڑ دیا

“.... آہ.... مجھے درد ہو رہا ہے عروہ چھوڑ مجھے“

.... فاریہ کراہ کر رہ گئی

“.... کیا کہا تھا میرے شوہر سے دور رہنا“

..... اس نے ابھی تک اس کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا.... اب اس نے زور سے کھینچ کر اس کا ہاتھ کمر پر لے گئی

“.... ابھی صرف ہاتھ کھینچا ہے اگر تم روکی نہ تو توڑ کر دوسرے ہاتھ میں رکھ دوں گی سنا تم نے“

.... ایک جھٹکے سے چھوڑا ہاتھ.... تو اس نے اپنی کلائی سیدھی کی اور آنکھوں میں آنسو لیے عروہ کو دیکھنے لگی

“.... بس اتنے میں تکلیف اٹھنے لگی.... میرے سامنے تو نکاح ہوا اس کا.... وہ کبھی تمہارا نہیں ہوگا“

..... ڈبے تو یہ دیکھ کر ہی خوف زدہ ہو گیا تھا.... عروہ جاتے جاتے دوبارہ مڑی.... اور اس کے منہ سے پکڑ کر دبوچہ

مجھے وہ چاہیے بھی نہیں.... سنا تم نے.... لیکن میں نے کہا تھا نا عروہ جس سے نفرت بھی کرتی تو اتنی شدت سے“

“.... کرتی کہ کسی تیسرے کو اپنے درمیان برداشت نہیں کر سکتی

..... پھر اس نے منہ اس کو چھوڑا.... عروہ اس کو وہیں چھوڑ کر ڈے جے کے پاس آئی

”تم نے نہ کچھ سنا نہ دیکھا.... اگر منہ کھولا تو زبان نکال دوں گی۔“

..... وہ بیچارہ تو پہلے ہی سہم گیا تھا.... عموماً ایسے کوئی لڑکا ہی لڑتا تھا پر یہ لڑکی ہو کر

عروہ خلاف معمول آج سب سے پہلے اٹھ گئی تھی۔ وہ اٹھی تو کاجل پھیلا ہوا تھا.... اس نے اٹھ کر منہ دھویا اور ثانیہ کو اٹھانے کی کوشش کی جو اس کے ساتھ سو رہی تھی.. جب وہ نہ اٹھی تو عروہ خود ہی اٹھی اور کیچن کی جانب چل دی۔ لیکن وہی عروہ کی گندی عادت کمرے کے باہر کان لگا کر باتیں سننا۔ وہ جاتو نیچے کچن کی طرف ہی رہی تھی پر وہ وہ سڑیوں کے ساتھ والے کمرے سے آنے والی آوازیں سننے لگی۔ اور کیوں نہ سنتی اس کے شوہر کا کمرہ تھا بقول عروہ کے .... زبردستی کا شوہر پر تھا تو شوہر ہی

“.... تم جانتے ہو کل میری حالت کیا تھی“

اس نے مدھم سی فاریہ کا آواز سنی جو روئی ہوئی لگ رہی تھی۔

”یار میں کچھ نہیں کر سکتا.... اور تمہارا اب اس طرح میرے کمرے میں آنا ٹھیک نہیں... میں نے عروہ کو دل سے قبول کیا جانتا ہوں کہ اسے میں کبھی پیار نہیں کر سکتا لیکن وہ اب میری بیوی ہے۔“

“.... وہ... وہ تم نہیں جانتے اسے وہ تم سے نفرت کرتی ہے“

عروہ کو ڈر تھا کہیں اس کو کل والی بات نہ بتادے... اسی ڈر سے وہ فوراً اندر داخل ہوئی خدا کا شکر تھا کمرے کا دروازہ بند نہیں تھا۔ اقرار اسے سامنے کھڑا پا کر ہکا بکا ہو گیا.... وہ رات کے کپڑوں میں ملبوس تھا اور فاریہ وہ تو لگ رہا تھا رات کو.... سوئی ہی نہیں

”ساجن ساجن ساجن میرے ساجن تیری دلہن سجاؤں گی... تیری دلہن سجاؤں گی۔“

عروہ چہرے پر مسکراہٹ رکھتے ہوئے ہاتھ سینے پر باندھے ان کے قریب جا رہی تھی۔ فاریہ کے چہرے پر اکتاہٹ تھی جبکہ اقرار گھبرا گیا تھا کہ عروہ اب کوئی تماشہ نہ کرے۔

”کیوں یہی گانا سننے آئی ہونا اپنے ساجن کو؟“

.... عروہ نے قہر برساتی فاریہ کو دیکھ رہی تھی

”.... یار تم جاؤ ابھی“

.... اقرار نے فاریہ سے کہا

”کیوں جاؤں یہاں سے؟ یہ جائے... اس کو دفع کرو.... ابھی اس کو طلاق دو.... میری آنکھوں کے سامنے اس کو طلاق

”دو.... ابھی کہ ابھی اپنی زندگی سے اسے نکالو.... اس نے میرا حق مارا ہے۔“

فاریہ کی آواز دیکھتے دیکھتے اونچی ہو گئی... اقرار ڈر گیا کہ کہیں کوئی آہی نہ جائے... صبح پانچ بجے کا وقت تھا تایا ابا اور تائی

..... امی تو جاگ جاتے ہیں

”.... فاریہ چپ کر کے جاؤ یہاں سے“

.... اقرار نے ضبط کرتے ہوئے کہا.... اس کی مٹھیاں اب سختی سے بند تھیں

فاریہ نے میز پر پڑی پھولوں کی ٹوکری سے چھری اٹھالی.... اور اپنی نبض پر رکھ لی۔

”.... اس کو ابھی طلاق دو نہیں تو میں خود کو مار دوں گی“

اقرار گھبرا گیا.... اس کو سمجھ نہیں آرہی تھی کیا کرے۔

”مارو ابھی مارو کام ختم کرو۔“



عروہ نے کمر پر ہاتھ رکھتے ہوئے ایسے انداز میں کہا جیسے بہت عام سی بات ہو... اقرار تو اس کے اس انداز پر ہی حیران ہو گیا تھا۔

”کیا بکو اس کر رہی ہو عروہ؟“

اقرار نے دانت پیستے ہوئے کہا وہ چیخ نہیں سکتا تھا کہ کہیں کوئی آنا جائے۔

”ارے پھلوں والی چھری ہے تیز نہیں ہے مرتی نہیں.... کہو تو کیچن سے چاقو لا دوں؟“

عروہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

فاریہ اس کی بات سن کر اس قدر زچ ہوئی کہ چھری وہیں پھینکی اور باہر نکل گئی۔ اقرار نے سکھ کا سانس لیا لیکن وہ بھول گیا تھا کہ مسز عروہ ابھی یہی ہیں۔

”کیا کر رہی تھی وہ یہاں؟“

.... عروہ نے اب سنجیدگی سے پوچھا

”.... دیکھا نہیں کیا کر رہی تھی... اب تم بھی جاؤ یہاں سے“

اقرار نے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے کہا.... عروہ آگے بڑھی اور چھری اٹھالی.... اقرار کا دل کیا کہ وہ اب خود کو پیٹ لے...

کبھی کوئی مرنے کا ڈرامہ کرتی تو کبھی کوئی.... لیکن وہ غلط تھا وہ چھری اٹھا کر خود کو کچھ نہیں کرنے والی تھی.... وہ سیدھا آئی اور اس کی گردن پر چھری رکھ تھی۔

"مسٹر اقرار حسن میں خود کو نقصان پہنچانے والوں میں سے نہیں ہوں.... اب اگر میں نے تمہیں اس کے ساتھ دیکھا تو  
"میں تمہارا گلہ اتار دوں۔"

عروہ اسے دھمکاتے چھری زمین پر پھینکتے باہر نکل گئی۔

"کس غنڈی سے شادی ہو گئی ہے۔"

اس نے مسکراتے ہوئے سر جھٹکا.... اور اٹھا کر اپنی گھڑی پہنی۔

-----  
"کہاں گئی تھی؟"

جب وہ واپس آئی تو ثانیہ اٹھ چکی تھی.... ایمن ابھی بھی سو رہی تھی وہ دونوں عروہ کے کمرے میں سوئی تھیں۔

"رنگے ہاتھوں پکڑ کر آرہی ہوں۔"

عروہ نے غصے سے کہا۔

"کس کو؟"

اس نے خمار آلود آواز میں پوچھا۔

"ہیر رانجھے کو.... مر رہے ہیں ایک دوسرے کے لیے.... کبھی سوچا بھی نہیں تھا یہ اقرار کدو کی شکل والا اس قدر

"مجنوں بھی ہو سکتا ہے۔"

عروہ نے اب کے حیرت سے کہا۔

”بس کر دو.... اتنا ہینڈ سم تمہارا بندہ ہے کل پتہ نہیں کتنی لڑکیوں کے دل ٹوٹے ہونگے۔“

”.... ہاں اور لڑکیوں میں تم بھی ایک ہو“

.... عروہ نے اسے تکیہ اٹھا کر مارا

”.... توبہ کرو میرا بھائی ہے“

.... تو دونوں ایک دم ہنس پڑی

”.... سونے دو نایار“

ایمن نے اپنے کانوں پر تکیہ رکھتے ہوئے کہا۔

”سو جاؤ میرا بچہ میں تو آج نہیں سونے والی آج میری شادی ہے۔“

.... عروہ اٹھی اور دوبارہ واشروم میں چلی گئی

”... اس طوفانی لڑکی سے اللہ معاف کرے“

عروہ نے ملتان مٹی کا لپ لگا لیا تھا۔

جب وہ باہر آئی تو ثانیہ اب اٹھ کر کھڑی جانے کی تیاری کر رہی تھی۔

”... امم“

عروہ بولی نہ لیکن اشارے سے پوچھا کہ کہاں جا رہی ہو۔

”یار ابھی گھر چلتی ہوں اور پھر ماما کو بھی آج ساتھ لانا ہے۔“

.... عروہ نے سمجھتے ہوئے کہا سر ہلایا اور اس کے ساتھ باہر چل دی  
وہ دونوں باہر نکلی ہی تھیں... کہ سامنے اقرار کھڑا اس کا انتظار کر رہا تھا۔  
”اسلام و علیکم بھائی۔“

ثانیہ نے سلام کیا تو اقرار نے جواب دیا۔

.... ”و علیکم اسلام تمہارا انتظار کر رہا تھا“

اقرار نے عروہ کی طرف اشارہ کیا۔

”اُمم؟؟؟“

عروہ نے پوچھا کیوں؟

”کیا؟“

اقرار کو اس کی ذہنی حالت پر شک ہوا۔

”یہ پوچھ رہی ہے کیوں؟“

ثانیہ نے جب اسے بتایا تو اسے سمجھ آئی۔

..... ”اوہ... تایا ابا نے بلایا“

عروہ کو لگا شاید اس نے اس کے سر پر کوئی چیز لا کر مار دی ہو.... کہیں ابا کو کچھ پتہ تو نہیں لگ گیا..... اس نے اشاروں سے ثانیہ کو جانے کا کہا اور خود اقرار کے ساتھ چلنے لگی.... موبائل ہاتھ میں پکڑ کر اس نے اقرار کو ہی میسج کیا۔

”ابانے کیا کہنا ہے؟“

اقرار کو میسج آیا تو اس نے موبائل دیکھا تو عروہ کا میسج تھا۔

”....پتہ نہیں“

اس نے شانے اچکائے۔

....دیکھو جو بھی بات ہو آج بچا لینا ساری زندگی تمہاری احسان مندر ہوں گی تمہارے آگے سے بولوں گی بھی نہیں“

.... عروہ کا میسج پڑھ کر اقرار بے ساختہ مسکرا دیا

”....پلیز پلیز“

وہ میسج کرتی آرہی تھی کہ ابا کا کمرہ آگیا تھا۔

ان دونوں نے ناک کیا تو اندر سے اجازت ملی۔

”آجاؤ۔“

دونوں چل کر اندر گئے.... عروہ بہت مودب سا سر جھکا کر کھڑی ہو گئی۔

”.... عروہ بیٹا پہلے منہ دھو آؤ“

ابانے آرام سے کہا... وہ سر ہلاتے ہوئے واشروم کی جانب چل دی۔

”....بیٹھو بیٹا“

جمال صاحب نے اقرار کو کہا۔

”اللہ تم جیسا سعادت مند بیٹا ہر ایک کو دے۔“

.... اقرار مسکرا دیا

”میں نے آج تم دونوں کو کچھ بات کرنے کے لیے بلایا ہے۔“

جمال صاحب نے ابھی کہنا شروع کیا تھا کہ عروہ تو لیے سے چہرہ صاف کرتے ہوئے واپس آئی۔

”.... آئیں.. بیٹا آپ بھی بیٹھیں“

جمال صاحب نے عروہ کو بھی بیٹھنے کا کہا وہ خود کرسی پر بیٹھے تھے ان کے کمرے میں ایک کرسی تھی جس کے سامنے میز رکھی تھی عروہ اور اقرار بیڈ پر ان کی طرف چہرہ کیے بیٹھے تھے... عروہ کا تو دل باہر آنے کو تھا کہ کہیں ڈبے نے کوئی بات ہی نا بتادی ہو۔

”میں نے آپ دونوں سے یہ بات کرنی تھی کہ آپ دونوں ہی بہت سعادت مند ہو میرے ایک بار کہنے پر مان گئے....“

”آجکل کے بچے تو شادی سے پہلے ہی عاشقی معشوقی کے چکر میں پڑ جاتے ہیں“

عروہ نے بے ساختہ اقرار کو دیکھا تھا تو وہ بھی ایسا ہی... وہ تو جائیداد کی ہوس میں سب کر رہا تھا۔

”آج نہیں تو کل مجھے تم دونوں کی شادی ہونی تھی میں جانتا ہوں یہ رشتہ تم دونوں کی مرضی کے خلاف ہوا ہے...“

.... لیکن میرا بچہ تم دونوں کو اب ایک مضبوط رشتہ بنانا ہو گا... میرا بچہ یہ ایک بہت ہی حساس رشتہ ہوتا ہے.... یہ تین

بول سے قائم ہو جاتا ہے اور ان تین بول سے کئی زیادہ مضبوط ہو جاتا لیکن جب ٹوٹنے پر آجائے تو تین بول ہی اسے ختم

”.... کر دیتے ہیں“

عروہ کو بے ساختہ فاریہ کا مطالبہ یاد آیا۔

"میں نہیں جانتا یہ فیصلہ کس حد تک ٹھیک ہو گا.... لیکن مجھے اپنے دونوں بچوں پر خود سے زیادہ یقین ہے۔ تین باتیں میری ہمیشہ یاد رکھنا۔"

پہلی کبھی ایک دوسرے سے بدگمان نہ ہونا.... بدگمانی دیمک کی طرح چاٹ جاتی اس مضبوط رشتے کی ڈور کو.... دوسری بات یقین کرنا... ایک دوسرے پر یقین ہی اصل محبت کا نام ہے.... یقین نہ ہو تو مضبوط سے مضبوط رشتہ بھی بے یقینی جیسی بری زہر کا شکار ہو جاتا ہے.... اور تیسری اور آخری بات.... ایک دوسرے کو وقت دینا.... وقت بہت قیمتی چیز ہے وقت ایک ایسی قیمتی دولت ہے جو بہت کم لوگ اپنے شریک حیات کو دے پاتے.... وقت سے مراد ان سے ہر وقت باتیں کرتے رہنا ہر گز نہیں ہے.... وقت سے مراد ان کی خواہشات اور ضروریات کو وقت پر پورا کرنا ہوتا ہے.... بنا کہے دوسرے کی پریشانی سمجھ لینا ہی محبت میں اہم ہے.... اور ہاں میرے بچے تالی ایک ہاتھ سے نہیں.... بجتی

.... وہ دونوں ہی اپنے رشتے کو ان کی باتوں کے مطابق تول رہے تھے

یقین تو ان کے رشتے میں کہیں تھا ہی نہیں.... اور وقت وہ کیسے ایک دوسرے کو وقت دے سکتے...؟

"اب تم لوگ جاؤ تھوڑی دیر آرام کر لو.... پھر رات کو بارات کا فنکشن بھی ہے۔"

ابا نے جانے کا کہا تو عروہ فوراً اٹھی... اللہ اللہ کر کے اس نے سارا وقت گزارا اور شکر ادا کیا کہ ابا کو کچھ نہیں علم ہوا.... جب دونوں باہر نکلے تو عروہ نے ابا کے کمرے کا دروازہ بند کیا اور ایک لمبا سانس لیا... جیسے اپنا سانس بہال کر رہی ہو۔

"..... کیوں ڈر رہی تھی کہ کہیں تایا ابا"

وہ دونوں اب سڑیوں پر پہنچ چکے تھے۔

“..... کیا کہیں؟ بتاؤ۔“

”اب میری شیرنی کی زبان چلنے لگ گئی ہے تایا ابا کے سامنے کہاں گئی تھی بتاتی نہ ان کو کہ یہ ایک زبردستی کو رشتہ ہے۔“

.... عروہ نے آگے سے محض منہ بنایا.... اور جلدی جلدی سڑیاں چڑنے لگی

“..... ڈی جے نے سب بتا دیا مجھے“

.... اس کے قدم وہیں روکے

.... عروہ واپس مڑی اور دو سڑیاں اتر کر اس کے پاس آئی

”تو میں کیا کروں؟ بتا دیا تو اچھی بات ہے.... اب اپنی چلبیل کو کہنا کہ تم سے دور رہے نہیں تو سچ میں اس کا ہاتھ توڑ کر

اس کے دوسرے ہاتھ میں پکڑا دوں گی.... اور اس ڈی جے کو پوچھ لیتی ہوں میں“

... اقرار بے ساختہ ہنسا

“... اس میں نے آج صبح ہی فارغ کر دیا تھا.... میں جانتا تھا اسے نہیں بخشو گی“

.... عروہ نے اب پیر پٹھا اس کو ایک نظر دیکھا اور اوپر چڑھنے لگی

“.... یہ میرا اور فاریہ کا معاملہ ہے اس میں مت پڑو“

.... اقرار نے اس کے برابر آتے ہوئے کہا



"کل رات ٹھیک ایک بجے جب تم نے مجھے اپنے نکاح میں قبول کیا تھا اسی وقت سے سارے معاملات جو تمہارے تھے وہ میرے بھی ہو گئے سنا تم نے"

..... عروہ نے غصے سے کہا..... تو اقرار کرنے اپنے جبرے سخت کیے  
 "... میرے کمرے میں چلو"

.... اقرار اب یہاں بات نہیں کرنا چاہتا تھا کیونکہ سب جاگ چکے تھے تو کوئی بھی آسکتا تھا

"..... میاں جی اتنی جلدی؟ صبر رکھیں آج رات کو آہی جانا میں نے"  
 عروہ نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا.... اقرار اس کے اس عمل سے حیران ہو گیا تھا.... لیکن کچھ ہی دیر میں اسے سب سمجھ آ گیا.... نیچے سے فاریہ اوپر آرہی تھی لیکن اب وہ سب سن کر واپس مڑ گئی تھی.... اقرار نے عروہ کا ہاتھ پکڑا اور اسے کمرے میں لے آیا.... اور دروازہ بند کیا۔

"..... مسز اقرار حسن... اب آپ کو ایسے حرکتیں زیب نہیں دیتی.... اب چھوڑ دو یہ مارنے مرنے والی حرکتیں"  
 ... اقرار نے اسے جان بوجھ کر اپنے نام سے پکارا

"کیوں یہ نام ساتھ لگنے کے بعد عروہ فاطمہ لنگڑی لولی ہو گئی کہ کسی پر ہاتھ نہیں اٹھا سکتی.... مجھے اپنا حق باخوبی وصول کرنا آتا اقرار حسن گئی جب سیدھی انگلی سے نہ نکلے تو میں اپنی انگلی ٹیڑھی نہیں کرتی اگلا بندہ ٹیڑھا کر دیتی ہوں سنا تم نے...."

وہ اسے انگلی دیکھاتے باہر نکل گئی.... آنکھوں میں بے پناہ نفرت کا احساس تھا.... باہر شازیہ کھڑی تھی... وہ شاید ابھی.... ہی آئی تھی

”تم یہاں کیا کر رہی ہو؟“

.... انہوں نے ناگواری سے دیکھا

”..... مجھے اب یہاں دیکھنے کی عادت ڈال لیں چچی جان“

.... اس نے چہرے پر میٹھی مسکراہٹ لاتے ہوئے کہا..... اور چلی گئی

”.... آفت ہے یہ لڑکی“

انہوں نے سر جھٹکا اور اندر داخل ہوئیں۔

”.... تالیوں کی گونج میں ان کی حوصلہ افزائی کی جائے.... تو بارات کا استقبال کرنے جارہی ہیں مسز عروہ“

کھولے پنڈال میں انتظام کیا گیا تھا۔ شام ہونے کے قریب تھے اس لیے قہقروں کی روشنی اس پنڈال کی خوبصورتی میں اضافہ کر رہی تھی۔ جہاں سب لوگ موجود تھے وہاں درمیان میں راہ داری بنائی گئی تھی... دونوں اطراف میں صوفوں کے آگے میز لگائے گئے تھے۔

خاور مانک پکڑے ایک عجیب اعلان کر رہا تھا کہ بارات کا استقبال دلہن کرے گی.... سب لوگوں نے تالیاں بجانا شروع کر دیں... تو عروہ منظر عام پر آئی.... وہ سیٹج کے پاس سے آئی تھی... اس نے گولڈن رنگ کا بھاری کام والا دوپٹہ سرخ لہنگے پر جس کی کرتی بھی سرخ تھی راجستھانی ساڑھی کے انداز میں کیا ہوا تھا.... آنکھوں پر اس نے کالے رنگ کا چشمہ لگایا ہوا تھا... اب وہ ساری لڑکیاں راہ داری میں اپنی اپنی جگہ لیے کھڑی تھیں.... سب سے پہلے دائیں جانب ثانیہ اس کے بعد اتنے ہی فاصلے پر دائیں جانب پھر سحر کھڑی.... کھڑی تھی پھر چند فاصلے پر بائیں جانب زینب کھڑی تھی

تھی.... اور پھر اسی فاصلے کو دیکھتے ہوئے باہیں جانب عافیہ کھڑی تھی.... اور آگے دائیں جانب اریبہ کھڑی تھی اور یہ راہداری کے اختتام سے چند قدم دور تھا.... سارے لڑکے بارات میں شامل تھے..... سوائے خاور کے وہ یہاں کے انتظامات سنبھال رہا تھا۔

عروہ نے ہاتھ کے انگوٹھے کا اشارہ کیا.... سب لڑکیوں کے ہاتھ میں کوئی نہ کوئی چیز تھی۔

“.... او بے خبر او بے قدر بے تابوں کو نہ بڑھا آدیکھ لے ہے پیار کا کیسا نشہ مجھ پہ چڑھا“

عروہ ساتھ ساتھ گانے پر لپسنگ کر رہی تھی ساتھ آنکھوں پر ہاتھ رکھے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی جیسے اپنے دولہے کو ڈھونڈ رہی ہو۔

اب وہ تھوڑا سا آگے کو چل کر آئی ساتھ ساتھ رقص کر رہی تھی۔ اور پیچھے یہ چل رہا تھا کیسا نشہ مجھ پہ چڑھا جس پر وہ..... سب لڑکیاں لپسنگ اور رقص کر رہی تھیں

اب وہ ثانیہ کے پاس آچکی تھی... جس کے ہاتھ میں اقرار کی ایک تصویر تھی.... اس نے اس کے آگے کی.... تو وہ اس... کو ہاتھ میں لے کر گھومی

او بے خبر او بے قدر بے تابیاں بے چیناں ہیں جواں.... میری نظر ڈھونڈے تجھے.... تو کہاں آتجھ کو میں آنکھوں کا “  
”کا جل بنالوں۔۔۔۔۔

اب وہ دوبارہ تصویر ثانیہ کو پکڑائے آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہی تھی اور ایک ہاتھ آنکھوں پر رکھ کر پھر سے ڈھونڈ رہی تھی اقرار کو اور ثانیہ بھی اب اس کی تصویر لیے جو کہ اقرار کے بچپن کی تھی ساتھ لیے اس کے پیچھے رقص کرتی آرہی تھی.... وہ اس کے پیچھے دائیں جانب تھی۔ اب وہ زینب کے ہاتھ سے تصویر لیے رقص کرنے لگی

روپ ہوں تیری دھوپ ہوں تو سورج ہے من کامیرے... اب وہ تینوں رقص کرتی سحر کے پاس جا رہی تھیں... جو “..... ہاتھ میں شیشہ لیے کھڑی تھی.... عروہ نے اس کی تصویر آئینے کے آگے کی

اک پہر تو کہے ٹھہر تو جاؤں ناگھر سے تیرے... ہر گھڑی مشکلوں بھری... کیوں لگتی ہے جو بھی گزرتی ہے بن “..... تیرے.... تو ملے تو سلسلے ہوں وہ شروع جو ہیں خدا کی رضا

اس نے دونو ہاتھ اب اوپر کی طرف بلند کیے.... اور پھر سے نیچے کر کے وہ اب چل پڑی اب اس کے پیچھے وہ تینوں بھی رقص کرتیں... عافیہ کی جانب بڑھ رہی تھیں.... سحر نے آئینہ وہی رکھ دیا تھا..... اور اس کے ہاتھ میں بھی اقرار کی ایک تصویر تھی.... یہ اس کی تقریباً چودہ پندرہ سال کی عمر کی تھی..... جب وہ عافیہ کے پاس آئی تو تصویر اس کے ہاتھ سے لی اور چشمہ ساتھ کھڑی چھوٹی بچی کو پکڑا جو دوپٹہ لے کر کھڑی تھی.... وہ دوپٹہ عافیہ نے پکڑا

..... اور اب وہ اس کی آگے چل رہی تھی.... رقص کرتی جب وہ اریبہ کے پاس پہنچی تو وہ بھی ان کی ساتھ چلنے لگی سامنے سے بارات بھی آچکی تھی.... بارات کے ساتھ سب لڑکے تھے.... اقرار نے گولڈن رنگ کی شیر وانی پہنی ہوئی تھی اور وہ اس میں بہت خوبصورت لگ رہا تھا.... سر پر مہرون رنگ کا سہرا تھا۔

“.... اوپیار بھی یوں کبھی کبھی کر دیتا پریشانیاں ہر جگہ وہی وہ لگے وہ عاشق، اناڑی جو دل دے کے لیتا جاں “

عروہ نے اب اقرار کو پکڑا ہوا تھا جو اس کے سامنے کھڑا تھا اور پھر خود کو چوٹکی کاٹی کہ وہ سچ میں وہاں موجود ہے۔

“.... پاس بھی ہو وہ دور بھی.... یہ کیوں ہو بتلائے نہ دل ڈرے منتیں کرے “

عروہ اب اس کا ہاتھ پکڑے واپس مڑی.... تو ہوٹنگ شروع ہو گئی... لیکن آگے سب لڑکیاں... دوپٹہ پھیلائے کھڑی..... تھیں

”ایسے کیسے دونوں آرہے ہو پیسے دو؟“

.... ان سب نے انہیں روکا تو دوبارہ ہوٹنگ ہوئی اب لڑکے منع کر رہے تھے

”... نہیں دینے... نہیں دینے اقرار بھائی چلیں“

.... عروہ فوراً سے ان کے ساتھ کھڑی ہو گئی

”.... ہاں ہاں... دو پیسے“

.... عروہ نے آگے ہاتھ کیا

”.... واہ بھابی فوراً پارٹی بدل لی.... سوچ لیں آپ کے شوہر کی جیب سے پیسے جانے“

”ہاں تو میری بہنوں کی ہی جیب میں آنے چلو.... پچاس ہزار دو۔“

.... لڑکیوں نے شور کرنا شروع کر دیا

اقرار نے تو جان چھوڑائی... اور پیسے ان کے ہاتھ میں پکڑائے.... اس کے بعد دونوں سیٹج تک چل کر آئے تو ان پر

.... پھول برسائے گئے

عروہ واقعی ہی کوئی شہزادی لگ رہی تھی.... جس کے ساتھ اس کا شہزادہ کھڑا تھا.... شازیہ نے آج نیلے رنگ کا سوٹ

پہنا ہوا تھا.... سب سے پہلے وہ آئی اور اس طرح تصاویر کا سلسلہ شروع ہوا.... اس کے بعد دودھ پلائی کی رسم ادا کی گئی

..... اور اب رخصتی کی باری تھی.... کیا یہ رخصتی دوسری لڑکیوں جیسی ہوگی؟ نہیں نہیں یہ عروہ کی رخصتی تھی

”چلیں... میاں جی؟“

اس رخصتی میں کوئی نہیں رویا تھا.... نہ ہی جمال صاحب نہ ہی ان کی بیگم کیوں کہ عروہ واپس اسی گھر میں دھماکے کرنے جا رہی تھی..... عروہ کے ابا نے البتہ اس کے سر پر پیار دیا تھا.... اور وہ کیوں روتے؟ وہ اقرار کے باپ بھی تو تھے.....

..... خوشی خوشی رخصتی ہوئی کوئی بھی رویا نہیں تھا.... نہ ہی کوئی رخصتی والا گانا چلا تھا

دیکھو یہ شادی میں نے اماں ابا کی مرضی سے کر تو لی لیکن یقین کرو“

”مجھے تم ایک آنکھ نہیں بھاتے

عروہ نے اپنے سامنے بیٹھے اپنے زبردستی کے بنے شوہر سے کہا۔

”ایک منٹ ایک منٹ یہ تم کس خوش فہمی میں مبتلا ہو میں کون سا تم سے شادی کرنے کے لئے مر رہا تھا کہ تم نے نکاح

”کر کے میری جان بچالی“

اقرار نے عروہ کو جواب دے کر اس کے چودہ طبق روشن کرنا چاہے۔

عروہ اس کی اس بات سے سخت چڑ گئی۔

”..... اوہ.... ہلو تمہیں اپنی قسمت پر ناز ہونا چاہیے پورے خاندان میں سے سب سے حسین لڑکی ساتھ تمہارا نکاح ہوا“

حسین..... اقرار نے قہقہہ لگا کر ہنسنا شروع کر دیا“

”تم اور حسین“

وہ پھر سے ہنسنے لگ گیا۔

”چوہیا جیسی شکل ہے پہلے آئینے میں دیکھو تو“

اس سے عروہ اور بھی زچ ہوئی

”تم.... تم دفع ہو جاؤ۔“

عروہ نے غصے سے کہا۔

”یہ میرا کمرہ تم دفع ہو“

اقرار نے بھی اسی انداز میں کہا۔

”اب یہ میرا کمرہ سنا تم نے“

عروہ جو بیڈ پر بیٹھی تھی اس نے اپنا لہنگا بیڈ پر پھیلاتے ہوئے کہا۔

”کس لحاظ سے؟“

اقرار نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

..... قانون“

عروہ نے قانون کو لمبا کھینچتے ہوئے کہا

”یہ کمرہ آدھا میرا بھی ہے۔“

”ہاں تو آدھا ہے پورا نہیں“

اقرار اٹھ کر بیڈ پر آگیا۔

”ارے ارے تم یہاں کیوں آرہے ہو؟“

عرونہ نے اپنا پھیلا ہوا الہنگا سمیٹتے ہوئے زور سے کہا۔

”یہ بیڈ آدھا میرا بھی ہے“

”تم صوفے پہ سو جاؤ“

عرونہ نے صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”مس چوہیا یہ تمہارا ناول نہیں ہے جہاں ہیر واپنی بد زبان بیوی کے لئے عاشق بن کر ساری رات صوفے پہ گزار لیتا یہ میں ہوں اقرار حسن میں تو یہی سونگا تم جگہ بدل سکتی ہو۔“

”جگہ بدلے میری جوتی میں تو یہی سو گئی“

عرونہ کروٹ بدل کر وہیں سو گئی۔

”ابھی کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ عرونہ اٹھ کر بیٹھ گئی....“ اب کیا ہوا ہے؟

.... اقرار نے کروٹ بدلے بغیر پوچھا

”مجھے نیند نہیں آرہی.... اپنا موبائل دو۔“

“ what؟”

.... اقرار ایک دم اٹھ کر بیٹھ گیا



”میں نے کوئی بھوت کہانی نہیں سنا دی اپنا موبائل دو۔“

عروہ نے اس کے آگے اپنا ہاتھ کیا۔

”تمہارا موبائل کدھر ہے؟ وہ یوز کرو.... میرے موبائل ساتھ کیا کرنا۔“

.... اقرار یہ کہتے ساتھ پھر لیٹ گیا

”.... اور پلیز سونے دو.... عروہ پہلے تمہارے فوٹو شوٹ نے بہت تھکا دیا“

عروہ اٹھ گئی بیڈ سے کمرے سے ٹیرس پر چلی گئی جو بہت سے پودوں سے سجایا گیا تھا یہ ٹیرس اقرار کے کمرے کا تھا۔

”کافی دیر سے یہاں کھڑی ہو کیوں؟“

.... عروہ جو چاند کر دیکھ رہی تھی اس کی آواز پر چونکی

”میں تمہیں بتانے کی پابند نہیں ہوں۔“

عروہ نے جواب دیا۔

”میں تو تمہیں پسند نہیں تھا پھر اتنا شاندار ویلکم؟“

اقرار اب ہاتھ باندھے اس کے پیچھے کھڑا تھا اور زیر لب مسکرا رہا تھا۔

”وہ میرے دولہے کا ویلکم تھا... تمہارا نہیں اقرار حسن۔“

... عروہ نے پیچھے مڑتے ہوئے کہا

اقرار نے گرے رنگ کی ٹی شرٹ کے نیچے بلیک ٹراؤزر پہنا ہوا تھا کپڑے تو عروہ نے بھی تبدیل کر لیے تھے۔ اس نے اپنے وہی کپڑے پہن لیے تھے جو وہ روز پہنتی تھی ٹی شرٹ کے نیچے کھلا ٹراؤزر جوڑے سے بال بھی آزاد کر لیے تھے۔

”کیا ہم اپنی زندگی کو نارمل انداز میں نہیں شروع کر سکتے؟“

.... اقرار نے اب سوال کیا... تو عروہ چونکی

“.... تم ایک دھوکے باز ہو“

اقرار نے اسے زور سے دیوار کے ساتھ لگایا۔۔۔

”کون سا دھوکا دیا میں نے تمہیں؟ بتاؤ؟“

اقرار اب غصے میں آگیا تھا۔

”اقرار حسن تمہارے اس غصے والی لوک پر اور لڑکیاں مرتی ہونگی... میں اس وقت ایسا باوال کھڑا کروں گی تم سنبھال

نہیں پاؤ گے.... مجھ سے دور رہو“

..... عروہ نے اسے دھکا دیا اور اندر کمرے میں چلی گئی

”کیسے کہوں؟“

.... اقرار نے پھر سے غصہ اپنے ہاتھ پر نکالا اور دیوار کے ساتھ مارا

“..... عروہ ایک ہفتے میں شادی... ویسے یہ بات کچھ سمجھ نہیں لگتی“

وہ بیڈ پر لیٹے لیٹے سوچ رہی تھی اور پھر اٹھ کر اپنا موبائل چار جنگ سے اتارا... اس میں مصروف ہو گئی اقرار واپس آیا..... اور ساتھ لیٹ گیا اور کچھ ہی دیر میں سو گیا

ولیمہ کی تقریب بھی ایسے ہی دھوم دھام سے ہو گئی تھی.... اس کے تقریباً دو دن کے بعد کی بات تھی جب ابانے عروہ کو بلایا وہ سب باہر لان میں بیٹھے تھے.... اقرار کے ساتھ وکیل بھی بیٹھا تھا۔ عروہ بہت حیران ہوئی تھی آخر یہ کیا مسئلہ تھا وہ یہ سوچتے ہوئے لان میں آئی... اس نے کالے رنگ کی شیفون کی لمبی قمیض پہنی ہوئی تھی اور نیچے کیپری تھا۔

“... آؤ بیٹا.... بیٹھو“

ابانے اسے بیٹھنے کو کہا وہ لوگ کاغذات کھولے بیٹھے تھے.... عروہ نے حیران ہو کر پہلے ابا کو دیکھا پھر اقرار کو جو وکیل... کی طرف متوجہ تھا۔ عروہ ان کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھ گئی

”بیٹا یہاں سائن کرنے ہیں۔“

عروہ کا دل دھڑکا تھا کیا اقرار اسے طلاق دے رہا ہے؟ اس کے ہاتھ کانپنے لگے۔

”کس لیے ابا؟“

عروہ نے ابا کو دیکھا تو وکیل نے بتانا شروع کیا۔

”میڈم یہ آپ کے دادا کی ول کے مطابق پیپر بنائیں گئے ہیں۔“

.... عروہ کو کچھ سمجھ نہ آیا

”.... میں کچھ سمجھی نہیں“

اس نے اب بھی ابا کی طرف دیکھا تھا۔ جواب پھر وکیل نے دینا شروع کیا تھا۔

”یہ آپ کے دادا کی ول تھی.... اس میں لکھا کہ میری تمام جائیداد میرے پوتا پوتی کی ہے.... آدھی عروہ فاطمہ کی اور آدھی اقرار حسن کی.... اور وہ کر بھی چکے تھے“

”.... لیکن یہ تو ابا کی“

عروہ نے ابا کی طرف دیکھا۔

”بیٹا آپ کے دادا نے اپنی وصیت میں شرط رکھی تھی کہ ان کی وفات کے دس سال بعد ان کے پوتی پوتا کی شادی کر دی جائے گی“

عروہ کی تو آنکھوں کے پتلے ہی کھل گئے تھے۔

”اور اگر نہ کی گئی تو میری تمام جائیداد ٹرسٹ میں دے دی جائے.. آپ کی شادی آپ کے دادا کی مرضی سے ہوئی“

”میرے بچے.... اور اس عرصے کو ختم ہونے میں کچھ ہی دن رہتے تھے اس لیے شادی جلدی کروانی پڑی

ابا جیسے جیسے عروہ کو ساری بات بتا رہے تھے وہ اقرار سے نظریں ملانے کے بھی قابل نہیں رہی تھی۔

”..... پر اب یہ کاغذ“

اب عروہ نے وکیل صاحب سے سوال کیا۔

"اس میں ان کی آخری وصیت کے مطابق لکھا ہے کہ اگر اقرار حسن آپ کو طلاق دیتے ہیں تو ان کی ساری جائیداد آپ کی ہو جائے گی.... اور اگر آپ خلافتی تو آپ کی ساری جائیداد ان کی ہو جائے گی اب آپ کو یہاں سائن کرنے۔"

وکیل صاحب نے انہیں دستخط کرنے کی جگہ بتائی تو پہلے اقرار نے دستخط کیے پھر عروہ نے اپنی کپکپاہٹ چھپا کر دستخط کیے.....

".... اچھا جی میں چلتا ہوں"

وکیل صاحب نے سارے کاغذات سمیٹے اور چل دیے۔

عروہ کے بال بار بار تیز ہوا چلنے کی وجہ سے چہرے پر آرہے تھے وہ انہیں پیچھے کر رہی تھی۔

"بیٹا یہ سب تو کاغذی کاروائی ہیں... اصل رشتہ تو تم دونوں نے نبھانا ہے۔"

ابانے عروہ کے سر پر ہاتھ رکھا اور اٹھ کھڑے ہوئے۔

"تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں یہ دادا کی وصیت تھی؟"

عروہ اب بھی اس کے سامنے اپنی غلطی نہیں ماننا چاہتی تھی وہ اب بھی جلدی سے اسی پر سارا الملبہ ڈال رہی تھی۔

"تم کبھی اپنی غلطی نہیں مان سکتی؟"

اقرار نے سنجیدگی سے کہا۔

"کیا مطلب میری غلطی؟ بتاؤ؟ میں نے دادا جان کو کہا تھا کہ ایسی شرط رکھیں؟ اللہ بخشیں ان کو پر پتہ نہیں کیا سوچی ان

"کو اپنی اتنی حسین و جمیل پوتی کی شادی تم جیسے کدو کریلے سے کرنے کی سوچ لی۔"

عروہ نے افسوس کرتے ہوئے کہا۔

”کہاں سے لگتا ہوں میں تمہیں کدو اور کرپلا؟ اور کدو کرپلا کبھی ایک ساتھ ہو سکتے ہی؟“

جب اقرار کو عروہ کی ذہنی حالت پر شک ہوا تو اس نے سوال کیا۔ لیکن وہ بھی کیا پاگل تھا جو عروہ کی ذہنی حالت پر شک کر رہا تھا وہ تو کبھی بھی کہیں بھی کچھ بھی بول دیتی تھی تو اس کی مثالوں کا سنجیدہ لینا ہی بیوقوفی تھی۔

”شکل تمہاری کدو جیسی اور مزاج کرپلے جیسے تو ہوئے نہ تم کدو کرپلے۔“

اقرار کا دل کیا سرپیٹ لے۔

”کہاں سے ہے میری شکل کدو جیسی؟“

”یہ آئینہ نہ دیکھنے کے سائیڈ ڈی فیکٹ ہیں۔“

عروہ نے سامنے پڑے شامی کباب میں سے ایک شامی کباب اٹھایا۔

اقرار اس کو وہیں چھوڑ کر اٹھ آیا۔

”یار ویسے عروہ تم اس کے بارے میں کتنا غلط سوچ رہی تھی.... اس بیچارے کا تو کوئی قصور نہیں وہ تو بھلا ہوا دادا جان کا جو عجیب و غریب شرط رکھ گئے ہیں“ اس نے سر پر ہاتھ مارا ”یار ویسے اتنا برا بھی نہیں ہے جتنا میں سوچا تھا پر چل کوئی“ نا.... تم کبھی غلط نہیں ہو سکتی تم مس پر فیکٹ ہو۔

عروہ بال ادا سے پیچھے کرتی اٹھ گئی۔

”چلو اب یہ مجھے اس فاریہ کے کہنے پر بھی طلاق نہیں دے سکتا۔“

وہ شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ اندر چلی گئی۔

”تم کہاں تھی؟“

چچی نے فوراً سوال کیا۔

چچی وہ کیا ہے نا.... آپ کا بیٹا چاہتا کہ ہم میری یونی اوپن ہونے سے پہلے ہنی مون سے ہو آئیں.... اسی سلسلے میں “... بس

عروہ نے ایسے جھوٹ بولا جیسے وہ سچ میں وہی بات کر کے آرہی ہو۔ چچی کے چہرے کا رنگ دیکھنے والا تھا “اس لڑکی میں ذرہ حیا نہیں ہے کتنی بے ہودگی سی جواب دے کر گئی ہے۔“

.... چچی نے اسے جاتے دیکھا

“.... عروہ میرے کمرے میں آؤ“

اماں نے اسے جاتے دیکھا تو کہا۔ اس کو پتہ تھا اب اس کی شامت آگئی ہے۔ وہ اماں کی پیچھے بھیگی بلی بن کر چل پڑی۔ “جی اماں؟“

عروہ اس وقت ایسے کھڑی تھی جیسے اس سے زیادہ کوئی معصوم اس دنیا میں کوئی ہو ہی نا۔

”تم اقرار کو دھمکیاں لگاتی ہو؟“

کیسی دھمکیاں اماں؟ اماں دیکھیں اگر اس نے آپ کی معصوم سی بچی کی خلاف کوئی بات کی تو یقین کریں اس نے “جھوٹ بول کر آپ کی بیٹی کے خلاف کان بھریں ہیں

عرونہ نے منہ پر مسکینی لاتے ہوئے کہا۔

”چپ کرو... مجھے جیسے تمہارا پتہ نہیں ہے... میں نے خود سنا تم اسے کہہ رہی تھی کہ اگر اس نے گاؤں جانے کی بات کی تو تم اسے پھنکے کے ساتھ لٹکا دو گی۔“

.... عرونہ نے حیرانی سے آنکھوں کے پتلے پھیلائے

”اماں.... آپ کو لگتا میں ایسے کر سکتی ہوں؟ وہ ہٹا کٹا چوڑا جوان اس کو میں لٹکا سکتی ہوں چھت سمیت پھنکانہ کر جائے۔“  
اب کے وہ ہنستی ہوئی بات کر رہی تھی۔

”بکو اس نہیں کرو.... اپنے چال چلن ٹھیک کرو.... اب یہ صرف تمہارا گھر نہیں ہے سسرال بھی ہے۔“

”ہاں اور آپ اب میری تائی ساس بھی بن رہی ہیں۔“

عرونہ نے رونے کا ڈرامہ کیا۔

”یہ ڈرامے میرے ساتھ نہ کیا کرو۔“

اماں اس کے ڈراموں سے اچھے سے واقف تھیں۔

”ویسے اماں میاں بیوی کی باتیں سننا اچھی بات نہیں ہوتی۔“

عرونہ کو ناچاہتے ہوئے بھی اقرار کی مکافات عمل والی بات یاد آئی۔

”تمہارے جیسی بیویاں آج تک پیدا بھی نہیں ہوئیں۔“

”اب میں جاؤں؟“



عرونہ ان کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہنے لگی۔

ہاں جاؤ.... اور تم اور اقرار آج شام کو گاؤں کے لیے نکل رہے ہو تمہارے ماموں نے دعوت دی ہے اور میں مزید ”بحث نہیں چاہتی۔

اماں نے اسے حکم دیا اور خود اپنی الماری کی طرف بڑھ گئیں۔

”اماں جانا ضروری ہے؟“

عرونہ نے ان کے پیچھے آتے ہوئے پوچھا۔

عرونہ تھپڑ کھاؤ گی.... تمہارے دونوں ماموں تمہاری دعوت کرنے والے ہیں.... اور وہ اتنی چاہت سے بلا رہے ہیں ”اور تم پہاڑوں پر چڑھ رہی ہو۔

اماں اپنے کپڑے نکال کر واشروم کی جانب چل دیں۔

”ماموں کی بیٹی میرے شوہر کے پیچھے پڑی وہ کسی کو نظر نہیں آتا۔“

.... عرونہ نے پیر زور سے پٹخا

”اب جاؤ... اپنی پیکنگ شروع کر لو۔“

اماں نے اسے آواز دے کر کہا۔

”بہت خوش ہو۔“

عروہ نے آنکھوں پر مسکارا لگاتے ہوئے کہا۔

”کس بات سے؟“

اقرار جو ابھی نہا کر نکلا تھا اور اب اپنی گھڑی پہن رہا تھا اس نے کالے رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔

”تمہاری محبوبہ پاس جارہے ہیں۔“

اقرار نے اس کی بات کو نظر انداز کیا اور اپنا والٹ اٹھایا..... اور باہر جانے لگا۔

”..... اقرار حسن“

عروہ نے اسے آواز دی اور مسکارا رکھ دیا اور اس کی طرف آئی جو دروازے کھولنے ہی والا تھا اور اس کی آواز سن کر ناگواری کے تاثرات لیے رک گیا۔

عروہ فاطمہ اپنی چیزوں کے معاملے میں بہت شدت پسند ہے اگر کچھ بھی ایسا ویسا ہوا تو تم یقین کرو میں اس کا وہ حال ”کروں گی جو تم نے کبھی سوچا بھی نہیں ہو گا۔“

اقرار اسے بہت کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن وہ چپ چاپ دروازہ کھولے باہر نکل گیا۔

”جی ماما یاد ہے آپ کے بہن کو یہ سارے گفتس دینے ہیں۔“

شازیہ نے اسے سارے کپڑے دیے تھے جو وہ ان سب کے لیے تحفے میں لے جا رہے تھے شازیہ نے بھی جانا تھا لیکن سفر لمبا تھا اور اس کی طبیعت کچھ ناساز تھی اور جمال صاحب نے اہم میٹنگ میں جانا تھا اس لیے شائلہ بھی نہ جاسکیں۔

”عروہ وہاں کوئی پھڑانہ کرنا۔“

چچی اسے کہہ رہیں تھیں... پاس جمال صاحب بھی کھڑے تھے لیکن وہ کبھی بھی شازیہ کو روکتے نہیں تھے کہ وہ عروہ کو کچھ نہ کہے کیونکہ وہ جانتے تھے وہ ہر وقت سب کی ناک میں دم کر کے رکھتی تھی۔

”بیٹا اپنا اور اس کا خیال رکھنا۔“

وہ سب لوگ لابی میں کھڑے تھے اور نوکر سامان رکھوا رہے تھے عروہ نے کامداد جوڑا پہنا ہوا تھا جس کا رنگ جامن تھا اور اس کی دودھیارنگت پر بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔

”اماں آپ فکر نہ کریں میں ان کا بھی خیال رکھوں گی۔“

..... اقرار کا دل کیا اس پر قہقہہ لگا کر ہنسنے.... وہ اور اس کا خیال

.... لیکن وہ زیر لب مسکرایا... اور آنکھوں پر سن گلاسز لگائے

”اب چلیں؟“

اقرار نے اس سے پوچھا جواب اماں کے گلے لگ کر رونے کی ایکٹنگ کر رہی تھی۔

”بس کرو ڈرامہ نہ کرو تم اپنی رخصتی پر نہ رونے والی اب کیا رو رہی ہے۔“

شائلہ نے کہا۔

جس پر شازیہ اور جمال صاحب دونوں ہنس دیے.... ایسا نہیں تھا کہ شازیہ کو عروہ سے نفرت تھی بس اس کی حرکتیں ہی کچھ ایسی تھیں جو کبھی کبھی ناقابل برداشت ہو جاتی تھیں۔

”بس اسی لیے نہیں روئی کہ سب ہنس دیں گے۔“

عرونہ پھر جمال صاحب سے ملی اور پھر چچی سے ملی۔

”اب جو میں نے سمجھایا ویسے ہی کرنا۔“

”چچی کیا ہے نایادداشت کمزور ہے کہتی تھی بادام کھلا دو.... بس تب کسی نے دھیان نہیں دیا۔ اب سب بھول گئی۔“

عرونہ کی بات سن کر پاس کھڑی خالدہ بھی ہنس دی۔ جبکہ اسے چچی نے گھور کر دیکھا تو اس نے اپنے دانت سمیٹے۔

”یار اگر تمہارا ملنا ختم ہو گیا ہو تو چلیں؟“

اقرار نے پوچھا۔

”.... ہاں ہاں چلو میں تو کب سے تیار کھڑی ہوں“

..... عرونہ نے گاڑی میں بیٹھے ہوئے کہا

اقرار نے تایا ابا کو خدا حافظ کہا اور ڈرائیونگ سیٹ پر آکر بیٹھ گیا۔

”.... اب بس اللہ کریں یہ سفر اچھا گزر جائے“

اس نے دل میں دعا کی اور گاڑی سٹارٹ کی۔

ابھی کچھ ہی سفر طے ہوا تھا کہ عرونہ خاموش نہ بیٹھ سکی۔

”مجھے بھوک لگی۔“

اقرار جانتا تھا وہ جھوٹ بول رہی ہے اس لیے وہ چپ کر کے بیٹھا رہا۔

“.... میں نے تمہیں کہا مجھے بھوک لگی تمہیں سمجھ نہیں آتی اقرار حسن

اب اس نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”عروہ ہم ابھی لاہور سے نکلے بھی نہیں اور تمہیں بھوک لگ گئی ہے ابھی تم پر اٹھے سے ناشتہ کر کے آرہی ہو۔“

عروہ نے اس کی طرف غصے سے دیکھا۔

”تم میرے کھانے پر نظر رکھتے ہو؟ اور مجھے ابھی پیزے والی بھوک لگی ہے۔“

“ what?”

اقرار کو اس کی عقل پر شک ہوا صبح صبح کون سا پیزا مل سکتا تھا؟ انہوں نے کل شام کو نکلنا تھا لیکن جمال صاحب نے رات کے سفر سے منع کر دیا تھا۔

”ہاں میں نے کوئی انوکھی فرمائش نہیں کی میں نے پیزا کھانا ہے۔“

عروہ نے کہا۔

”اس وقت میں کہاں سے لوں پیزا؟“

اقرار نے اب بہت مشکل سے اپنے غصے پر قابو پاتے ہوئے تحمل سے کہا۔

”اقرار اگر تم تھوڑی سی بھی عقل استعمال کرتے ہوتے تو تم بندو خاں یا گورے یا ڈوسے کسی بھی بیکری پر روک دیتے

وہاں سے اس وقت بھی پیزا مل جاتا ہے۔۔“

عروہ نے خفا خفا سب بیکریوں کے نام لیتے ہوئے کہا۔

اقرار نے ایک بیکری کے آگے بریک لگائی۔

”جاؤ لے آؤ جو جو لینا۔“

اقرار نے کہا تو اس نے آگے ہاتھ کر دیا۔

”کیا؟“

اقرار نے اس کے ہاتھ کو نا سمجھی سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”کارڈ دو اپنا۔“

عروہ نے جواب دیا۔

”کیوں تمہارے اپنے پاس بھی کارڈ ہے اپنے کارڈ سے خرید لاؤ۔“

اقرار نے اسے اس کے کارڈ کا یاد کروایا۔

”کیوں جی؟ شوہر میرے تم ہو.... پیسے میرا کارڈ پے کرے واہ.... چلو اترو میرے ساتھ پیمنٹ کرو۔“

عروہ گاڑی سے اتر گئی تو مجبوراً اسے بھی ساتھ اترنا پڑا۔ وہ جو اس وہم میں تھا کہ عروہ بس پیزا لے گی تو کچھ پی لمحے میں

اس کا وہم ہوا ہو گیا جب وہ ڈھیر ساری چیزیں کے کر کاؤنٹر پر کھڑی تھی۔ اقرار نے بل ادا کیا اور اس کے سارے بیگز

پکڑے۔ اور گاڑی کی پچھلی نشست پر رکھ دیے۔

”اب ہم چل سکتے ہیں؟“

اقرار نے اپنی نشست سنبھالتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں چلو.... میں نے تمہیں کتنا منع کیا تھا کہ اقرار مجھے کچھ نہیں چاہیے تم ہی بضد ہو گئے تھے۔“

عرونہ کے جھوٹ پر اس کا دل کیا اپنا سر سٹیرنگ میں مارے۔

عرونہ نے گانے چلا دیے۔

اور ساتھ خود اونچا اونچا گانے لگی۔

”.... جے دیو اجازت تے سونیا دل تھاڈے ناوے لادیے.... فیر ہونا اے جو ہو جاوے آج مکدی گل ملا دیے“

اقرار کو اب شدید غصہ چڑھ رہا تھا لیکن وہ خاموش بیٹھا رہا وہ اس آفت کو چھیڑنا نہیں چاہتا تھا۔

لیکن عرونہ کو اس کا چپ بیٹھنا پسند نہیں آرہا تھا۔ اب وہ جان بوجھ کر اسے دیکھ کر گانا گارہی تھی ساتھ ہاتھوں سے ڈانس بھی کرنے لگی۔

”تم بھی ڈانس کرو۔“

”ہاں تاکہ ہم ڈانس کرتے کرتے اوپر پہنچ جائیں۔۔۔“

اقرار نے اونچی آواز میں کہا.... کیونکہ اس نے آواز بہت تیز کی ہوئی تھی۔

”... نیناں دیاں تکیاں تیراں تے اس دل تے وارنہ کر سجناسچی نہیں بھاویں جھوٹی صحیح اک واری ہامی بھر سجناس“

عرونہ اب جان بوجھ کر اقرار کو زچ کرنے کے لیے اسے گا کر سنارہی تھی۔ لیکن وہ خاموشی سے گاڑی چلاتا رہا۔

”.... تو کریں اشارہ جے اسی اے جان دی بازی لادیے“

وہ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہہ رہی تھی جبکہ اقرار کو ذرا بھی دلچسپی نہیں ہو رہی تھی۔

-----

اللہ کر کے سارا سفر گزرا.... سارے راستے عروہ اس کا سر کھاتی آئی تھی.... اور بلال سعید کے گانے سنتی آئی اقرار جیسے اس سنگر سے کوئی لینے دینا نہیں تھا البتہ اب اس سے نفرت ہو گئی تھی۔

”اب خدا کا واسطہ اپنا منہ بند کر لو۔“

اقرار نے گاڑی جب گاؤں کی سڑک پر ڈالی تو اس نے اب اس سے معافی مانگی اس قصور کی جو اس نے کبھی کیا ہی نہیں تھا۔

”.... مزہ آیا نا.... میں تو چاہتی ہوں تمہارے ساتھ ایک اور لمبا سفر ہو“

”..... لیکن میں یہ غلطی دوبارہ نہیں کرنا چاہتا“

اقرار نے صرف سوچا کہا نہیں.... شام ہو چکی تھی جب وہ گاؤں پہنچے تھے.... کافی لمبا سفر تھا عروہ بہت تھک چکی تھی... بقول اس کے اقرار نہیں تھا تھا اس نے تو بس گاڑی چلائی تھی۔ سارا ڈانس تو اس نے کیا تھا اور کھایا بھی اس نے تھا۔

اس کے ماموں لوگوں کے گھر آپس میں ایک جھوٹے دروازے سے جڑے ہوئے تھے البتہ ان کے گھر نئی طرز کے بنے.... ہوئے تھے.... اور گاؤں میں بس وہی گھر نئی طرز کے تھے.... وہ اس وقت ڈیرے میں اترے تھے

”دوپٹہ کر لو۔“

اقرار نے اس سے کہا تو اس نے کر لیا.... نجانے کیوں اس کو اقرار کا اس کی فکر کرنے لگا اچھا لگا تھا۔ اس نے اب کوئی بحث کیے بغیر سر پر دوپٹہ کر لیا تھا.... ایک نوکر بھاگتا ہوا ان کی گاڑی کے پاس آیا تھا۔



”شاہ جی سامان مینو دے دیو۔“

کھانے پینے والی چیزیں تھیں عروہ کے ہاتھ میں اس آدمی کے پاس اتنی ہمت نہیں تھی کہ عروہ سے بات کرتا یہ وہاں  
..... عزت کرنا سمجھا جاتا تھا خاص طور پر سیدزادیوں کی عزت کی جاتی تھی

”نہیں آپ گاڑی سے سارا سامان نکلوا دیں اور گھر پہنچا دیں.... ماموں کدھر ہیں؟“

”دویں پیرا تھے بیٹھے نے جی تسی اتھے ہی چلے جاو۔“

... اس نے سر جھکائے دور آدمیوں میں بیٹھے تھے

”عروہ تم اندر جاؤ میں ماموں لوگوں سے مل کر آتا ہوں۔“

اقرار نے عروہ سے کہا۔

”میں بھی چلتی ہوں چلو۔“

.... عروہ نے فوراً سے کہا

”.... وہاں شاید پنچایت ہو رہی ہے تم گھر میں جاؤ گھر مل لینا ان سے“

اقرار نے سنجیدگی سے کہا اور چابی نوکر کو دے دی جواب سامان نکالنے لگا تو عروہ ڈیرے کے گیٹ سے ہوتے ہوئے  
”اندر گھر کی طرف چلی گئی۔“

”! اسلام و علیکم“

اس نے سب کو سلام کیا تو ماموں رضا اور ماموں شفقت نے اٹھ کر اسے پیار دیا اور اپنے پاس بیٹھا لیا وہاں کوئی پنچایت ہی چل رہی تھی۔

عروہ پہلے شفقت ماموں کے گھر داخل ہوئی تھی جب وہ لان سے ہوتی اندر لانچ میں داخل ہوئی تو سب لوگ اسے ایک دم دیکھ کر بے حد خوش ہوئے.... سب سے پہلے ایمن بھاگ کر آئی۔

“.... یار یہ تو سر پرانز ہی ہے... تم اچانک کہاں سے عارف ہو گئی“

ایمن نے چمکتے ہوئے کہا۔

“اچانک نہیں تم لوگوں کی طرف سے دعوت دی گئی ہے... کیوں مممانی جان۔“

عروہ راشدہ مممانی کے پاس آئی.... جنہوں نے بہت پیار سے اس کا سر چوما۔

”جاؤ بہن کے لیے کھانے پینے کے لیے کچھ لاؤ۔“

مممانی نے ایمن کو کہا۔

ارے نہیں نہیں مممانی ابھی میں کچھ نہیں کھاؤں گی.... راستے میں اتنا کچھ کھایا میاں جی کی جیب بھی تو ہلکی کروانی“

عروہ نے ہنستے ہوئے کہا اور وہیں صوفے پر بیٹھ گئی.... وہ زیادہ تر شفقت ماموں کے گھر ہی روکتی تھی کیوں کہ اس کی ایمن سے زیادہ بنتی تھی۔

”اچھا بیٹا اقرار کہاں ہے؟“

اب وہ زینب سے مل رہی تھی جب ممانی نے پوچھا۔

”وہ باہر ماموں لوگوں پاس بیٹھا ہے۔“

اس نے جواب دیا۔

”اچھا... خاور اور زین بھی وہیں ہیں۔“

”.... جی میں نے دیکھا ان کو“

.... اس نے ہامی بھری

”بیٹا تم آرام کر لو... جاؤ ایمن بہن کو کمرے میں لے جاؤ۔“

ممانی نے کہا وہ خود کافی بھاری جسامت کی مالک تھیں اس لیے زیادہ چلنا پھرنا ان کے بس کی بات نہیں تھی۔

”.... امی وہ تو ٹھیک ہے پر اب عروہ میرے کمرے میں تو نہیں سوئے گی نا“

ایمن نے منہ بناتے ہوئے کہا.... ان کا سامان ایک نوکرانی لا کر اب رکھ رہی تھی۔

”پاگل اب وہ سنگل تھوڑی اب ہماری میڈم مینگل ہیں.... ان کا علیحدہ کمرہ امی نے سیٹ کروایا۔“

زینب نے ہنستے ہوئے کہا۔

”.... ہاں.... شیمائنا داسامان کمرے ابچ رکھ یا“

ممائی نے نوکرانی سے ان کا سامان کمرے میں رکھنے کو کہا جو سر ہلاتی اب وہاں لے کر جا رہی تھی جو راشدہ نے ان دونوں کے لیے صاف کروایا تھا۔

.... عروہ بہت تھک چکی تھی اب وہ سچ میں بس آرام کرنا چاہتی تھی۔ وہ اٹھی اور ایمن کے ساتھ کمرے میں آگئی  
“.... یار تم آگئی ہو اب ہم نے خوب مزہ کرنا“

ایمن نے خوشی سے کہا۔

”ہاں باغ بھی جائیں گے.... پھل چوری کریں گے۔“

عروہ نے آنکھ مارتے ہوئے کہا۔

”یار یہاں تو ابھی بھی بہت ٹھنڈ ہے۔“

کھڑکی کھولی تھی جہاں سے ٹھنڈی ہوا آرہی تھی۔

”نہیں بس آج موسم بارش والا بنا ہوا اس لیے شاید.... میں کھڑکی بند کر دیتی ہوں۔“

ایمن اٹھی اور بند کرنے لگی۔

”نہیں کھولی رہنے دو اچھا لگ رہا ہے تم بتاؤ... ہمسائیوں کا کیا حال ہے؟“

عروہ نے ایمن کو بھی سب بات بتائی ہوئی تھی.... اب جان بوجھ کر اس سے پوچھ رہی تھی۔

“.... اس نے تو ادھر آنا بھی چھوڑ دیا ہے بس عافیہ آپ کی کسی کام سے آجاتی ہیں تائی بھی آجاتی پر فاریہ نہیں آتی“

“.... ہم دھچکا سے تھوڑا لگا“

عرونہ نے سنجیدہ ہو کر کہا۔

”تمہارے منہ پر سنجیدگی اچھی نہیں لگتی عرونہ۔“

.... عرونہ اس کی بات سن کر ہنس پڑی

“.... کب تک رہنا تم دونوں نے“

ایمن نے پوچھا وہ دونوں بیڈ پر بیٹھی تھیں.... نوکرانی سامان رکھ کر اب جا چکی تھی۔

“.... پانچ دن“

.... جب عرونہ نے بتایا تو ایمن کی خوشی کا ٹھکانہ نہ رہا

“.... ہائے بڑا مزہ آنا“

”ہاں بس یہ فاریہ کچھ نہ کرے نہیں تو تمہیں پتہ میں خود کے غصے پر قابو نہیں پاسکتی۔“

عرونہ نے اپنا خدشہ ظاہر کیا۔

عرونہ کی آنکھ رات ایک بجے کھولی جب اقرار کا موبائل بار بار بج رہا تھا اور وہ نیم دراز سو رہا تھا۔ عرونہ بیڈ سے اتری اور

اس کی سائیڈ ٹیبل کی جانب گئی جہاں اس کا موبائل پڑا تھا۔

“.... فاریہ کالنگ“

لکھا آ رہا تھا عرونہ کا پارہ تو ساتویں آسمان پر پہنچ گیا تھا۔

آخر اس لڑکی ساتھ مسئلہ کیا ہے۔ ”اس نے اقرار کا موبائل اٹھایا اور باہر آگئی.... وہ یہاں باہر کھڑے ہو کر کال پر“  
 .... بات نہیں کر سکتی تھی اس لئے اس نے میسج کرنا مناسب سمجھا لیکن پاسورڈ تھا  
 “.... اب کیا کروں“

عروہ کو شدید غصہ آیا لیکن وہ واپس کمرے میں چلی گئی اور موبائل اس کا بند کر دیا۔ اور سو گئی۔

صبح اٹھی تو اقرار کمرے میں موجود نہیں تھا اس نے اپنے بال مصنوعی جوڑے میں قید کیے اور اٹھ کر کپڑے دیکھنے لگی۔  
 اس نے بیگ سے پیلے رنگ کا جوڑا نکالا جو اور گنزا کا تھا۔ اور پھر واش روم چلی گئی۔

عروہ جب کپڑے بدل کر باہر آئی تو سب ناشتہ کر چکے تھے اور ممانی لاونج میں بیٹھی تھیں جبکہ اقرار اور باقی سب باہر  
 لان میں بیٹھے تھے۔ عروہ کا اصل دماغ تب خراب ہوا جب اس نے باہر فاریہ کو دیکھا۔  
 اس نے ممانی کو سلام کیا اور باہر چلی گئی۔ اس کے آتے ہی فاریہ کے چہرے سے مسکراہٹ سمٹ گئی۔ وہ سب لان میں  
 پڑی لوہے کی بنی کر سیوں پر بیٹھے تھے کچھ بڑے بڑے موڑھوں پر بیٹھے تھے۔ وہاں سب کزن ہی موجود تھے کوئی بڑا  
 نہیں تھا سب اقرار کے ارد گرد تھے۔

کوئی اس سے کہہ رہا تھا ٹیوب ویل پر چلیں کوئی کچھ تو کوئی کچھ.... عروہ کو آتا دیکھ کر سب مسکرائے سوائے فاریہ  
 کے..... لیکن وہاں کوئی خالی کرسی یا موڑھا نہیں پڑا تھا تو خاور فوراً سے اٹھا

”آجا عروہ.... یہاں بیٹھو۔“

اقرار کی اس کی طرف کمر تھی اب اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ وہ مسکراتی ہوئی آئی اس نے بال کھلے چھوڑے ہوئے تھے اور پیلا جوڑا اس پر بہت پرکشش لگ رہا تھا۔

”نہیں نہیں رہنے دو... میں میاں جی کے ساتھ ایڈجسٹ ہو جاؤں گی۔“

اقرار نے اس کو گھور کر دیکھا جو بھی تھا اب وہ اس طرح کرسی پر اس کے ساتھ کہاں بیٹھ سکتی تھی وہ اسے مسکرا کر دیکھ رہی تھی۔

”..... کیوں میاں جی؟ میں یہاں آپ کی گود میں بیٹھ جاؤں“

سب لوگوں نے ہوٹنگ کی.... جبکہ عروہ کا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا وہ تو بس فاریہ کو جلانا چاہتی تھی اور وہ کامیاب بھی ہوئی تھی اور فاریہ غصے میں اٹھ کر چلی گئی تھی۔

”لو فاریہ چلی گئی... میں وہاں بیٹھ جاتی ہوں۔“

عروہ نے جان بوجھ کر کہا کہ سب اسے اس طرح جاتا ہوا محسوس کریں.... اور خود اقرار کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

”اچھا اب عروہ فیصلہ کرے گی ہم نے کہاں جانا ہے؟“

”.... جہنم میں لے کر جائے گی تم لوگوں کو“

اقرار نے دل میں سوچا کوئی نہیں جانتا تھا جیتنا عروہ اس کا سر کھاتی کوئی اور ہوتا تو خود کشی کر چکا ہوتا۔

”یہ بار بار فاریہ تمہارے آگے پیچھے کیوں ہو رہی ہے؟“

عرونہ نے اقرار کے کمرے میں داخل ہوتے پوچھا۔

”کب ہو رہی ہے؟“

”نہیں میں پاگل ہوں؟ یا مجھے کچھ سمجھ نہیں آتا؟ جب میں نہیں تھی تو وہ وہاں موجود تھی جب میں گئی تو وہاں سے اٹھ گئی۔“

اقرار نے اس کو دیکھتے ہوئے نفعی میں سر ہلایا لیکن خاموش رہا۔ وہ جانتا تھا وہ اس کو جتنا مرضی سمجھالے عرونہ کبھی نہیں سمجھے گی۔

”میں نے تمہیں کہا تھا اس کو سمجھالینا نہیں تو نقصان کی وہ خود ذمہ دار ہو گی۔“

عرونہ نے پھر سے اسے دھمکی دی.... اور باہر نکل گئی۔

وہ سب لوگ باغ میں آئے تھے۔ باغ میں ہر جگہ سرسبز و شاداب درخت تھے اور ان پر امرود لگے تھے۔ باغ میں کہیں کہیں بیری کے درخت تھے.... وہ سب دو گاڑیوں پر آئے تھے اور یہ باغ اس کے ماموں کا تھا... جبکہ اس کے ساتھ والا عرونہ کی اماں کے چچا کا تھا۔

..... وہ جب بھی آتی تھی ان کے باغ سے چوری کر کے کھاتی تھی

کیونکہ عرونہ کے مطابق جو چیز چھین کر کھائی جائے اس میں اپنا ہی مزہ ہوتا ہے۔



عرونہ اور ایمین اب ان کے باغ میں جا چکی تھیں جبکہ باقی سب یہی تھے... زین اور زینب مالی سے امرود توڑنے کا کہہ رہے تھے۔

اور خاور عافیہ کے ساتھ باتیں کر رہا تھا.... جبکہ اقرار ایک طرف کھڑا تھا اس کے ساتھ ہی فاریہ کھڑی تھی اقرار کو ان سب چیزوں میں بالکل بھی مزہ نہیں آتا تھا اس لیے وہ الگ ہو کر کھڑا تھا۔

”تم نے میرے ساتھ اچھا نہیں کیا۔“

فاریہ نے اقرار سے کہنا شروع کیا۔

”فاریہ اب یہ سب باتیں مناسب نہیں لگتی میں شادی شدہ ہوں... اور میں نے کبھی تم سے کوئی وعدہ نہیں کیا تھا کہ تم مجھ سے اس طرح خفا ہو۔“

اقرار نے سنجیدگی سے کہا۔

”ابھی کوئی وعدہ نہیں کیا تھا؟“

.... فاریہ نے اس کے گریبان سے پکڑا

..... ”ہاں ہاں بہت مزہ آیا“

عرونہ اور ایمین بھاگتی ہوئی آرہی تھیں اور ہاتھ میں امرود تھے.... دونوں اونچے اونچے قہقہے لگا رہی تھیں۔

..... عرونہ کا تو دماغ ہی گھوم گیا.... جب اس نے فاریہ کو ایسے دیکھا

...ایمن بھی دیکھ چکی تھی

“.... عروہ پلیر کچھ مت کہنا“

اس نے عروہ کے چہرے کے رنگ بدلتے ہوئے دیکھا تو اس نے کہا۔

“..... یہ آج میرے ہاتھوں سے نہیں بچتی“

... عروہ بھاگتی ہوئی اس کی طرف گئی.... زینب اور زین نے بھی اسے بھاگتے ہوئے دیکھا تو اس کی طرف گئے

“اس کو کیا ہوا؟“

زینب نے پوچھا۔

”پتہ نہیں چلو چل کر دیکھتے ہیں۔“

..... زین نے کہا تو وہ دونوں بھی اس کے پیچھے آ گئے

“.... عروہ نہیں کچھ مت کرنا“

ایمن چلاتے ہوئے اس کے پیچھے آرہی تھی تو فاریہ بھی چونکنا ہوئی.... عروہ نے آتے ساتھ اس کے گلے کو پکڑ لیا اور

بیری کے درخت کے ساتھ لگا دیا.... اتنے میں عافیہ اور خاور بھی آ گئے۔

“.... عروہ چھوڑو اسے“

اقرار چلاتے ہوئے عروہ کو پیچھے کر رہا تھا۔

”میں نے کتنی دفعہ کہا کہ اقرار سے دور رہو شوہر ہے وہ میرا تمہیں میری بات سمجھ نہیں آتی؟“

سب چلا رہے تھے اقرار نے اسے پیچھے کو کھینچا تو عروہ کے ناخنوں کے نشان اس کے گلے پر لگ چکے تھے..... اقرار نے..... زوردار تھپڑ کھینچ کر عروہ کو مارا تھا

“.... تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے تھپڑ مارنے کی“

..... فارسیہ کھانستے ہوئے ایک طرف ہو گئی اور اپنے گلے کو پکڑ لیا

“ہوش کے ناخن لو.... عروہ کیا ہو گیا ہے تمہیں؟“

..... اقرار نے اسے جھنجھوڑا

“.... میں نے تمہیں کہا تھا اس کو سمجھا دو.... لیکن میں اس کو زندہ نہیں چھوڑوں گی“

.... عروہ اس کی طرف دوبارہ لپکی تو اقرار نے اسے ہاتھ سے پکڑ لیا

“.... تم لوگ فارسیہ کو لے کر جاؤ یہاں سے“

.... اقرار نے کہا

”اور پلیز گھر میں اس سب کا ذکر نہ کرنا۔“

.... اقرار نے التجا کی

“.... ایویں نہ کریں تمہاری بیوی میری بہن کو مار رہی تھی اور تم کہتے ہو“

... خاور نے عافیہ کو خاموش کروایا

.... وہ عافیہ فارسیہ زینب اور زین گاڑی کی طرف آگئے

“.... عافیہ مت ذکر کرنا اس سب کا... اس میں سراسر عافیہ کی بدنامی ہوگی“

”کیا مطلب ہے تمہارا؟ میری بہن؟“

.... زینب چلائی

”چپ! میری بات سنو.... ہم سب بڑوں کو کیا بتائیں گے؟ کہ عروہ نے اس کا گلا کیوں دبوچا؟ غلطی اس کی بھی ہے یہ کیوں اس کے شوہر کے پاس کھڑی ہوتی؟ اور تم بھی اچھے سے جانتی ہو کہ یہ کیوں کھڑی ہوتی ہے۔۔“

.... خاور نے اسے سمجھایا تو فاریہ رونے لگ گئی

“..... چلو بیٹھو فاریہ“

عافیہ نے اسے چپ کرواتے ہوئے بیٹھایا۔۔۔

”تم جنگلی ہو؟ مجھے تم سے اس رویے کی امید نہیں تھی عروہ میں اسے سمجھا رہا تھا نا؟“

عروہ نے اس کی مزید کوئی بات نہ سنی اور گاڑی میں جا کر غصے سے بیٹھ گئی۔

”اقرار بھائی اب یہ زیادہ ہو رہا ہے.... جس طرح وہ آپ کا گریبان پکڑ کر کھڑی تھی عروہ کی جگہ میں بھی ہوتی تو یہی رد عمل ہوتا۔“

ایمن اتنا کہتی گاڑی میں جا کر بیٹھ گئی۔

آج شام رضاماموں کی طرف دعوت تھی عروہ نے سبز رنگ کا سوٹ پہنا تھا اور اقرار نے سفید ٹی شرٹ کے نیچے کالی جینز پہنی تھیں۔ دوپہر والے حادثے کے بعد دونوں میں کوئی ہم کلامی نہیں ہوئی تھی.... عروہ تو اسے بلا ہی نہیں رہی تھی جبکہ اقرار اب نادم تھا کہ اسے عروہ کو تھپڑ نہیں مارنا چاہیے تھا۔

”ماما نے جو گفت بھجوائیں ہیں وہ بھی ان کے سب کے لیے اٹھالو۔“

اقرار نے خود پر پر فیوم سپرے کرتے ہوئے کہا۔

”..... تمہاری خالہ کے ہیں تو تم اٹھاؤ مجھ سے اس سب کی امید نہ رکھنا سنا“

لیکن پھر وہ شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ روکی....

”اچھا اٹھا لیتی ہوں۔“

.... اقرار کو اس کی مسکراہٹ بری لگی.... لیکن اس نے سر جھٹکا

”عروہ یہ کیا ہے؟“

ایمن نے اس کو چادر پر کچھ لگاتے دیکھا تو پوچھا۔

”.... بس تم دیکھتی جانا“

عروہ نے اب جو لگانا تھا لگا کر اپنے پرس میں ڈال لیا۔

”تمہارے ارادے مجھے ٹھیک نہیں لگ رہے۔“

اس نے آنکھیں بڑی کرتے ہوئے کہا۔

”چلو دیر ہو رہی میرے ساتھ باقی سامان اٹھاؤ۔... اچھا اب بس بس“

عروہ نے وہ سارے تحفے اٹھائے... اور کچھ ایمن نے اٹھائے اور چل دی۔

-----

کھانا کھانے کے بعد اقرار اور عروہ سب کو ان کے تحفے دے رہے تھے۔ ان تحفوں میں رضاماموں کے گھر والوں کے لیے بھی تحفے تھے عروہ نے ان سب کو باری باری ان تحفے دیے ان پر اماں اور چچی نے ٹیگ لگا کر بھیجے تھے جس پر سب کے نام لکھے تھے۔

”یہ لو فار یہ یہ تمہارے بھائی کی شادی کا تحفہ۔“

عروہ نے اسے مسکراتے ہوئے پکڑ لیا جو اسے سب کے سامنے زبردستی پکڑنا پڑا... اقرار نے ناگواری سے عروہ کو دیکھا۔

اس سب کے بعد سب نے مل کر چائے پی اور شادی کی باتیں یاد کیں۔ عافیہ کارویہ عروہ کے ساتھ اچھا نہیں تھا۔ لیکن اسے کون سا فرق پڑتا تھا۔

-----

عروہ اٹھی تو کافی شور برپا تھا... شاید باہر کچھ ہوا تھا... عروہ بہت خوش ہوئی کہ شاید اس کا کام ہو گیا تھا۔ اس نے پاؤں میں جوتا بھی نہیں پہنا اور باہر بھاگ کر گئی

“.... یہ سب عروہ نے کیا ہے“

عافیہ چلا رہی تھی۔

“آپ کیا بکواس کر رہی ہیں؟ عروہ ایسا نہیں کر سکتی۔“

اقرار اسی کی آواز میں کہہ رہا تھا۔

“کیوں کل جو اس نے کیا وہ بھول گئے ہو؟“

“... کل کی بات اور تھی“

.... عافیہ نے عروہ کو دیکھا تو اس تک آئی

”تم نے کیا نایہ سب؟“

وہاں اور کوئی موجود نہیں تھا بس عروہ، عافیہ اور اقرار کھڑے تھے باقی نجانے کہاں تھے۔

“.... ہاں میں نے اسے منع کیا تھا کہ میرے شوہر سے دور رہے لیکن اس نے میری بات نہیں سنی اب بھگتے“

.... اقرار سر پکڑ کر صوفے پر بیٹھ گیا

”دیکھا یہ لڑکی.... اس نے میری بہن کا کیا حال کر دیا.... میں اس کو نہیں چھوڑوں گی۔“

.... عافیہ روتے ہوئے غصے میں پاگل ہو گئی

“.... ایسا بھی کیا ہو گیا ہے اب“

.... عروہ نے حیرانی سے ان کو دیکھا

”بتاتی ہوں تمہیں کیا ہوا ہے.... آؤ تمہیں تمہارے حسد کی آگ کا نتیجہ دکھاؤں۔“

عافیہ اسے گھسٹتے ہوئے لے گئی۔

”..... عافیہ میری بات سنو“

اقرار بھی ان کے پیچھے لپکا۔

”.... دیکھو.... کیا تم نے“

عافیہ نے اسے سب کے سامنے لا کر کھڑا کیا جہاں سب فاریہ کے گرد تھے اور ڈاکٹر اسے دیکھ رہا تھا۔

اس کے ہاتھ بالکل جل چکا تھا.... منہ پر بھی ایک طرف بس جلنے کا نشان تھا جو کافی گہرا تھا۔

عروہ اس کی حالت دیکھ کر ڈر گئی... اس قدر اس کے ہاتھ جل گئے.... اسے حیرت ہو رہی تھی۔

”..... ان کو شہر لے جائیں... شاہ صاحب مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آرہی“

.... ڈاکٹر نے کہا وہ گاؤں کا ایک معمولی سا ڈاکٹر تھا.... اقرار تو دیکھ بھی نہیں پارہا تھا

”..... جلدی اٹھاؤ“

.... رضاماموں چلائے تھے

”میری بچی.... ممائی کا تو رورو کر برا حال ہو گیا تھا۔“

”.... یہ سب اس عروہ نے کیا ہے“



عافیہ چلا چلا کر کہہ رہی تھی۔ عروہ کو تو اندازہ بھی نہیں تھا کہ یہ سب ہو جائے گا.... لیکن کیا تو اسی نے تھا..... کوئی بھی..... آگے نہیں بڑھ رہا تھا اقرار نے جلدی سے اس کو اٹھایا اور اپنی گاڑی کی طرف بھاگا..... سب اس کے پیچھے گئے.... مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی عروہ“

.... ایمن نے ایک افسوس بھری نگاہ اس پر ڈالی وہ اس قدر گر گئی

..... باقی سب بھی ویسے ہی اقرار کے پیچھے چلے گئے

عروہ چپ چاپ شفقت ماموں کے گھر آگئی جہاں زین، زینب اور ایمن موجود تھے باقی سب تو ہسپتال کے لیے نکل گئے تھے۔ اس کا دل اب ڈر رہا تھا کہ ابا کو پتہ چل گیا تو؟ اماں کیا کہیں گی؟ چچی؟..... اب وہ خوف کے مارے اپنے کمرے میں چلی گئی

”ان کو ایچ ایف ایسڈ کا برن ہوا ہے۔“

ڈاکٹر صاحب سب کے سامنے بتا رہے تھے۔

”.... جی ڈاکٹر یہ مجھے اپنی خالہ کی طرف آئی ہوئی چادر کر کے دیکھا رہی تھی تو اس کی یہ حالت ہونے لگی“

ہاں پھر یہ ہو سکتا کہ اس پر ایسڈ لگا ہو۔“

”آپ اس چادر کو کسی لیب میں چیک کروائیں.... اور پلیز کسی چیز سے پکڑیے گا کہیں آپ میں سے کسی کو نقصان نہ ہو۔“

اقرار کو کل رات والی بات یاد آئی جب عروہ نے تحفے پکڑنے کی ہامی بھری تھی۔

”میری بچی ٹھیک تو ہو جائے گی ناڈاکٹر صاحب....؟“

رضاماموں نے پوچھا۔

”دیکھیں درد سے آرام کے لیے میں نے انجکشن وغیرہ لگا دیے ہیں آپ کو چاہیے تھا چادر جلدی اتار کے پھینک دیتے پر شاید انہوں نے کافی دیر لی رکھی ہے۔ ان کے برن کے سپوٹس مے بھی ٹھیک ہو جائیں مے بھی نہ ہوں۔۔“

”ہو جائیں گے ڈاکٹر ہم سکن سپشلسٹ کو چیک کروائیں گے۔“

اقرار نے جلدی سے کہا۔

”.... ہو پ سو“

.... ڈاکٹر اپنی پیشہ وارانہ مسکراہٹ دیکھتے چلے گئے

”..... کیا کر دیا اس عروہ نے.... میری بچی“

”خالہ کچھ نہیں ہوتا۔“

”دعا کرو کہ اسے کچھ نہ ہو.... نہیں تو میں تم لوگوں کے خلاف ایسا کیس کروں گا نہ تو تمہاری بیوی نہ تم بچ پاو گے۔“

اقرار خاموش ہو گیا ان کا غصہ بجا تھا۔ ماموں نے اپنا موبائل نکالا اور نمبر ڈائل کرنے لگے۔

”..... بہن مجھے تمہارے گھر سے یہ امید نہیں تھی.... تم لوگ آج کے آج یہاں آؤ“

رضاماموں نے شائلہ کو فون کیا تھا۔

”بھائی آخر ہوا کیا ہے؟“

“..... آؤ تمہیں تمہاری بچی کے کارنامے دکھاؤں

“.... پر بھائی جمال کی میٹنگ ہے میں نہیں آسکتی

شائلہ بیگم کو حالات کا اندازہ نہیں تھا اس لیے انہوں نے بہت تحمل سے کہا۔

”بھاڑ میں گئی تم لوگوں کی میٹنگ یہاں میری بچی مر رہی ہے۔“

”کیا؟“

شائلہ بیگم نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ رضاماموں نے غصے سے فون رکھ دیا۔

.... تقریباً رات کے وقت شائلہ، شازیہ اور جمال صاحب آچکے تھے۔ ان کو راشدہ ممانی سب بتا چکی تھیں

”عرونہ کدھر ہے؟“

شائلہ نے پوچھا۔

”صبح سے کمرے ہے ابھی تک نہیں نکلی.... اور عافیہ کہتی کہ اس نے اقرار کے سامنے اپنا جرم قبول کیا۔“

شائلہ نے کمرے کا پوچھا اور ادھر چلی گئی۔

“.... دروازہ کھولو

شائلہ بیگم غصے سے کہہ رہی تھیں۔ عرونہ نے دروازہ کھولا تو اندر وہ دیکھ کر ہی حیران رہ گئی تھیں.... وہ تیار ہو کر میک

آپ لگا کر بیٹھی تھی۔

”تم.... تم میں ذرا بھی شرم نام کی چیز ہے؟ اتنا سب کچھ کر کے تم تیار ہو کر بیٹھی ہو؟“

شائلہ نے اس پر ایک نظر ڈالی تو ہائی ہیل پہنے سفید رنگ کا سوٹ پہنے میک آپ کر کے کھڑی تھی۔

”... میں جانتی تھی آپ آنے والی ہیں اور میرا منہ لال ہونے والا اس لیے میں پہلے ہی بلش آن سے منہ لال کر لیا“

اس نے ہنستے ہوئے کہا تو اماں نے اسے کھینچ کر ایک تھپڑ مارا.... اور پھر نجانے کتنے ہی تھپڑ اماں نے اس کے گال پر مارے.... باہر سے سب آچکے تھے.... جمال صاحب بھی شازیہ اور ممائی.... انہوں نے شائلہ کو روکنے کی کوشش کی..... لیکن وہ رکی نہیں.... اور وہ تب روکیں جب عروہ بے ہوش ہو کر گر گئی

”.... اس لڑکی نے ہمیں کہیں منہ دیکھانے کے قابل نہیں چھوڑا“

”ممائی اسے اٹھانے کے لیے آگے ہوئیں تو جمال صاحب نے روک دیا“ اس کی یہی سزا ہے اسے مرنے دیں۔

.... اور سب لوگ دروازہ بند کرتے باہر چلے گئے

پوری رات اور اگلا پورا دن گزر گیا تو شام کو فاریہ کو بھی واپس لے آئے.... اقرار سارے وقت میں ان کے ساتھ ہی رہا تھا...

سب خاموش تھے کوئی کسی سے بات نہیں کر رہا تھا شائلہ اور جمال صاحب اسے پوچھنے گئے تھے لیکن اقرار نے ہی انہیں واپس بھیج دیا کہ کہیں تایا ابایا تائی امی کے ساتھ کوئی بر سلوک نہ کرے۔ اقرار اب شفقت ماموں کے گھر آیا تو اس نے ایمن سے عروہ کا پوچھا وہ اس سے خود اب پوچھنا چاہتا تھا۔

عروہ کو تو اس دن تائی امی نے اتنا مارا تھا وہ بے ہوش ہو گئی تھی اور اس کے بعد نہ وہ کمرے سے نکلی نہ ہمیں کسی نے جانے دیا..... اقرار بھاگ کر کمرے میں گیا کہ دو دن سے اس نے کچھ نہیں کھایا..... جب وہ کمرے میں داخل ہونے..... لگا تو لاک تھا۔ اب وہ ڈر گیا کہ کہیں عروہ نے خود کشتی تو نہیں کر لی

اس نے جلدی سے ایمن سے چابیاں منگوائیں.... ایمن نے کمرے کی چابیاں لا کر دیں جب اقرار نے دروازہ کھولا تو اس کے ہوش اڑ گئے وہ نیچے گری ہوئی تھی.... منہ پر تھپڑوں کے نشان گہرے تھے.... ایک دو جگہ پر خون جما ہوا تھا شاید تائی جان کی انگوٹھی اسے لگی تھی.... اقرار نے فوراً اسے اٹھا کر بیڈ پر لیٹ دیا۔

“..... ڈاکٹر کو فون کرو ایمن“

..... اقرار چلایا تو ایمن نے فوراً اسے اپنا فون پکڑ کر نمبر ملایا اور ڈاکٹر کو بلایا

“..... پانی لاؤ..... پانی“

اقرار چلا رہا تھا تو سب اندر آئے کہ یہاں کیا ہو گیا ہے.... عروہ کی حالت دیکھ کر سب حیران ہو گئے تھے۔

“تائی امی یہ آپ نے کیا کر دیا؟ اور کسی نے عروہ کو اس کے بعد دیکھا تک نہیں؟ آپ لوگوں کا دماغ درست تھا؟“

اقرار چلا رہا تھا ایمن نے اسے پانی لا کر دیا تو اس نے عروہ کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے لیکن وہ ہلی نا.... سب پریشان..... ہو گئے تھے

“..... میری بیوی کو کچھ ہوا تو میں چھوڑوں گا نہیں کسی کو“

اقرار سب سے کہہ رہا تھا.... آخر ایسا بھی کیا تھا وہ بے ہوش ہی تو تھی اقرار کی آنکھوں میں پانی کیسا تھا؟ اور یہ تو وہ مجرم تھی جس نے اس کی محبت کا چہرہ بگاڑ دیا تھا پھر بھی..... شاید اس میں انسانیت زندہ تھی۔

..... اتنی دیر میں ڈاکٹر آگیا اور اس نے عروہ کو دیکھا

”پریشان نہ ہوں بس کمزوری ہے میں ڈرپ لگا دیتا ہوں ٹھیک ہو جائیں گی۔“

..... ڈاکٹر نے کہا تو سب کی سانس میں سانس آیا

-----

زینب نے جب یہ خبر رضاماموں کے گھر سنائی تو سب بیٹھے تھے.... وہ سب کچھ شازیہ کو بتا رہی تھی۔

”اقرار بھائی تو اللہ معاف کرے ایسے غصے ہو رہے تھے جیسے عروہ پر بھی کسی نے تیزاب ڈال دیا ہو۔“

فاریہ کو تو دھچکا لگا تھا وہ بھی پاس ہی بیٹھی تھی شازیہ انہی کے گھر ہی تھی جب سے آئی تھی۔

”جھوٹ بول رہی ہو اقرار تو اسے پسند ہی نہیں کرتا۔“

..... شازیہ کو اس کی بات پر یقین نہ آیا

”بس کریں... جیسے وہ برتاؤ کر رہے تھے لگ رہا تھا ابھی سب کو کچا کھا جائیں گے.... اور انہوں نے تو پھوپھو کی بھی اتنی

سنائی“

”.... اب بس کرو اس عروہ کا ذکر بھی نہ کرو ہمارے گھر میں“

..... زینب کو جب رضانے سختی سے منع کیا تو وہ چپ ہو گئی.... البتہ فاریہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے

”اقرار اس کی لیے اتنا پریشان کیسے ہو سکتا ہے؟“

اس نے دل میں سوچا..... اس کے منہ کا کچھ حصہ جلاتھا اور اس کو اس نے ڈھانپا ہوا تھا۔ ہاتھ البتہ کافی جلے تھے۔

”کاش یہ ڈاکٹر کوئی بھیانک خبر سنا دیتا۔“

عروہ نے دل میں سوچا اسے ڈرپ لگی ہوئی تھی اس نے ابھی آنکھیں نہیں کھولی تھیں..... اس کے پاس اقرار بیٹھا تھا۔  
”..... ویسے ہیرو نے ہیروین کو آکر بچا ہی لیا ظالموں سے“

عروہ دل ہی دل میں خوش ہو رہی تھی..... ارے بھائی وہ عروہ تھی کیا وہ سچ میں بے ہوش ہو گئی تھی؟ نہیں نہیں وہ سب تو میڈم نے اماں سے بچنے کے لیے کیا تھا۔

اقرار اٹھ کر گیا تو عروہ نے آنکھیں کھول کر ڈرپ کو دیکھا جو ابھی تک آدھی بھی نہیں ہوئی تھی۔ اس کو اب بیزاری ہو رہی تھی۔

عروہ ثانیہ کو سب بتا رہی تھی اس نے ویڈیو کال کی ہوئی تھی۔  
”.... عروہ تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا“

کمرے میں کوئی بھی نہیں تھا وہ اب اٹھ کر بیٹھی تھی اور کمرہ بند تھا۔

”خیر چھوڑو.... یہ دیکھو اماں نے کیا حال کیا ہے۔..... یار میں نے اسے منہ سے کتنا منع کیا تھا پر وہ تو“

..... اس نے اپنے زخم دکھائے

”..... اچھا کیا آنٹی نے.... اور مارتی تمہیں“

..... یار بھلا ہوا اقرار کا آتے ہوئے اتنا کچھ کھانے کو لی دیا تھا اسی پر گزارا کیا میں نے “

عروہ کی بولتی تب بند ہوئی جب دروازہ کھول کر اندر اقرار داخل ہوا اور اس کا ہاتھ جو چپس کے پیکٹ میں تھا اب روک..... گیا... وہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگی جو اس کے لیے جو س لایا تھا

“.... تم باز نہیں آؤ گی نا؟ یہ مت کھاؤ“

عروہ نے سکھ کا سانس لیا جب اقرار نے پیار سے اس سے چپس کا پیکٹ پکڑا۔ مطلب اس نے کچھ نہیں سنا تھا۔

”وہ مجھے بھوک لگی تھی تو میں نے یہ کھانے شروع کر دیا۔ مجھے لگا کوئی مجھے کھانے کو کچھ نہیں دے گا۔“

اس نے اقرار کو معصومیت سے جواب دیا۔

“... ابھی ہوش آیا اور ابھی زبان چلنے لگ گئی“

..... اقرار نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور اس کو جو س کا گلاس دیا

جو اس نے اچھے بچوں کی طرح پی لیا۔

..... ابھی فیصلہ ہو گا.... جمال صاحب“

رضاماموں نے تحکمانہ کہا۔

”جی میں کہہ رہا ہوں کہ بچی کے علاج کا سارا خرچہ ہم دیں گے۔“

..... بس کریں ہمیں خرچہ نہیں اپنی بچی کا پہلے جیسا چہرہ چاہیے“



.... رضاموں غصے سے بولے

”بھائی صاحب پنچایت کو فیصلہ کرنے دیں۔“

شفقت ماموں نے رضا صاحب کو چپ کروایا۔ وہاں سب لوگ موجود تھے اقرار بھی وہیں بیٹھا تھا لیکن اس کا سر جھکا ہوا تھا اس نے بہت منتیں کیں تھیں کہ یہ فیصلہ گھر میں ہو لیکن رضاموں نہیں مانے اور پنچایت میں فیصلہ لے گئے۔ اب سب پنچایت کے فیصلے کا انتظار کر رہے تھے۔

پنچایت اس فیصلے پر پہنچی ہے کہ سید اقرار حسن بخاری کو اپنی بیوی کے کیے کا ازالہ بھگتنا ہو گا.... اس کو سیدہ فاریہ رضا ”گیلانی سے نکاح کرنا ہو گا اور یہ نکاح آج ہی ہو گا اور اگر پھر سے عروہ فاطمہ نے کچھ حرکت کی تو معاملہ پولیس تک جائے گا۔“

اقرار چپ چاپ فیصلہ سن چکا تھا پر جمال صاحب بولے۔

”..... یہ نکاح نہیں ہو سکتا“

”تو پھر میں یہ معاملہ پولیس تک لے کر جاؤں گا۔“

رضا صاحب اب غصے سے بولے.... اقرار نے تایا ابا کو روکا۔

”میں یہ نکاح کرنے کے لیے تیار ہوں لیکن یہ نکاح میں کاغذات میں نہیں لکھوا سکتا..... میری کچھ پراپرٹی کے لحاظ سے شرائط ہیں جن کو میں نہیں توڑ سکتا۔“

اقرار نے دادا ابا کی شرائط کا ذکر کیا جس میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ اقرار دوسری شادی نہیں کر سکتا۔

پھر کچھ مشاورت کی گئی اور پھر سے ایک آدمی بولا۔

”پنچایت کو آپ کی شرط منظور ہے۔“

-----

.... زین نے جب خبر آ کر اندر سنائی تو کوئی بھی خوش نہیں ہوا تھا

”میں اپنی بچی کو اس گھر میں نہیں بھیج سکتی.... یہ عروہ اسے مار دے گی۔“

.... ممائی نے کہا

”تم فکر نہ کرو... میں وہاں اپنی بچی کا خود خیال رکھوں گی.... میں تو شروع سے ہی یہی چاہتی تھی اور پھر میں آہستہ آہستہ

اس عروہ کو بھی نکال دوں گی اقرار کی زندگی سے۔۔۔“

شازیہ نے اسے تسلی دی۔

Novels Ki Duniya

-----

.... عروہ کو چپ کر کے کمرے میں بیٹھی تھی باہر سے اس کو آوازیں آچکی تھیں..... ایمن اندر آئی تو وہ ساکن تھی

”بولو میں سن رہی ہوں۔“

عروہ نے مشینی انداز میں پوچھا۔

“.... عروہ وہ اقرار اور

وہ چپ رہی تو عروہ دوبارہ بولی۔

”میں کچھ نہیں کہتی بتاؤ... تم۔“

..... عروہ مسکرائی

”فاریہ کانکاح... ٹھیک ہے جاؤ تم۔“

عروہ بیڈ پر اسی انداز میں بیٹھی تھی... وہ اپنی جگہ سے ہلی بھی نہیں تھی۔

.... عروہ

.... ایمن پلیز جاؤ

عروہ نے پھر سے کہا.... تو ایمن جو اس کے پاس آرہی تھی اب جا چکی تھی۔

وہ کافی دیر ایسے بیٹھی رہی..... وہ ہنستی مسکراتی ہوئی لڑکی آج چپ کر کے بیٹھی تھی..... وہ خاموش تھی..... گھڑی

.... کی سوئی ٹک ٹک کر کے چل رہی تھی

”اب تک تم اس کے ہو چکے ہو گے نا؟“

.... عروہ نے اقرار سے کہا تھا..... پھر کتنی ہی دیر گھڑی ایسی چلتی رہی وہ خاموش بیٹھی رہی

..... رات تہجد کا پھر تھا اس نے وضو کیا اور جائے نماز بچھایا

..... نفل ادا کیے

”..... یا اللہ وہ تو میری تہجد کی دُعاؤں کا صلہ تھا.... ایسے کیسے اسے کسی اور کے حق میں دے دیا تو نے اسے“

وہ ہاتھ اٹھائے اللہ سے سوال کر رہی تھی۔

”میں نے اس سے عشق کیا تھا اللہ.... کیا میری تہجد کی دعاؤں میں اثر نہیں تھا؟“

وہ رو رہی تھی سیدہ عروہ فاطمہ سب کو ہنسانے والی آج رو رہی تھی؟

”اللہ میں نے اسے آپ سے مانگا تھا..... آپ نے اسے کیسے کسی اور کا ہونے دیا..... اللہ کیا کیا آپ نے؟ سب کو لگتا عروہ بہت بگڑی ہوئی عیاش لڑکی ہے جس کو اپنا اللہ یاد نہیں لیکن اللہ تعالیٰ آپ جانتے ہیں آپ سے آج تک اپنی ہر بات سنیر کرتی آئی ہوں میں.... میں اسے کب سے پیار کرتی ہوں یہ صرف آپ جانتے تھے اللہ میاں.... صرف آپ..... میری محبت پاک تھی..... للہ آپ نے کیا کر دیا۔۔“

اگر کوئی اسے رات کے اس پہر روتا دیکھ لیتا تو ضرور ہنستا اس پر کہ اچھا ڈرامہ کر لیتی ہے۔

”کیا نیک کہلانے کا صرف ان کو حق ہے جو ہر وقت نیکی کا ٹیگ ماتھے پر لے کر پھرتا ہے؟ کیا مجھ جیسوں کا کوئی حق نہیں ہے؟ نہیں بنا جاتا مجھ سے اچھا۔۔“

وہ روتے روتے اب سجدے میں گر پڑی تھی۔

”میں مرجاؤں گی اللہ! میں اس کو کسی اور کے ساتھ نہیں دیکھ سکتی.... اللہ میں مرجاؤں گی... آپ کی عروہ اتنی طاقت ور نہیں ہے کہ اپنے عشق کو کسی اور کا ہوتا دیکھ سکے.... اللہ میں مرجاؤں گی.... یا اللہ یا تو وقت کا پیانگھو مادیں اور اسے واپس میرا کر دیں یا پھر میری سانسوں کو بند کر دیں.... کل جب میں اس کو کسی اور کا دیکھوں گی تو میں مرجاؤں گی اللہ.... اللہ وہ تو میری تہجد کی نمازوں کا صلہ تھا؟ سب کہتے عروہ کو اس سے محبت نہیں وہ سچ کہتے عروہ نے اس سے بچپن سے عشق کیا تھا.... اللہ میں نہیں دیکھ سکتی نا.... پلیز یا مجھے مار دیں... یا اس کو میرا رہنے دیں.... اللہ آپ تو اپنے ایک ایک بندے سے پیار کرتے ہیں اللہ کیا مجھے روتا ہوا دیکھ کر آپ اس کو مجھے نہیں سوئے گے؟ اللہ وہ تو میری تہجد کی

دعاوں کا صلہ تھا عروہ نے اس سے تب عشق کیا تھا جب عشق کا مطلب بھی نہیں جانتی تھی..... اللہ میرے عشق کا تو آپ کے سوا کوئی گواہ نہیں ہے۔ اس کا تو سب جانتے ہیں..... لیکن میں تو اس پر ظاہر نہیں کر سکی جس سے میں عشق کرتی ہوں..... اللہ مجھے میرا عشق لوٹا دیں۔

اے اللہ سب جانتے ہیں عروہ بہت عیاش ہے... عروہ کو رشتوں کی قدر نہیں لیکن صرف آپ جانتے ہیں عروہ کی زندگی ہی انہی رشتوں کی وجہ سے ہے..... میں اقرار کو کسی اور کا ہوتے دیکھوں گی تو اسی وقت مر جاؤں گی... مجھے تو یہ سوچ کر ہی اپنی سانسیں بند ہوتی محسوس ہوتی ہیں اللہ..... یا اللہ یا تو اسے میرا کر دیں یا پھر مجھے اپنے پاس بلا لیں۔"

.... وہ روتے روتے کب وہاں سو گئی اسے اندازہ نہ ہوا صبح جب اٹھی تو اس کا دل نہیں کر رہا تھا باہر جانے کو

"اللہ نے میری سانسیں بند نہیں کیں.... تو میری دعا ضرور قبول ہو گئی ہوگی۔"

..... وہ جلدی سے اٹھی اور باہر کی طرف بھاگی بہت خوش تھی کہ اللہ نے اس کی دعا سن لی

لیکن کچھ دعائیں شاید قبول ہونی قسمت میں نہیں لکھی ہوتیں..... فاریہ راشدہ ممانی سے جھک کر مل رہی تھی اور اس کا سامان نوکر گاڑی میں رکھوا رہے تھے۔

..... عروہ کا دل کیا وہ بس یہی پر کہیں ختم ہو جائے

لیکن کچھ تکلیفیں قسمت میں لکھ دی جاتی ہیں۔ اقرار اس کے ساتھ کھڑا شفقت ماموں سے مل رہا تھا جو اسے کہہ رہے تھے۔

"ہماری بچی تمہارے پاس امانت ہے اس کا خیال رکھنا۔"

اور وہ مسکرا رہا تھا.... عروہ کا دل کٹ گیا یہ سب دیکھ کر..... وہ واپس کمرے میں آئی..... اور سامان باندھنے لگی..... اس کے سامان میں اقرار کا سامان بھی تھا اس نے اقرار کی اتاری ہوئی ٹی شرٹ کو پکڑ کر سینے سے لگایا بے ساختہ اس کے آنسو نکلنے لگے۔

”عروہ تیار ہو؟ ہمیں بھی نکلنا ہے اب۔“

.... اماں اندر داخل ہوئیں تو اس نے اپنے آنسو جلدی سے صاف کیے اور اقرار کی شرٹ چھپائی

”جی جی بس میں تیار ہوں.... آپ چلیں میں آرہی ہوں“

”ٹھیک ہے.... اقرار کا سامان ابھی کوئی اٹھانے آئے گا اسے دے دینا تم ہمارے ساتھ چلو گی۔“

”جی ٹھیک ہے اماں۔“

اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

.... دیکھو اب تمہاری کوئی چیز بھی میری نہیں رہی“

.... عروہ نے اس کی ٹی شرٹ کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اور جلدی سے اسے اپنے سامان میں رکھ لیا

”بی بی جی شاہ اوراں دا سامان۔“

اس نے اقرار کے سامان کی طرف اشارہ کیا اور اپنے سامان کی زپ بند کرنے لگی۔ نوکر اس کا سامان اٹھا کر لے گئے تو وہ باہر آئی اسے اندازہ تھا کہ اب وہ لوگ جا چکے ہوں گے۔

“.... اقرار بیٹا فاریہ کو کچھ کھانے پینے کی چیزیں لے دو“

..... ماما نے جب سے نام لیا تو اقرار کو عرو نہ یاد آئی

“.... مجھے پیزا کھانا“

کہیں دور سے اسے آواز آئی تھی اس نے خود پر ضبط کرتے فاریہ سے پوچھا“

”کیا لاؤں؟“

“... جو دل کرے لے آئیں“

فاریہ نے آہستہ سے کہا۔ وہ لوگ ایک فلنگ سٹیشن پر اترے تو وہاں تایا ابا کی گاڑی بھی تھی۔ تایا ابا شاید اندر سے کچھ لینے گئے تھے اقرار ہنس پڑا یقنا عرو نہ نے ہی شور مچایا ہو گا کہ کچھ کھانا۔

”تایا ابا میں پیمنٹ کر دوں؟ عرو نہ نے منگوا یا؟“

”ارے نہیں بیٹا تمہاری تائی جان مجھ سے جھگڑ رہی ہیں کہ کیسے شوہر ہیں آپ کچھ لے کر ہی نہیں دے رہے۔“

تایا ابا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا.... جبکہ اقرار کے اندر تک کڑواہٹ گھل گئی.... اس کا سر کھانے والی آج چپ بیٹھی تھی۔ اقرار جان بوجھ کر تائی کے بہانے ان کی گاڑی کے پاس گیا۔

”تائی امی آپ کو کچھ چاہیے؟“

پوچھنا تو وہ عرو نہ سے چاہ رہا تھا جو چپ سی بیٹھی تھی وہ اس کی آواز پر بھی نہ بولی.... شاید اس نے ہینڈ فری لگائے ہوئے تھے۔

.... نہیں بیٹا تمہارے تایا ابالار ہے ہیں “

اقرار نے آئینے میں دیکھا جہاں سے عروہ نظر آرہی تھی وہ بالکل گم صم سی بیٹھی تھی بال شاید بنائے ہی نہیں تھے۔  
..... اقرار کا دل پھٹ گیا اسے اس حالت میں دیکھ کر

”اور کسی کو کچھ چاہیے؟“

اقرار کو لگا وہ ابھی کہے گی میاں جی اپنی بیوی سے بھی پوچھ لیں..... لیکن اب بھی اس کا کوئی جواب نہ آیا تو وہ چپ چاپ وہاں سے چل دیا۔

”کچھ لائے نہیں؟“

شازیہ نے پوچھا

.... نہیں آپ لوگ خود جا کر لے آئیں میرا دل نہیں “

شازیہ اتری اور خود کینٹین میں گئی..... اقرار اس کے آنے کے انتظار میں سیٹ سے ٹیک لگائے آنکھ بند کر کے لیٹ گیا۔

”چھوڑ دے چھوڑ دے آج ہاتھ..... روک لے روک لے آنکھوں میں جذبات..... ہے شروع آج سے جدائی کی یہ رات.... جارہا ہوں میں لیے تیری یاد ساتھ..... تیری آغوش سے دور..... تیری خوشبوؤں سے دور..... مجھے ہو جانے دے.... آج خود سے تو دور..... ڈھونڈ لوں گا کوئی تو میں ایسی جگہ..... نہ جہاں ہوں تیری یاد سے رابطہ..... راستوں سے جڑے نہ کوئی راستہ..... فاصلوں سے بھی مٹ نہ سکے فاصلہ..... ان رابطوں سے دور..... تیرے راستوں سے دور مجھے ہو جانے دے آج خود سے تو دور..... لمبیاں جدائیاں حصے سارے آئیاں۔۔۔“



“..... عرو نہ یار آواز تو آہستہ کرو“

اقرار بولا تو فاریہ ڈر گئی..... یہ کیا تھا؟ اس کے ساتھ تو عرو نہ تھی؟ جو بلال سعید کا گانا ساتھ گارہی تھی نہیں.... وہ تو اب خاموش سی دوسری گاڑی میں بیٹھی تھی..... یہ گانا تو فاریہ نے چلایا تھا جواب ڈر کے مارے بند کی بیٹھی تھی۔

“.... سوری مجھے پتہ نہیں چلا تھا“

اس نے اقرار سے کہا جواب سیدھا ہو کر بیٹھ گیا تھا۔

جب گھر پہنچے تو عرو نہ اپنے کمرے میں گئی... میں یہ عرو نہ نہیں ہوں میں ایک ہنستی ہوئی لڑکی ہوں... کیا ہوا عشق میں ہاری ہوں نہ زندگی کی بازی تو نہیں ہاری.... بلاخر ایک ہفتے بعد اس نے اپنے کمرے سے نکلنے کا فیصلہ کیا.... آج اس نے یونی جانا تھا اس کا نیا سمسٹر شروع ہو رہا تھا اس نے نیا جوڑا نکالا.... پہنا اور باہر آئی... آج اسے اپنی کتابیں بھی لینی..... تھیں

“..... اماں ناشتہ.... بھوک لگی ہے“

وہ سڑیاں اتر رہی تھی جب اس نے ناشتے کی میز پر اقرار اور فاریہ کو بیٹھے دیکھا اقرار شاید آفس جانے کے لیے تیار بیٹھا تھا اس نے بلیک ٹو پیس پہنا ہوا تھا۔

“.... اماں ناشتہ“

اس نے ان دونوں کو ایسے نظر انداز کیا جیسے وہ بیٹھے ہی نہ ہوں۔

ابا سے پیار لیا اور بیٹھ گئی جمال صاحب بھی شاید اسے معاف کر چکے تھے وہ سب جانتے تھے وہ اپنی سزا پا چکی ہے اب مزید اسے سزا دینا اس ہر ظلم تھا۔

“.... یونی جا رہا ہے میرا بچہ“

“.... ہاں جی“

.... عروہ نے مسکراتے ہوئے کہا

”میں چھوڑ دوں؟“

.... اقرار نے اس سے پوچھا

”کیا حال ہے تمہارا؟“

.... عروہ نے فاریہ سے پوچھا.... اس نے اسے جواب نہ دیا

”آدھا منہ جلاتھا پورا جل جانا چاہیے تھا۔“

..... اس کا جواب نہ دینے پر وہ منہ بناتی اونچی آواز میں کہتی وہاں سے اٹھ گئی

“..... عروہ ناشتہ تو کر لو“

اماں نے آواز دی۔

”اماں ثانیہ کے ساتھ یونی سے کھالوں گی۔“

وہ کہتی باہر نکل گئی۔

..... اقرار اٹھ کر اس کے پیچھے گیا

“..... عروہ

اس نے اسے آواز دی تو وہ ایک پل کے لیے روکی پھر چل دی۔

”عروہ میں بول رہا ہوں۔“

”تم کیا پرائم منسٹر ہو جو تم بلارہے ہو تو مجھے ہلنا بھی نہیں چاہیے؟“

..... عروہ واپس مڑی

”..... شوہر ہوں تمہارا“

”تمہاری کدو جیسی شکل کے لیے وہ بھنڈی جیسی ہی اچھی ہے۔“

.... اقرار اس کی اس بات پر ہنس پڑا

”..... اچھا لگا تمہیں پہلے جیسا دیکھ کر“

”..... اقرار حسن پہلے تو صرف آدھا چہرہ جلایا اب پورا جلادوں گی مجھ سے دور رہو“

وہ اس کے پاس آکر سینے پر ہاتھ باندھے اسے پھر سے دھمکا کر گئی تھی۔

-----

”ان کے کچھ ہی سیشن اور لگے گے انشاء اللہ ان کا چہرہ ٹھیک ہو جائے گا۔“

ڈاکٹر انہیں تسلی دے رہی تھی۔

”انشاللہ۔“

”شازیہ نے کہا...“ ڈاکٹر کوئی خوشخبری ہے؟

اس کے لیے آپ گائینی والی ڈاکٹر کے پاس جائیں۔

ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”شوئیر۔“

شازیہ نے بھی ویسی ہی مسکراہٹ کے ساتھ کہا اور وہ دونوں وہاں سے اٹھ آئیں۔

”آج ہی گائینی والی کو بھی چیک کروالیں؟“

شازیہ نے فاریہ سے پوچھا۔

”نہیں خالہ پھر کیسی دن آجائیں گے ابھی میری طبیعت نہیں ٹھیک۔“

”ٹھیک ہے۔“

شازیہ نے ہامی بھر لی۔

عرونہ اور ثانیہ گھر میں داخل ہو رہی تھیں جب شازیہ اور فاریہ آئیں۔

”کیسی ہو اب فاریہ؟“

ثنانیہ نے پوچھا۔

”ٹھیک ہے دشمنوں کی چال کامیاب نہیں ہوئی۔“

شازیہ نے جواب دیا اور اشارہ عروہ کی طرف تھا۔

”ایسی باتیں کر کے دشمنوں کو تنگ مت کریں یہ نہ اگلی دفعہ آپ ہی.... آگے آپ سمجھ دار ہیں۔“

عروہ ہنستی ہوئی ثانیہ کے ساتھ اوپر آگئی۔

”یہ تو اقرار کا کمرہ نابند کیوں پڑا ہے؟“

..... ثانیہ نے پوچھا جس پر عروہ نے شانے اچکائے

..... اب وہ دونوں کمرے میں آگئیں

”یار فائسل سمسٹر ختم ہونے میں کچھ ہی دن رہتے ہیں اب تیاری کر لیں یہ ناہوائف لگ جائے۔“

وہ دونوں نوٹس بنانے لگی تھیں۔

عروہ کے فائسل سمسٹر بھی ہو گئے تھے اب وہ فارغ تھی رزلٹ آنے کا انتظار کر رہی تھی۔ کچھ ہی دنوں میں رزلٹ بھی آگیا اور وہ اور ثانیہ اچھے نمبروں سے پاس ہوئیں تھیں اس سب عرصے میں اس کا سامنا اقرار سے نہیں ہوا تھا۔ فاریہ کو وہ آتی جاتی دھمکاتی رہتی تھی۔

آج وہ ابا کے پاس آئی تھی۔

”ابا میں ایم فل کے لیے ابروڈ جانا چاہتی ہوں۔“

عرونہ نے ابا کے کمرے میں آکر ان کو اطلاع دی۔

“.... ٹھیک ہے یہ تو بہت اچھی بات ہے“

ابا اس کے اس فیصلے سے خوش ہوئے تھے۔

-----

اس کی تیاری زور شور پر تھی... جانے میں کچھ ہی دن باقی رہ گئے تھے۔ عرونہ اپنے کمرے میں موبائل پر لگی ہوئی تھی جب اقرار تیزی سے اس کے کمرے میں داخل ہوا۔

”تم... تم یہاں کیا کر رہے ہو؟“

اس نے چلاتے ہوئے کہا۔ موبائل اس نے اب ایک طرف رکھ دیا تھا۔

”کہاں جا رہی ہو؟“

اقرار نے پوچھا۔

”تم ہوتے کون ہو مجھ سے پوچھنے والے؟ میں جہاں مرضی جاؤں..... تمہیں بتانے کی پابند نہیں ہوں۔“

”..... ہو پابند اس دن سے جس دن سے تم نے مجھے قبول کیا“

اقرار نے اب اس کے پاس آتے ہوئے سختی سے کہا عرونہ بیڈ سے کھڑی ہو گئی۔

”تم وہ حق اس دن کھو چکے ہو جس دن تم نے اس فاریہ کو اپنے نکاح میں لیا..... اور تمہارے تودل کی خواہش پوری ہو

.... گئی تمہاری محبوبہ تمہیں مل گئی.... مر ہی تو رہے تھے اس کے لیے۔۔“

عروہ نے بھی اسی لہجے میں کہا۔

“.... عروہ عروہ..... اقرار“

اماں چلا چلا کر کہہ رہی تھیں.... عروہ اور اقرار دونوں ان کے کمرے کی طرف بھاگے.... جب کمرے میں پہنچے تو..... دونوں دیوانہ وار ابا کے پاس گئے... جو اپنے بازو کو پکڑ رہے تھے

“.... ابا“

عروہ نے جلدی سے ہاتھ ملنا شروع کر دیا.... اقرار نے فوراً سے ڈاکٹر کو فون کیا.... لیکن ان کا سانس بگڑتا جا رہا تھا.... ڈاکٹر تقریباً دس منٹ میں پہنچ گئے تھے۔

اب عروہ ناخن منہ میں ڈالے کھڑی ڈاکٹر کو دیکھ رہی تھی جبکہ اماں روئی جا رہی تھیں اور فاریہ اور شازیہ بھی پریشان سی کھڑی تھیں۔

”ڈاکٹر صاحب کچھ بتائیں بھی؟“

.... ڈاکٹر ابھی معائنہ کر رہا تھا

”سوری ہی از ڈیڈ..... ان کو ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔“

.... ڈاکٹر تو کہہ کر نکل گئے لیکن ان کے گھر میں قیامت برپا ہو گئی

اباکی تدفین کل رات ہی ہو گئی تھی عروہ سب کے سامنے نہیں روئی تھی لیکن وہی اپنی عادت تہجد میں وہ دل کھول کر روئی تھی اماں کا رور و کرہ حال تھا شازیہ بھی بہت غم زدہ تھی۔ سب ماموں لوگ بھی آئے تھے سب نے ہی عروہ کے سر پر ہاتھ رکھا تھا رضاماموں نے بھی سارے شکوے مٹا کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا جو اس نے سب کے سامنے ہٹا دیا.... تھا

ابھی بھی وہ اپنے کمرے میں موجود تھی جب اقرار اس کے پاس آیا۔

”تم نے کھانا کھایا؟“

”..... دفع ہو جاؤ تم.... میں نہیں چاہتی اتنے مہمانوں میں تماشہ بنے تم بس دفع ہو جاؤ“

عروہ نے آہستہ آواز میں کہا۔

”تم کھانا کھالو میں نکل جاؤں گا۔“

اقرار نے تحمل سے کہا۔

”تمہیں میری فکر کب سے ہونے لگی؟ میں ابھی اپنے ہوش میں ہوں کھانا کھالوں گی۔“

عروہ نے قہر برساتی آنکھوں سے کہا۔

-----

جمال صاحب کی وفات کو مہینے سے زیادہ عرصہ ہو چکا تھا عروہ کی فلائیٹ بھی مس ہو گئی تھی اور اب وہ اماں کو اکیلا چھوڑ کر جا بھی نہیں سکتی تھی اور اسے اپنا بزنس بھی سنبھالنا تھا۔



عرونہ اپنے کمرے میں گئی.... جو کافی دنوں سے بند پڑا تھا جو اقرار کا کمرہ تھا اس نے وہ کمرہ کھلوایا تھا۔ اقرار کا سارا سامان فاریہ کے کمرے سے اٹھا کر اپنے کمرے میں شفٹ کر لیا تھا۔

”یہ کیا کر رہی ہو؟“

فاریہ آکر چلائی.... اس کے چہرے کا نشان نہ ہونے کے برابر رہ چکا تھا جبکہ ہاتھ ویسے کے ویسے تھے۔

اپنے شوہر کا سامان ہمارے کمرے میں لے جا رہی ہوں کیا ہے نہ کچھ دن کے لیے تمہیں ادھار دیا تھا تم تو قبضہ ہی کر کے بیٹھ گئی۔

عرونہ نے اس کے گال کو کھینچتے ہوئے کہا۔

“.... وہ میرا شوہر ہے“

فاریہ نے چلاتے ہوئے کہا۔

”پپر لاؤ؟ کہاں ہے تمہارا شوہر کوئی ثبوت؟“

عرونہ نے اس کے آگے ہاتھ کرتے ہوئے کہا تو وہ چپ ہو گئی اور کمرے سے باہر نکل گئی۔ کچھ ہی دیر میں شازیہ آئی۔

“.... تم اقرار کی مرضی کے بغیر کچھ نہیں کر سکتی“

شازیہ نے کمرے میں آتے ہوئے کہا۔

مجھے اس کی مرضی کی ضرورت نہیں وہ میرا شوہر ہے.... ابا کی مجبوری تھی جو میں آپ کی اس جلی ہوئی بھنڈی کی شکل والی بھانجی کو برداشت کر رہی تھی... ان کو اللہ نے لے لیا اب مجھے کوئی مجبوری نہیں... اور ہٹیں راستے سے سامان لے جانے دیں۔

عروہ نے ان دونوں کو راستے سے ہٹنے کا کہا۔

”میرے کپڑے کدھر ہیں؟“

اقرار جب شام کو واپس آیا تو فاریہ سے الماری خالی ہونے پر پوچھا۔

”.... تمہاری بیوی لے گئی ہے“

میری بیوی؟ اس نے دہرایا

”ہاں جو کاغذات میں تمہاری اصل بیوی ہے۔“

اس نے طنز کیا۔ نجانے کیوں اقرار کے چہرے پر چمک آئی تھی۔

”اچھا انٹر سٹنگ مطلب بیوی فل فارم میں واپس آگئی ہیں۔“

اقرار نے مسکراتے ہوئے کہا جو فاریہ کے کانوں تک آواز نہ گئی۔

اقرار اٹھا اور سیدھا کمرے میں گیا۔

عروہ سو رہی تھی۔ اس نے کپڑے نکالے اور جا کر بدلے۔

”میاں جی آگئے؟“

عروہ نے بیڈ پر سے اترتے ہوئے کہا۔ اقرار کچھ نہ بولا۔

”بیگم نے آنا دیا؟“

”میرے پاس تمہاری فضول باتوں کا جواب نہیں ہے۔“

.... اقرار نے سنجیدہ ہو کر کہا

”اور اقرار حسن ہمیشہ وہی کرتا جو اس کا دل کرتا ہے۔“

”ہاں جیسے فاریہ رضا سے نکاح کر لیا۔“

عروہ نے طنز کیا۔

”میں کل سے تمہارے ساتھ آفس جاؤں گی۔“

”کوئی ضرورت نہیں ہے ابھی تائی امی کو تمہاری ضرورت ہے گھر رہو جب ہوگی آفس میں تمہاری ضرورت بلا لوں گا۔“

اس نے سختی سے کہا اور بیڈ پر لیٹ گیا..... عروہ بھی دوسری طرف آکر لیٹ گئی۔

..... اقرار جب صبح اٹھا تو کمرے کی حالت دیکھ کر حیران رہ گیا

”یہ کیا کر رہی ہو؟“

..... اس نے اٹھتے ساتھ کہا

”زہر ڈھونڈ رہی ہوں تمہاری بیوی کو دینی ہے۔“

اقرار نے سر جھٹکا.... وہ کس سے سیدھے جواب کی توقع کر رہا تھا۔

”.... ہاں پھر خود ہی کھا لینا.... میری بیوی تو تم ہی ہو کچھ میری زندگی میں بھی سکون آئے“

اب وہ سارے کپڑے جو بکھرے پڑے تھے ان کو ادھر ادھر کر رہی تھی۔ اقرار کو کوفت ہونے لگی۔

”آج ہی اپنی بیوی کو چھٹی کرواؤ نہیں تو کل کو میرے ہاتھوں قتل و تل ہو گیا تو پھر نہ کہنا۔“

عروہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

”کیا چیز ہو یا تم؟“

”میں کوئی چیز نہیں ہوں.... میں عروہ اقرار حسن ہوں“

وہ اٹھ کر اس کے پاس آئی اور بہت ادا سے بولی۔

”اب یہ گند کس خوشی میں مارا؟“

اقرار نے پورا کمرہ دیکھتے ہوئے کہا۔

”.... اقرار حسن کے باپ بننے کی خوشی میں“

عروہ ہنستے ہوئے کپڑے اٹھا کر واش روم میں چلی گئی.... جبکہ اقرار ابھی سب کچھ دیکھ رہا تھا۔

”..... عابدہ“

..... اقرار نے آواز دی

کچھ ہی دیر میں عابدہ آئی

”جی سر؟“

اس نے آکر پوچھا دروازہ کھلا تھا۔

”میڈم کا گند.... میرا مطلب ہے کپڑے سمیٹ دو۔“

”جی سر... ویسے آپ اور عروہ میڈم ایک ساتھ بہت پیارے لگتے ہو جی... وہ میڈم فاریہ تو بالکل نہیں اچھی لگتی آپ کے ساتھ۔“

اقرار اپنی گھڑی پہن رہا تھا جب عابدہ کاریڈیو شروع ہوا.... عروہ کے شاور چلنے کی آواز آرہی تھی۔

”.... چپ کر کے اپنا کام کرو تم سے رائے نہیں مانگی“

اقرار نے اسے سختی سے ڈانٹا۔

”بہن میں جانتا ہوں تمہارا دکھ بہت بڑا ہے.... لیکن میں تم سے اجازت مانگنے آیا ہوں کہ کیا میں عافیہ کی شادی کر سکتا ہوں؟ اس کی شادی کی تاریخ تو پہلے کی ہی طے تھی“

رضا ماموں بات کر رہے تھے ساتھ شفقت ماموں بیٹھے تھے۔

”دنیا کے کام تو چلتے ہی رہنے ہیں۔... نہیں بھائی مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے“

”عروہ بیٹا تم؟“

.... شفقت ماموں نے عروہ سے اجازت مانگی

”... لو بھلا ماموں مجھے کیا اعتراض ہو گا؟ خاور کی شادی میں تو بہت خوشی سے شامل ہونگی“

.... عروہ اماں کے کمرے میں سائیڈ ٹیبل پر بیٹھی تھی

”تمہاری اماں تو نہیں آسکتیں عدت میں ہیں تم ضرور آنا۔“

.... شفقت ماموں نے کہا

جی جی ماموں ضرور آؤں گی ویسے بھی میں نہ گئی تو اقرار تو کہیں بھی نہیں جاتا میرے بغیر آپ کا تو پھر ناک کٹ جائے  
”گانا؟ ماموں آپ کا ایک داماد آئے گا ہی نہیں.... خیر آپ فکر نہ کریں میں اسے لے آؤں گی۔“

عروہ نے جان بوجھ کر اقرار کا ذکر کیا.... پر چہرے پر مسکراہٹ رکھی۔

“.... ضرور“

دونوں ماموں اب اٹھ گئے تھے۔

”عروہ تمہیں تمیز سے بات کرنی چاہیے تھی۔“

اماں اب اسے گھور رہی تھیں۔

”اماں ابھی میں نے تمیز کے دائرے میں رہتے ہوئے بات کی ہے۔“

وہ سائیڈ ٹیبل سے اتری اور اپنے کمرے میں آگئی اس نے سفید رنگ کی قمیض اور کیپری پہنی ہوئی تھی۔ جب وہ کمرے میں آئی تو اقرار آئینے کے سامنے کھڑا تھا۔ شام کا وقت تھا سردی کافی بڑھ چکی تھی.... عروہ نے اپنی شال نکال کر.... اوڑھی

”تمہارا سر آیا ہوا۔“

”وہ تمہارا ماموں بھی ہے۔“

اقرار نے اسے یاد کروایا۔

”اس دن ہی مر گیا تھا جس دن اس نے میرے ابا کو پنچایت میں بلایا تھا۔“

”اور تمہاری وجہ سے بلایا تھا۔“

..... اقرار نے جیسے اسے یاد دہانی کروائی

”.... مسئلہ گھر میں بھی حل ہو سکتا تھا.... مر نہیں گئی تھی اس کی بیٹی“

عروہ تمیز سے بات کروا اقرار کو اب اس پر غصہ آ رہا تھا۔

”تم نے اپنی غلطی نہیں مانتی؟ تم نے اس کے ساتھ ٹھیک کیا؟“

”وہ میرے شوہر کو مجھ سے چھیننا چاہتی تھی وہ ٹھیک تھا؟“

عروہ نے بھی اب اتنا ہی اونچی آواز میں سوال کیا۔ اقرار خاموش ہو گیا۔

”بولو اقرار حسن؟ اور پھر اس کی مکار بیٹی نے تمہیں حاصل کر ہی لیا آج وہ تمہاری بیوی ہے۔“

عروہ طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ اسے زچ کر رہی تھی۔

"نہیں ہے وہ میری بیوی..... نہیں ہے۔ نہیں قبول کیا میں نے اسے..... تھک گیا ہوں اسے بیوی سن سن کر تمہاری غلطیوں کا ازالہ میں بھگت رہا ہوں "

..... اقرار نے غصے میں لال ہوتے ہوئے کہا

"..... اور نہ ہی میں اس سے محبت کرتا ہوں اپنے ذہن میں یہ بات بیٹھالو "

اور کہہ کر باہر نکل گیا تھا۔

لیکن وہ جو بے یقین سی کھڑی تھی... اسے اب تک یقین نہیں آرہا تھا اپنی سماعت پر.... وہ غصے میں انکشاف کر کے جاچکا تھا۔ جبکہ وہ ابھی بھی وہیں جم گئی تھی۔

ہائے.... مطلب میں.... مطلب میری تہجد کی نماز رد نہیں ہوئی تھی؟ مطلب وہ... وہ.... ہائے اللہ اللہ میں واری " ".... جاواں

اس کا بس نہیں چل رہا تھا ناچ ناچ کر سارا گھر سر پر اٹھالے۔

"لیکن کسی کو پتہ کیوں نہیں؟ سب یہ کیوں سمجھتے کہ وہ اقرار کی بیوی ہے؟ "

.... عروہ اب یہ سوچنے لگی

"چھوڑ یار چھوٹے سے ذہن پر دباؤ نہ ڈالو.... ہائے آج تو لڈی ڈالنے کا دل کر رہا ہے۔ "

.... عروہ کمرے سے باہر آئی تو عابدہ کھڑی تھی



“.....عابدہ ادھر آؤ“

اس نے عابدہ کو مسکراتے ہوئے بلایا۔

”ہائے چھوٹی میڈم آپ کے منہ پر اتنے دن بعد مسکراہٹ دیکھی دل خوش ہو گیا۔“

ہاں ہاں... اب روز ایسے ہی دیکھو گی..... اچھا بات سنو آج میرے ماموں لوگ آئے ہیں ان کے لیے اچھی اچھی ڈشز تیار کرو

اس کا بس نہیں چل رہا تھا سارے گھر کی سجاوٹ کر دے۔

ممائی فاریہ کے کمرے سے نکلی تو اس نے مسکراتے ہوئے انہیں سلام کیا اس کی ان سے جس بات پر عداوت تھی وہ تو.... تھی ہی نہیں

انہوں نے بھی پیار دیا تھا۔

”اقرار کمرے میں ہے۔“

اس نے پوچھا۔

ہاں....“ انہوں نے بس اتنا ہی کہا۔

“... اچھا... اور عروہ اندر چلی گئی“

وہاں فاریہ بھی تھی چچی بھی تھیں دونوں ماموں بھی بیٹھے تھے۔

وہ اقرار کے پاس آکر بیٹھ گئی جو صوفے پر بیٹھا تھا۔

”ماموں پھر کپڑوں کا کیا تھیم ہے؟ اب تیاری بھی تو کرنی؟“

اس نے ہنستے ہوئے کہا اس کے دانت تھے کہ اندر جانے کو ہی نہیں تھے۔

”بیٹا گاؤں میں کیا تھیم وغیرہ ہونا؟ وہاں سب اپنی مرضی کے کپڑے پہن کر آتے ہیں۔“

چچی کو اس کا یہاں یوں آکر بیٹھنا اچھا نہیں لگا تھا اور رضا ماموں کو بھی.... لیکن شفقت ماموں خوش ہوئے تھے۔ اور وہی اس کی باتوں کے جواب دے رہے تھے۔

”اچھا اب ہم چلتے ہیں بیٹا۔“

رضاماموں نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ماموں رات اتنی ہو گئی باہر دھند بھی بہت ہے میں کھانا بھی تیار کروا رہی ہوں آپ صبح چلے جانا۔“

عروہ نے بہت ہی لاڈ سے کہا... تو شفقت ماموں فوراً مان گئے.... ان کی اکلوتی بھانجی کہہ رہی تھی رضاماموں کے اختلاف اپنی جگہ وہ عروہ کی بات نہیں ٹال سکتے تھے۔

”.... فاریہ تو جل بھن رہی تھی“

وہ سب نیچے آگئے تو کھانے پر شمالہ کو بھی بلا لیا گیا.... وہاں سب اس کے محرم تھے نور دین کو ابھی اجازت ہی نہیں تھی اندر آنے کی جب تک شمالہ کی عدت چل رہی تھی۔

”کھانا تو بہت مزے کا بنا ہے۔“

شفقت ماموں نے تعریف کی تو رضاماموں نے بھی داد دی یہ کھانا بے شک نوکروں نے بنایا تھا پر خلوص عرو نہ کا تھا۔  
اپنے بھائیوں کو اس طرح دیکھ کر شائلہ بے حد خوش تھیں۔

”کیا کر رہی تھی؟“

اقرار جب کمرے میں آیا تو اس نے عرو نہ سے پوچھا۔

”میں پیکنگ کر رہی تھی.... ہم نے جانا نہیں ہے؟ میں تو کہتی ہوں آج ہی نکل جائیں... مزہ آئے گا؟“  
عرو نہ بالکل پہلے جیسی بچی بن گئی تھی۔

”اتنی خوشی؟ لیکن میں تمہیں نہیں لے جا رہا۔“

اقرار نے اسے بتایا.... اور آگے آکر اپنی گھڑی اتار کر میز پر رکھی۔

”کیا کیا کہا؟“

عرو نہ اس کی طرف کمر پر ہاتھ باندھتے ہوئے آئی وہ اب بیڈ پر بیٹھ چکا تھا۔

”اقرار حسن پھر تم مجھے اس گھر سے باہر نکل کر دیکھانا؟“

عرو نہ نے اس کی طرف انگلی کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”نہیں تو کیا کرو گی؟“

اقرار نے اس کی انگلی پکڑتے ہوئے کہا۔

”وہی جو فاریہ کے ساتھ کیا تھا ہاں بتاؤ؟“

اقرار نے اب اٹھ کر سختی سے اس کے بازوؤں سے پکڑتے ہوئے کہا۔ عروہ ایک دم ڈر گئی لیکن پھر آنکھوں میں  
 .... اس سے بھی برا“

..... عروہ اس کے ہاتھ جھٹکے.... وہ جانے لگی تھی تو اس نے زور سے اس کا بازو پکڑ کر پھر سے اپنے سامنے کیا  
 .... کیا مسئلہ ہے تمہارا؟ تم اس قدر گھمنڈی کیوں ہو؟ تم جانتی ہو تم ذہنی مریضہ بن چکی ہو“

..... اقرار نے غصے سے اسے کہتے ہوئے چھوڑا

”کبھی دل کی آگ میں جلے نہیں ہو اقرار حسن.... جب وہ دن آئے گا تو میں تم سے پوچھوں گی دل آتش کیا ہوتا“  
 .... عروہ آنکھوں میں درد لیے وہاں سے چلی گئی

اقرار صرف اس لیے پریشان تھا کہ اب دوبارہ وہاں کوئی مسئلہ نہ ہو.... آخر پھر سے وہاں سب اقرار کو فاریہ کا شوہر کہیں  
 .... گے اور عروہ پھر سے کچھ کر دے گی

”میاں جی آج ہم نکل رہے ہیں نا؟“

عروہ نے اس کے کپ میں چائے ڈالتے ہوئے وہ ناشتہ کر رہا تھا لیکن وہ عروہ کی ہٹ دھرمی پر حیران ہوا تھا.... اس کو  
 لگا تھا رات کو اس نے عروہ کے ساتھ جو کیا وہ اب جانے کا نام بھی نہیں لے گی لیکن وہ بھول گیا تھا اس نے کسی اور لڑکی  
 سے نہیں عروہ فاطمہ سے کہا۔

”.... تم میری بہن کی شادی پر نہیں جاسکتی“

”مائے لٹل بے بی میں آپ کی بہن کی شادی پر جا بھی نہیں رہی میں خاور کی شادی پر جا رہی ہو۔“

عروہ نے اسے ایسے کہا جیسے کسی بچے کو سمجھاتے ہیں جس پر فاریہ زچ ہوئی اقرار کے ساتھ ہی فاریہ بیٹھی تھی۔ اور ناشتہ کر رہی تھی... لیکن عروہ کو اقرار کے ساتھ ایسے بات کرنا دیکھ کر غصے سے لال ہو رہی تھی۔

”آپ نے بتایا نہیں میاں جی؟“

.... عروہ نے پھر سے پوچھا

”.... شادی دس دن بعد ہے عروہ مجھے ابھی یہاں بہت کام ہیں“

اس نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

”ہاں تو پھر کیا ہوا آنے کے بعد بھی تو یہ کام ہو سکتے ہیں نا؟“

.... عروہ نے کہا تو اقرار نے اسے بیزاری سے دیکھا

”.... کتنا سرکھاتی ہو تم“

”اور کس کا کھاؤں؟ اللہ نے ایک شوہر دیا اسی کا سر ہی کھانا ہے نا؟“

شازیہ سڑیوں سے آتی ہوئی دیکھائی دی تو عروہ اپنے ابا کی کرسی پر بیٹھ گئی... وہاں کوئی بھی نہیں بیٹھتا تھا البتہ عروہ کو کوئی روکتا نہیں تھا۔

”چچی آپ کے لیے ناشتہ منگواؤں؟“

عروہ نے پوچھا تو چچی نے ناگواری سے کہا۔

”نہیں میرے اپنے ہاتھ ہیں... اور زبان بھی ہے میں منگوا لوں گی۔“

.... اور عابدہ کو بلانے لگیں

”پھر سب کہتے عروہ بری.... اپنا رویہ تو جیسے مکھن جیسا ہوتا ہے نا؟“

عروہ بڑبڑانے لگی.... جو اقرار کرنے سنا.... کیونکہ وہ اس ساتھ بالکل کونے والی کرسی پر بیٹھا تھا۔

“.... تم نہیں سدھر سکتی

.... اقرار کرنے آہستہ سے عروہ کے پاس سے اٹھتے ہوئے کہا

”ارے میاں جی... آپکی واج یہی چھوڑ کر جا رہے تھے۔“

عروہ نے اسے اس کی گھڑی دیتے ہوئے کہا جو میز پر چھوڑ کر جا رہا تھا۔

“.... تھینکس

اقرار کرنے اس کا شکریہ ادا کیا اور واپس مڑ کر جانے لگا۔

”اللہ خیر کرے یہ اتنی اچھی کیوں بن رہی ہے؟“

وہ خود سے سوال کرتا باہر نکل گیا۔

“.... میرا اچھا بننا آپکو سمجھ آ جائے گا میاں جی“

عروہ نے بھی واپس ناشتے کی میز کی جانب مڑتے ہوئے کہا۔

”تم کب آئی؟“

عروہ ثانیہ سے پوچھ رہی تھی۔ وہ دونوں عروہ کے کمرے میں بیٹھی تھیں.... عروہ نے اس کے لیے چائے اور کچھ اور.... لوازمات منگوائی تھیں

کچھ ہی دیر ہوئی یار.... پہلے آنٹی سے ملی وہ باہر لانچ میں ہی بیٹھی تھیں... تمہاری کزن فاریہ بھی ادھر ہی تھی.... اس کا چہرہ تو اب بالکل ٹھیک لگ رہا تھا۔۔۔

ثانیہ اسے اپنے آنے کے مطلق بتا رہی تھی۔

”.... ہاں پیسہ تھوڑا لوٹایا جا رہا ہے اس پر“

.... عروہ نے ناگواری سے کہا

”بس کر دو یار.... پہلے ہی تمہارے حسد نے اس کا کیا سے کیا حال کر دیا ہے اب تو اپنی غلطی مان لو۔“

کون سی غلطی؟ کیا اس کی غلطی نہیں تھی؟ وہ ایک شادی شدہ مرد کے پیچھے مر رہی تھی؟ اس کو کوئی روکنے والا نہیں تھا۔

عروہ نے اب غصے سے کہا۔

”.... اس کی بچپن کی محبت ہے اقرار تم“

.... وہ چپ ہوئی لیکن پھر بولی

”تم نہیں سمجھ سکتی.... کیونکہ تم نے محبت کی نہیں ہے۔“

عروہ اس کی بات پر ہنس دی۔

”ہاں نہیں کی میں نے محبت.... مجھے محبت پسند ہی نہیں پر میں شدت پسند ہوں۔“

عروہ نے تو واقعی ہی اس سے محبت نہیں کی تھی اس نے تو عشق کیا تھا.... لیکن اس نے کبھی کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیا تھا.... اور شاید آئندہ کبھی کسی کو پتہ بھی نہ لگے۔ وہ اپنے جذبات کو دوسروں پر آشنا نہیں ہونے دیتی تھی وہ دنیا کو وہی دیکھاتی تھی جیسے اسے دنیا سمجھتی تھی۔

”ہاں.... خیر چھوڑو کہیں گھومنے چلیں؟“

ثانیہ نے پوچھا۔

”.... چلو... ایم الویز ریڈی“

عروہ فوراً سے بیڈ سے اٹھتے ہوئے بولی۔ اور ساتھ ہی اپنا دوپٹہ کندھے پر ڈال لیا۔

”تم ابھی بھی بچی ہو۔“

ثانیہ نے اٹھتے ہوئے۔

”ہاں تو ہوں بچی.... کوئی شک؟ تم اس کدو کریلے جیسی باتیں نہ کرو؟“

”ہاں؟“

اس نے نا سمجھی سے دیکھا۔



”کیا ہوا منہ کیوں کھلا ہے تمہارا؟ او.... اچھا کدو کر یلا؟ وہ تو میں اقرار کو کہتی ہوں۔“

اس نے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے۔

”کہاں سے لگتا وہ تمہیں کدو کر یلا؟“

ثانیہ اب اس سے تجسس سے پوچھ رہی تھی۔

”..... کدو جیسی عقل اس کی کر یلے جیسی شکل“

.... عروہ نے اب اس کی عقل کو کوسا.... تو دونوں ایک دم ہنس پڑیں

”اس کی ہمت ہے جو تمہیں برداشت کر رہا ہے۔“

ثانیہ نے اب اپنا موبائل اور پرس اٹھاتے ہوئے کہا۔

میری ہمت ہے میں اسے برداشت کر رہی ہوں.... پتہ کتنا بولتا.... سارا دن بول بول کے سر کھا جاتا ہے اور رات کو “  
جب میں کہوں کہ اقرار اب بس کر دیں میرے سر میں درد ہو رہا ہے.... تو وہ اور اونچا اونچا بولتا اور کہتا عروہ تم تو بہت  
”چپ رہتی ہو۔“

عروہ جو اپنا پرس الماری سے نکال رہی تھی مسلسل جھوٹوں کے پل باندھے جا رہی تھی۔

”.... کتنا نان سٹاپ جھوٹ بولتی ہو عروہ فاطمہ“

آواز سن کر اس کے ہاتھ روکے.... اور مڑ کر دیکھا تو سامنے کھڑے اقرار کو دیکھ کر اس کی زبان بند ہو گئی۔

”... ثانیہ تم بہت بد تمیز ہو مجھ سے میرے شوہر کی برائیاں کرواتا ہو“

“.... اسی نے مجھ سے کہا تھا ایسے کہو

.... عروہ نے ثانیہ کی طرف ہاتھ کرتے ہوئے کہا۔ اقرار نے سر جھٹکا اور واشروم کی جانب بڑھ گیا

”تم... ثانیہ تم.... مجھ سے ایسی باتیں کروا کر اقرار کو میرے خلاف کرنا چاہتی تھی نا؟“

.... عروہ نے اونچی آواز میں کہا تا کہ وہ سن لے

“.... ہاں بولو

اس نے ثانیہ کا بازو زور سے پکڑتے ہوئے کہا لیکن آواز دھیمی رکھی۔

”ہاں.... ہاں.... سوری عروہ میں نے ایویں تمہیں کہہ دیا تھا۔“

”ہاں تم نے مجھے کھانے کا لالچ دے کر سب بلوایا ہے۔“

اقرار منہ دھو کر باہر نکلا تو اس کے کچھ آگے والے بال اس کے ماتھے پر آگئے... اس نے تولیے سے اپنا چہرہ صاف کیا۔

”جی مسز اب ثانیہ کو بھی نہ چھوڑیں.... اقرار حسن تو اپنی زوجہ محترمہ سے بالکل بھی واقف نہیں ہیں۔“

وہ اب چہرہ صاف کر کے اس کے پاس آیا۔

”اچھا ہم گھومنے جا رہی ہیں۔“

عروہ نے اب کے اپنا پرس اٹھا لیا تھا۔

”اور یہ جو گند مار دیا؟ اس کا کیا؟“

... اقرار جھنجھلایا... اس نے الماری کے سارے کپڑے ادھر ادھر کر دیے تھے عروہ نے الماری کو دیکھا

”میری ہوئی نا؟ تمہاری تو نہیں ہوئی میں آکر اپنی ٹھیک کروالوں گی۔“

عرونہ نے ایک نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

”.... کرواہی نہ لو تم ٹھیک“

اقرار نے غصے سے کہا.... اور خود آگے جا کر اس کی الماری ٹھیک کرنے لگا۔

”چلو چلیں میاں جی ٹھیک کر لیں گے۔“

اس نے ثانیہ کو چلنے کا کہا اور اقرار کو اس نے دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

”.... یار تم بیچارے کو پاگل کر کے رکھتی ہو“

ثانیہ اسے ڈانٹ رہی تھی۔

”ہاں کیونکہ وہ پاگل ہے۔“

عرونہ نے ہنستے ہوئے کہا۔ وہ دونوں سڑیاں اتر چکی تھیں.... لیکن عرونہ کی نظر اوپر جاتی فاریہ پر پڑی۔

”تم رو کو ایک منٹ میں آئی۔“

.... وہ ثانیہ کو کہتی واپس اس کی طرف لپکی.... عرونہ تیزی سے سڑیاں پھلانگتی اوپر چڑھی

تم....“ اس نے اس کا ہاتھ پکڑا.... وہ جوان کے کمرے میں داخل ہونے ہی لگی تھی۔“

”تم میرے شوہر سے دور رہو.... ورنہ اس دفعہ ایسا چہرہ جلاؤں گی کہ دنیا کو دیکھانے کے قابل بھی نہیں رہے گا۔“

ہاتھ چھوڑو میرا....“ فاریہ غصے سے چلائی.. تو اقرار باہر آیا۔“

”اس کو کہو تم سے دور رہے نہیں تو اب میں اس کی جان لے لوں گی۔“

عرونہ اسے دھمکاتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

”عرونہ چپ کرو گی؟ بتاؤ فاریہ کیا ہوا؟“

اقرار نے فاریہ سے پوچھا جو رونے لگ گئی تھی۔

”.... میں تمہارے کمرے میں آرہی تھی مجھے بات کرنی تھی.... لیکن یہ“

وہ سسکیاں لے رہی تھی۔

”عرونہ تم کب باز آؤ گی؟“

اقرار نے اب بے چارگی سے کہا۔

”.... میں بس یہ چاہتی ہوں یہ تم سے دور رہے“

”.... کیوں دور رہوں؟ میں بھی اس کی بیوی ہوں.... کیوں رہوں دور اس سے“

.... فاریہ روتے ہوئے چلائی

”کیا؟“

.... عرونہ نے اقرار کو دیکھا

”.... اس کی بیوی صرف میں ہوں.... سنا تم نے“

.... عرونہ نے اقرار کے سامنے ہی اس کا ہاتھ مڑوڑتے ہوئے کہا جو اقرار نے فوراً پکڑ لیا

”تم سے تو میں آکر پوچھتی ہوں۔“

اس نے اقرار کو شعلہ برساتی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اور نیچے کھڑی ثانیہ کی طرف چل دی جو خوف زدہ ہو کر سب دیکھ رہی تھی۔

”.... تم چلو اپنے کمرے میں.... میں آتا ہوں“

اقرار نے فاریہ سے اس کے کمرے میں جانے کو کہا۔

”.... چلو چلیں“

عروہ نے ثانیہ کو کہا.... جو ہکا بکا سب دیکھ رہی تھی۔

”..... تم تو بہت خطرناک ہو یار“

ثانیہ نے اسے حیریت سے دیکھتے ہوئے۔

”.... تمہیں بھی سکھا دوں گی اپنے شوہر کی حفاظت کیسے کرنی۔“

عروہ نے اسے ہنستے ہوئے کہا۔

”..... مجھے نہیں سیکھنا بھائی“

ثانیہ نے ابھی بھی بے یقینی سے کہا عروہ سچ میں جنگلی ہو جاتی تھی۔

"تم نے تو کہا تھا وہ تمہاری بیوی نہیں ہے؟ کیا مطلب تھا اس بات کا؟ میں بھی کتنی پاگل تھی اس فضول سی بات پر یقین کر بیٹھی..... تم... تمہاری تو وہ جان ہے... اس سے تم نے نکاح کیوں نہیں کرنا تھا۔"

عروہ چیخ چیخ کر گلا پھاڑ رہی تھی.... اقرار اب سر پکڑ کر صوفے پر بیٹھا تھا۔

..... وہ جب سے باہر سے آئی تھی بس اسی بات پر بولے جا رہی تھی

"تم نے جھوٹ بولا تھا.... اقرار کیوں جھوٹ بولا؟ میں ویسے بھی خوش تھی.... تمہارے جھوٹ نے مجھے تکلیف دی ہے اقرار ایک دم اٹھا اور اسے زور سے پکڑ کر پردوں کے ساتھ لگا دیا جہاں ٹیرس کا دروازہ تھا سردی ہونے کی وجہ سے وہ بند تھا۔

"اگر وہ بیوی ہوتی تو وہ اس کمرے میں ہوتی عروہ فاطمہ تم نہیں..... میں نے اپنے دل کی بات کی تھی میں اسے بیوی نہیں مانتا..... سب تمہارے گناہوں کا ازالہ میں چکا رہا ہوں"

..... اقرار نے اب اسے غصے سے کہا اور اس کو اور مضبوطی سے پکڑا

".... مجھے درد ہو رہا ہے اقرار"

عروہ نے آہستہ سی آواز میں کہا۔

"کیوں درد صرف تمہیں ہوتا؟ جذبات صرف تمہارے ہیں؟ غصہ صرف تمہیں آتا؟.... تمہیں اپنے علاوہ کوئی نظر نہیں آتا"

..... اقرار نے اسے چھوڑا اور اپنے غصے پہ قابو پانا چاہا

"ہاں وہ میری بیوی ہے..... میں اس سے پیار بھی کرتا ہوں سن لیا تم نے.... لیکن ابھی تک اس کو بیوی کے طور پر قبول نہیں کیا.... جانتی ہو کیوں؟"

عرونہ کو کبھی نہیں روئی تھی کسی کے سامنے نہیں روئی تھی آج وہ اس کے سامنے رو پڑی تھی.... صرف اس بات پہ اس نے اسے اپنی بیوی کہا تھا

".... تمہاری وجہ سے.... میں اس سے شرمندہ ہوں... میں اس کی حفاظت تم سے نہ کر سکا"

اقرار اب اس پر برس رہا تھا۔

".... تمہارا اسے اپنی بیوی کہنا مجھے اندر سے توڑ رہا ہے اقرار مت کہو اسے اپنی بیوی"

"تمہارے کہنے سے کچھ بھی بدل نہیں جائے گا عرونہ.... ایک بات پلے باندھ لو.... اب میں اس کو نہیں چھوڑوں گا۔"

اقرار نے جاتے جاتے اسے یہ کہا تھا۔

... اقرار تو جا چکا تھا لیکن عرونہ کا بس نہیں چل رہا تھا وہ اپنی جان لے لے لے

"..... ہاں وہ میری بیوی ہے"

.... اس کے الفاظ اس کا کانوں میں پڑ رہے تھے

".... تم کیسے اسے اپنی بیوی کہہ سکتے؟ تمہاری بیوی میں ہوں"

عرونہ وہیں زمین پر بیٹھ گئی... رورو کر اس کا برا حال ہو چکا تھا.... اسے لگ رہا تھا اب سب ختم ہو چکا ہے... لیکن وہ زیادہ.... دیر روئی نہیں

”دیکھ کر تو آؤں شیشے میں میری آنکھیں کتنی کو سو جھی ہیں۔“

.... وہ روتے ہوئے اٹھ کر آئینے کے آگے آگئی

”..... ہائے اللہ کافی ہی سوچھ گئی ہیں.... بہت کوئی کوجی لگ رہی ہوں میں“

عروہ نے خود کو شیشے میں دیکھتے ہوئے کہا۔

-----

..... اقرار کچھ دیر بعد کمرے میں آیا تو اس کا سر گھوم گیا

”تم تم کیا کر رہی ہو؟ دماغ ٹھیک ہے تمہارا؟“

اقرار اس کی طرف بڑھا.... ارے نہیں نہیں وہ خود کشی نہیں کر رہی تھی وہ عروہ فاطمہ تھی اقرار حسن سے بدلہ نہ لیتی یہ ممکن کیسے تھا؟ اقرار جلدی سے آگے آیا جو اس کے سارے کپڑے الماری سے نکال کر ڈھیر بنا کر بیٹھی تھی..... ہاتھ میں ماچس لیے وہ شاید اقرار کے آنے کا ہی انتظار کر رہی تھی۔

”بتاؤ اب مجھے لے کر جاؤ گے یا میں تمہارے سارے کپڑوں کو آگ لگا دوں؟“

عروہ نے ماچس کی تیلی نکالتے ہوئے کہا۔

”تم پاگل ہو گئی ہو؟“

..... اقرار چلاتے ہوئے آگے آیا

”..... دور رہو.... میں نے تمہارے کپڑے جلا دینے ہیں سنا تم نے“



..... اقرار اب وہیں رک گیا

”اچھا اچھا اب روکو.... کیا چاہتی ہو تم؟“

اقرار نے دور سے ہی اسے روکتے ہوئے کہا۔

”.... تم مجھے شادی پر لے جا رہے ہو اور ہم آج ابھی اسی وقت نکلیں گے“

اقرار کے جبرے سختی سے تن رہے تھے۔

”.... اچھا ٹھیک ہے..... ہم آج ہی نکلیں گے لیکن یہ ماچس روکو“

اقرار نے اپنے غصے پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

”... پر اس کرو“

عروہ نے اب اس سے وعدہ مانگا... جس پر اقرار پہلے تو خاموش رہا لیکن جب عروہ نے تیلی جلانے لگی تو فوراً بولی۔

”اچھا اچھا وعدہ یار..... رکھو.... اب اسے“

عروہ نے فوراً سے ماچس دور پھینکی اور اس کے کپڑوں کے اوپر سے گزر کر اس کے پاس آئی..... اقرار تو اس کے اس

عمل پر حیران ہو گیا تھا لیکن حیران ہونا نہیں چاہیے تھا وہ کچھ بھی کر سکتی تھی۔

”..... ہائے آئی لو یو میاں جی“

.... عروہ نے اسے خوشی سے گلے لگایا

”.... لیکن فاریہ ہمارے ساتھ چلے گی“

اقرار نے اسے اب اطلاع دی۔ عروہ اس سے دور ہوئی پہلے تو کچھ سوچا پھر بولی۔

“.... ہاں ہاں نوازشو.... ایم ریڈی ہم دونوں کی پیکنگ ہو گئی ہے اور میں نے

عروہ نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا.... اقرار نے اپنے کپڑوں کی طرف دیکھا۔

”کہاں سے ہوئی ہے پیکنگ؟؟؟“

اس نے پوچھا۔

اوہو.... میاں جی آپ پاگل ہیں یہ آپ کے گرمیوں کے کپڑے ہیں اور میں آپ کے لیے نئے کپڑے بھی لے آئی  
“.... تھی

عروہ نے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

”عروہ ابھی رات ہو رہی ہے کل نکلیں؟“

.... اقرار نے اب اس سے التجا کی تھی

”تم اس فاریہ کے لیے کہہ رہے ہونا؟ کیوں کہ اس نے کوئی پیکنگ نہیں کی ہوگی؟“

عروہ نے اب منہ بناتے ہوئے کہا۔

”نہیں یار.... رات کافی ہو گئی دھند کا کوئی پتہ نہیں ہے.... اور ماما نے بھی تو جانا انہوں نے بھی پیکنگ کرنی ہے۔“

اقرار نے اب اپنی صفائی دی لیکن وہ عروہ ہی کیا جو اس کی بات مان جاتی۔

”ابھی چل رہے ہو یا پھر سے سب کپڑوں کو آگ لگاؤں اور اب میں سب کپڑوں کو لگاؤں گی اقرار حسن۔“

عرونہ واپس جانے لگی تھی کہ اقرار نے اس کا ہاتھ پکڑ کر روکا۔

“.... مسز عرونہ

اقرار نے اس کے بال پیچھے کو کرتے ہوئے کہا۔

“آپ کیا چیز ہیں؟

عرونہ نے آنکھیں بند کر لیں تھیں۔ اقرار نے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا.... عرونہ نے آنکھیں کھولیں تو وہ بے ہوش..... ہوتے ہوتے بچی

”آج اپنے اس شوہر کی بات مان لیں؟ کل چلیں گے.... آج میں فون پہ سارا کام کر لوں... گاؤں سگنل بھی تو نہیں آتے نا۔“

اقرار اسے جو کچھ بھی کہہ رہا تھا وہ تو اسی پل میں رک گئی تھی۔ عرونہ آنکھیں پھاڑے پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی۔  
”مسز اقرار حسن منہ بند کر لیں.... بولتی تو آپ کی بند ہو گئی ہے۔“  
اقرار نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ایویں بند ہو گئی.... میں دیکھو میں بول ہی رہی ہوں.... تم... تم نے مجھے ڈیسٹرکٹ

(distract)

کیا۔“

..... اور عرونہ کی سچ میں بولتی بند ہو گئی تھی

”اچھا نا اب پلیز مان جاؤ اپنے لاچار شوہر کی بات۔“

اس نے اب التجا کی۔ اقرار بھی شاید سمجھ گیا تھا کہ عروہ کبھی کسی کے رعب اور غصے میں آکر کوئی کام نہیں کرتی لیکن پیار سے اس سے جو مرضی کام نکلوا لو۔

”اچھا ٹھیک ہے لیکن ایک شرط ہے۔“

”اب کیا شرط ہے؟“

اقرار نے پیار سے پوچھا۔

”تم ابھی میرے ساتھ چلو گے مجھے شاپنگ کرواؤ گے اور پھر ہم دیر رات تک لاہور کی سڑکوں پر پھریں گے اور ہم گاڑی پہ نہیں جائیں گے آٹوپہ جائیں گے۔۔“

اقرار کو اپنے فیصلے پر دکھ ہوا کاش وہ اس کے ساتھ ابھی گاؤں جانے کا فیصلہ قبول کر لیتا لیکن ایسا بھی نہیں کر سکتا تھا ظاہر .... سی بات تھی فاریہ کو بھی لے کر جانا تھا اور ماما کو بھی اور اس وقت وہ دونوں ہی تیاری نہیں کر سکتی تھیں

”عروہ یار.... پانچ بج رہے ہیں باہر اندھیرا ہے اور تم کس طرح کی خواہش ظاہر کر رہی ہو؟“

اقرار پھر سے بیزار ہوا۔

”تو پھر میں بھول جاؤں کے تم نے مجھ سے التجا کی ہے؟“

عروہ نے دھمکانے والے انداز میں پوچھا۔

”.... اچھا یار ٹھیک ہے.... چلو“

اس نے اب ہتھیار ڈال دیے تھے۔

“.... اچھا چلو چلیں

..... عرو نہ یہ سب

اقرار نے افسوس سے اپنے کپڑوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”یہ عابدہ ٹھیک کر دے گی۔“

عرو نہ نے اس سب سے جان چھڑاتے ہوئے کہا۔

“.... اچھا میں ماما کو بتا آؤں

اقرار نے اب اس سے کہا جو دوپٹہ اٹھا رہی تھی اور اپنا پرس نکال رہی تھی۔

”ہاں ٹھیک ہے میں باہر آرہی ہوں۔“

عرو نہ نے پرس میں کچھ رکھتے ہوئے کہا۔

”میں اندر آسکتا ہوں؟“

اقرار نے شازیہ کے دروازے پر دستک دیتے ہوئے کہا۔ وہ جائے نماز بچھا کر بیٹھی تھیں۔

”تمہیں فرصت مل گئی ماں کے پاس آنے کی؟“

شازیہ اب جائے نماز طے لگانے لگی۔ اقرار ابھی دروازے میں ہی کھڑا تھا۔

“.... آجاؤ اب اندر“

شازیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اقرار اندر آکر صوفے پر بیٹھ گیا۔

”کوئی کام تھا؟“

شازیہ نے اسے خاموش بیٹھے دیکھا تو سوال کیا۔

“.... جی وہ کل صبح گاؤں کے لیے نکلنا میں نے سوچا آپ کو بتا دوں“

”کیوں اتنی جلدی کیا ہے؟“

شازیہ حیران ہوئی تھی اور اب وہ اپنے بستر پر جا چکی تھی۔

“.... ماما وہ“

اقرار جھجک رہا تھا۔

”اقرار یہ مت کہنا کہ عروہ نے کہا ہے۔“

.... اقرار خاموش ہو گیا تو شازیہ سمجھ گئی

“... اس لڑکی کو ساتھ لے جانے کی کیا ضرورت ہے.... تم جانتے نہیں ہو.... لو آگئی“

شازیہ نے عروہ کو دروازے پر دیکھا جو پرس ہاتھ میں ڈالے انہیں مسکرا کر دیکھ رہی تھی۔

چچی جان کریں کریں میری برائی.... مجھے اچھا لگتا جب کوئی میری برائی کرتا کم از کم میں منہ پر معصومیت کا ڈھونگ“

”رکھ کر سب کے سامنے اچھی نہیں بنتی پھرتی۔“

... عروہ نے مسکراتے ہوئے چچی کو سنائی

“.... اچھا ماما ہم چلتے ہیں“

اقرار نے جلدی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”کہاں جارہے ہو اس وقت؟“

شازیہ نے سوال کیا۔

”وہ عروہ کو کچھ چیزیں لینی تھیں بازار جارہے ہیں۔“

اقرار نے جواب دیا۔

“... تو فاریہ کو بھی لیتے جاؤ.... اس نے بھی کچھ چیزیں لینی ہیں“

عروہ جو لاپرواہ سی کھڑی تھی اب اس نے گھور کر اقرار کو دیکھا جو شازیہ کو دیکھ رہا تھا۔

”ہم نے آٹوپہ جانا جو کہ آپ بھانجی نہیں جاسکے گی.... اس لیے آپ کی نازک مزاج بھانجی گھر ہی رہے تو اچھا ہے۔“

جواب عروہ نے دیا تھا۔

”آٹوپہ تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے اقرار اتنی سردی میں؟ آٹوپہ جارہے ہو؟“

“.... ماما وہ عروہ“

اقرار جواب دینے لگا تھا کہ عروہ بول پڑی۔

”چچی جان آپ کی بہو کا دل کر رہا ہے نا اس لیے... اب چلیں میاں جی؟“

عروہ نے اقرار کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ماما میں آپ سے آکربات کرتا ہوں۔“

اقرار یہ کہہ کر چل دیا جبکہ شازیہ نے سر جھٹکا۔

”.... دفع ہو.... یہ لڑکی تو ناک میں دم کی رکھتی ہے“

شازیہ نے غصے سے کہا۔

تم جانتے ہو مجھے اس طرح پھرنے کا بہت شوق تھا.... اباجب تھے تو انہوں نے کبھی اکیلے جانے ہی نہیں دیا تھا کبھی ڈرائیور ہوتا تھا ساتھ تو کبھی وہ خود.... تم تو ہائر سٹڈیز کے لیے امریکہ چلے گئے تھے.... جانتے ہو میں بہت بور ہوتی.... تھی

وہ دونوں اتنی ٹھنڈ میں فوٹرس کے بیچ پر بیٹھے تھے انہوں نے شوارمے منگوائے تھے.... عروہ نے شاپنگ بہت ساری کی تھی.... اب وہ دونوں تھک کر کچھ کھانے کے لیے بیٹھے تھے۔

”اقرار تم نے کبھی سوچا تھا کہ اس طرح ہماری شادی ہو جائے گی؟“

وہ اب اس کی طرف مڑ کر سوال کر رہی تھی اقرار کا منہ سامنے میکڈونلڈ کی طرف تھا اس نے اپنے ہاتھ جیکٹ کی جیبوں میں ڈالے ہوئے تھے۔

”نہیں میں نے کبھی نہیں سوچا تھا۔“



اقرار نے سامنے دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں تم تو فاریہ سے محبت کرتے تھے۔“

عروہ نے دکھ اور طنز کے ملے جھلے تاثرات سے کہا تھا۔ اقرار خاموش رہا۔

”لیکن میں جانتی تھی میری تم سے شادی ہوگی۔“

وہ اب سنجیدگی سے سامنے دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی جبکہ اقرار اس کی بات پر چونکا۔

”کیا مطلب تم کیسے جانتی تھی۔“

اقرار نے تجسس سے پوچھا۔

”تم عروہ فاطمہ کو جانتے ہو.... تم مسز اقرار حسن کو نہیں جانتے ابھی اقرار حسن۔“

عروہ نے مسکراتے ہوئے کہا اتنی دیر میں ایک لڑکے نے انکو دو شوارمے لا کر دیے.... ان کی باتوں کا تسلسل ٹوٹ گیا تھا۔ لیکن پھر بھی اقرار نے اس سے پوچھا۔

”تو پھر کیسی ہے مسز اقرار حسن؟“

اقرار نے ہنستے ہوئے پوچھا تو عروہ نے پہلے تو اسے دیکھا اور پھر اپنے شوارمے کا ریپ پیپر کھولنے لگی۔

”.... امم.... مسز اقرار بہت خوشخوار ہے.... کسی کا بھی قتل کر سکتی ہے“

عروہ نے منہ شوارمے کا ایک لقمہ لیتے ہوئے کہا۔

”اور بتاؤ مسز اقرار کے بارے میں؟ یہ سب تو میں جانتا ہوں۔“

اقرار نے ہنستے ہوئے تجسس سے پوچھا۔

”مسز اقرار اپنے شوہر کے لیے کچھ بھی کر سکتی.... بس پر اپنی جان نہیں دے سکتی۔“

عرونہ نے اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا جو شوارما ہاتھ میں لیے بیٹھا تھا۔

”اور؟“

اقرار نے اب باقاعدہ اس کی طرف چہرہ کر لیا تھا۔

”میرا بس چلے تو میں کبھی کسی کی نظر بھی نہ پڑنے دوں تم پر.... تمہیں اپنی آنکھوں میں چھپالوں.... میرے بس میں“

..... ہوتا تو تمہیں کسی کانہ ہونے دیتی پر

..... عرونہ نے اپنے آنسو اندر اتارے.... اور سامنے دیکھنے لگی

”بس اتنا ہی جان لو اقرار حسن.... تمہیں پتہ ہمیں کسی کی ذات میں تب تک دلچسپی رہتی جب تک ہم اسے جان نہیں“

لیتے جب ہم کسی کو پوری طرح سے جان لیتے تو اس میں ہمیں کوئی دلچسپی نہیں رہتی اور میں نہیں چاہتی اقرار حسن کو مجھ

”میں کوئی دلچسپی نہ ہو۔“

عرونہ نے آنکھ مارتے ہوئے کہا۔

”اس لیے تم نے میری ذات کو جاننے کی کوشش نہیں کی عرونہ فاطمہ؟“

اقرار نے ہنستے ہوئے کہا۔

تمہیں تو میں خود سے بھی زیادہ جانتی ہوں.... تمہاری پسندنا پسند سب کچھ جانتی ہوں۔ لیکن بس میں ویسی کبھی بن  
..... نہیں سکتی

عروہ نے اسے خاموش نظروں سے دیکھا کہا کچھ نہیں بس مسکراتے ہوئے سوچتی رہی۔  
”تم نے نہیں کھانا؟“

عروہ نے اس کے شوارے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔  
”کیوں تمہیں یہ بھی کھانا؟“

..... اقرار نے ہنستے ہوئے پوچھا

نہیں نہیں.... وہ میں اس لیے پوچھ رہی ہوں کہ سامنے اس لڑکے کو دیکھو کب سے ہمیں دیکھ رہا ہے اس کے کپڑے  
.... بھی دیکھو اتنی سردی میں کوئی جیکٹ وغیرہ نہیں پہنی ہوئی شاید اسے بھوک بھی لگی ہو اسے دے دو نہیں کھانا تو  
عروہ نے اقرار کو سامنے کھڑے لڑکے کا کہا جس نے میلے سے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔  
”ہاں ٹھیک کہہ رہی ہو ویسے بھی میرا دل نہیں ہے ضائع ہی ہونا ہے۔“

اقرار نے ہامی بھری۔

”اقرار اس کو گھر لے چلیں؟“

اقرار کو اس کی ذہنی حالت پر شک ہوا.... وہ جو ابھی تک بہت پیار سے اس چھوٹے سے بچے کو دیکھ رہی تھی۔

تمہارا دماغ ٹھیک ہے عروہ؟ ہم اسے کپڑے بھی لے دیتے ہیں اور کچھ پیسے بھی دے دیتے ہیں لیکن ساتھ لے جانے “... والی حماقت میں نہیں کر سکتا۔

اقرار ابھی بات کر رہی رہا تھا عروہ اٹھ کر اس کے پاس چل دی۔

”کیا نام ہے آپ کا؟“

اس نے اس معصوم سے بچے سے پوچھا کس آنکھیں بھوری تھیں رنگت بہت صاف تھی لیکن وہ بالکل چپ کھڑا تھا.... آخر کیا تھا اس بچے میں جو عروہ کو اس تک کھینچ لایا تھا۔ وہ تقریباً چار یا پانچ سال کا بچہ تھا۔

“... نہیں پتہ“

اس نے معصومانہ انداز میں کہا عروہ کو اس پر بے حد پیار آیا۔

”ارے کیوں نہیں پتہ؟“

عروہ اب گھٹنوں پر جھک گئی تھی۔ اقرار ابھی اس کے پاس آگیا تھا۔

“... آپ تو اتنے کیوٹے بچے ہو“

عروہ نے اس کے گال کھینچتے ہوئے کہا۔

”آپ کے ماما بابا کدھر ہیں؟“

عروہ نے اس سے سوال کیا۔

”نہیں ہیں۔“

اس نے عروہ کو بتایا تو اس کا دل چاہا ابھی اس کو اپنے ساتھ لے جائے۔

”کہاں ہیں؟“

.... ابھی عروہ پوچھ ہی رہی تھی کہ ایک آدمی اس کے پاس آیا

”... ارے چھوٹو.... تم یہاں چلو میرے ساتھ“

.... وہ آدمی اسے وہاں سے لے جانے لگا

”آپ اس کے والد ہیں؟“

عروہ نے اس سے پوچھا.... وہ آدمی کوئی شریف آدمی نہیں لگ رہا تھا۔ کپڑے اس کے بھی پھٹے ہوئے تھے دیکھنے میں  
.... نشئی لگتا تھا

”نہیں کیوں؟“

.... اس نے بہت بد تمیزی سے جواب دیا.... وہ بچہ عروہ سے لپٹ گیا اور رونے لگا

”مطلب تم اس کے باپ نہیں ہو... تم اسے آگواہ کر کے لے جا رہے ہو میں ابھی پولیس کو فون کرتی ہوں“... عروہ  
نے اپنے پرس میں ہاتھ ڈالا ہی تھا کہ موبائل نکال سکے.... لیکن اس نے عروہ کا ہاتھ پکڑ کر پرس کھینچ کر موبائل دور  
..... پھینکا

”اے....“

..... اقرار غصے سے چلاتے ہوئے عروہ کے آگے آیا

”تم نے میری بیوی کو ہاتھ کیسے لگایا؟“

اب عروہ اور وہ بچہ اقرار کے پیچھے کھڑے تھے۔

”..... اپنی بیوی کو سمجھا دے پھر مجھے وہ بچہ دے دے.... نہیں تو میں اس“

اقرار نے اسے ایک زوردار تھپڑ مارا۔

”میری بیوی کا نام بھی مت لینا میں تمہارے حلق سے زبان کھینچ لوں گا۔“

.... وہاں بہت سے لوگ اکٹھے ہو گئے تھے.... اب وہاں گارڈ بھی آ گئے

”.... سر سر چھوڑیں اسے ہم دیکھ لیتے ہیں“

.... انہوں نے اقرار کو روکا اور شخص کو لے جانے لگے

”.... دیکھ لوں گا میں تمہیں“

..... وہ کہتا ہوا جا رہا تھا

”.... تمہیں کہا تھا گاڑی پر چلتے ہیں گاڑی پہ ہوتے تو یہ سب نہ ہوتا.... نہ ہم یہاں بیٹھتے نہ یہ سب ہوتا“

.... اقرار اب اس پر غصہ کر رہا تھا

”... ہاں اور اگر ہم ایسے نہ آتے تو یہ بچہ اسی شخص کے پاس رہتا“

.... وہ بچہ ابھی بھی رو رہا تھا

”.... بچے اب بس کرو وہ جا چکا ہے“

اقرار نے جھک کر اسے پیار کرتے ہوئے کہا۔

”وہ بہت براسا رادن مجھ سے پیسے منگواتا ہے اور کھانا بھی نہیں دیتا۔“

وہ بچہ روتے ہوئے بتا رہا تھا۔

”.... چلو چلیں“

سب لوگ اب آہستہ آہستہ اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو رہے تھے۔

”اب کیا کرنا؟“

.... عروہ نے اقرار سے پوچھا

”بچے کو گھر لے جاتے ہیں صبح پولیس کو دے دیں گے۔“

.... اقرار نے جواب دیا

”.... نہیں پولیس کو نہیں دینا“

.... عروہ چلائی

”.... اچھا اب چلو یہاں سے“

”.... میاں جی“

اس نے اقرار کو بلایا جواب فون میں گاڑی منگوانے میں مصروف تھا۔

”ہاں بولویار؟“

اقرار نے اس کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"اب ہمارے تو اتنے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں ہی نہیں.... میں کہاں سے اسے.... بچے کے لیے کوئی کپڑے ہی لے لیں کپڑے پہناؤں گی؟"

اچھا ٹھیک ہے تم کپڑے لو کچھ میں ڈرائیور کو کال کر لوں گاڑی لے آئے اب میں ایسے جانے کا رسک نہیں لے سکتا۔

اقرار نے نمبر ملاتے ہوئے کہا اور فون کان سے لگا لیا۔ عروہ اس بچے کو لے کر ایک دوکان میں چلی گئی جو مخصوص بچوں کے کپڑوں کے لیے تھی۔

"تم نے تو ایسے شاپنگ کر لی ہے جیسے اس بچے نے ساری زندگی ہمارے ساتھ رہنا۔"

اقرار اب موبائل میں مصروف تھا جب عروہ اس کے کپڑے بار بار نکال کر دیکھ رہی تھی۔

"ہاں تو اس نے ہمارے ساتھ کل جانا تو میں اس کے لیے کپڑے بھی نہ لیتی؟"

اقرار نے ایک دم موبائل رکھ کر اس کی طرف دیکھا۔

"دماغ ٹھیک ہے؟ میں اسے کل ہی پولیس میں دے کر آؤں گا۔"

"ایویں... میں نے نہیں اسے اب کہیں جانے دینا۔"

عروہ نے اس کے کپڑے سمیٹتے ہوئے کہا۔



”عرونہ تم پاگل ہو؟ ہم اس طرح کسی بچے کو نہیں رکھ سکتے یہ الیگل ہے۔“

اقرار نے اسے سمجھایا کیوں کہ وہ جانتا تھا کہ اگر اسے غصے سے کہا وہ ضد پہ اڑ جائے گی۔

”ہاں تو؟ ہم لیگی اسے ایڈوپٹ کر لیتے ہیں۔“

عرونہ نے اب اقرار کے پاس آتے ہوئے کہا اور اس کے پاس بیٹھ گئی۔

”.... عرونہ یہ سب اتنا آسان نہیں ہے.... اور پھر کوئی بھی نہیں مانے گا اس فیصلے کو“

”تم تو مانو گے نا؟“

عرونہ نے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

”پلیز اقرار پلیز اقرار.... دیکھو ہمارے گھر سے ابار خست ہوئے تو ان کی جگہ کارزق کسی نے تو کھانا ہے نا اقرار یہ بچہ یہ

بچہ پتہ نہیں کیوں مجھے اتنا پیارا لگا ہے۔۔۔“

عرونہ نے بیڈ پر سوتے ہوئے بچے کو دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ نہا کر اور بھی پیارا لگ رہا تھا معصومیت اس کے چہرے پر جھلک رہی تھی۔

”.... اچھا میں بہت تھک گیا ہوں یار“

اقرار نے موبائل سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور لیٹ گیا۔ عرونہ سوئی نہیں... وہ باہر ٹیرس پر نکل گئی۔

"اللہ تعالیٰ میں آج تک ابا کا نام لے کر کسی کے سامنے نہیں روئی سوائے آپ کے.... پتہ نہیں کیوں اس بچے کو دیکھ کر لگا کہ اسے ہمارے گھر میں ہونا چاہیے.... اللہ میں نہیں جانتی یہ فیصلہ کتنا اچھا ثابت ہوگا؟ لیکن آپ سے دعا ہے اقرار مان جائے۔"

عروہ آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی جبکہ دھند کی وجہ آسمان نظر نہیں آرہا تھا اتنی ٹھنڈ میں اس کا ناک سرخ ہو رہا تھا۔ عروہ کو اپنے پیچھے آہٹ محسوس ہوئی۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو اقرار کھڑا تھا۔

"تم... تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"

اس نے اقرار سے پوچھا۔

".... عروہ میں تمہاری بات ماننے کے لیے تیار ہوں... لیکن"

اس نے لیکن پر اقرار کو بغور دیکھا۔

"لیکن کیا اقرار؟"

اس نے اقرار سے پوچھا۔

"تم سیریس نہ ہوا کرو.... تم ہنستی ہوئی اچھی لگتی ہو... مسز اقرار حسن۔"

اقرار نے اس کا سرخ پڑتانا کپکڑتے ہوئے کہا۔

عروہ ہنستی ہوئی اس کے گلے لگ گئی۔

"تم بہت اچھے ہو بہت اچھے۔"

”آج تمہیں یہ کدو کریدا اچھا کیسے لگا؟“

اقرار نے اس سے ہنستے ہوئے پوچھا۔

”وہ تو تم ہو.... پر کبھی کبھی آئس کریم کی طرح میٹھے ہو جاتے ہو۔“

اقرار نے زوردار قہقہہ لگایا۔

”ہائے میں واری جاواں.... بس اس طرح ہنستے رہا کرو۔“

”.... تم مجھ سے پیار کرتی ہو یا بس میں تمہارا شوہر ہوں اس لیے“

”..... نہیں تم میرے پارٹنر ہو اس لیے“

عرونہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اندر چلیں مجھے بہت ٹھنڈ لگ رہی ہے۔“

اب اقرار نے سنجیدگی سے کہا۔

”میں نے اپنی تعریف واپس لی... تم ہو ہی کدو کریلے۔“

عرونہ غصے سے کہتی اندر چلی گئی۔

”آفاق بیٹا اٹھو۔“

عروہ اسے اٹھا رہی تھی.... وہ معصوم سا بچہ سوتے ہوئے اتنا پیار لگ رہا تھا نجانے کتنے دن وہ سویا ہی نہیں ہو گا۔ اقرار بھی ابھی سو رہا تھا۔

”عروہ ٹائم بتانا کیا ہوا ہے؟“

اقرار نے خمار آلود آواز میں پوچھا اور آنکھیں ملتے ہوئے اٹھا۔

”.... اقرار نو بج رہے ہیں... تم بھی اٹھ جاؤ فریش ہو جاؤ آج ہم نے جانا بھی تو ہے نا“

.... عروہ نے اسے یاد دلایا

”... ہاں یار“

وہ بیڈ سے اٹھا۔

”... آفاق بیٹا اٹھو“

عروہ پھر سے آفاق کو پیار سے اٹھانے لگی۔ اقرار نے اسے مڑ کرنا سمجھی سے دیکھا۔

”آفاق اس کا اب سے نام ہو گا۔“

.... عروہ نے اسے اطلاع دی

.... اقرار نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا

.... آفاق اٹھ گیا تو عروہ نے اسے سر پر پیار کیا

”.... آپی“

اس نے عروہ کو آپی کہا تو اس کا دل خوش ہو گیا۔

”تم اتنے پیارے کیوں ہو؟ تمہیں دیکھتے ہی مجھے تم سے ایک عجیب سے اپنائیت ہوئی۔“

عروہ نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

”...پتہ نہیں“

اس بچے نے معصومیت سے شانے اچکائے۔

”اچھا آفاق آج سے آپ عروہ آپی کے ساتھ رہو گے آپ کو منظور ہے نا؟“

اس نے اس کے آگے تالی کرتے ہوئے کہا تو اس نے اس کے ہاتھ پر تالی مار کر کہا۔

”جی منظور ہے۔“

”میرے جیسے ہی ہو۔“

عروہ نے اس کے گال کھینچتے ہوئے کہا۔

”نہیں آپ میرے جیسی ہو۔“

عروہ اس کی بات پر ہنس دی۔

”چلو اب اقرار بھائی باہر آئیں گے ناتو آپ منہ ہاتھ دھو آنا پھر میں آپ کو اپنی اماں سے ملو کر لاؤں گی وہ آپ سے مل کر

بہت خوش ہونگی۔۔“

عروہ نے اسے بیڈ سے اتارتے ہوئے کہا۔

“...ٹھیک ہے“

آفاق نے بھی فوراً ہامی بھری۔

کچھ ہی دیر میں اقرار باہر آیا تو عروہ نے آفاق کو بھیجا کہ منہ ہاتھ دھو لے وہ اندر گیا تو اقرار نے عروہ سے کہا۔

“.... نام تو کافی اچھا رکھا ہے“

... جیسے اسے داد دینا چاہ رہا ہو

”ہاں نامس پرفیکٹ نے جو رکھا۔“

عروہ نے اپنے فرضی کالر جھاڑے۔

”اچھا نامس پرفیکٹ مجھے یہ بتائیں کہ آج کب نکلتا؟“

اقرار نے اس سے گاؤں جانے کے بارے میں پوچھا۔

”تم ہی دیر کر رہے ہو میں تو تیار بیٹھی ہوں بس آفاق کو اماں سے ملو انا وہ بہت خوش ہو گئی اور پھر نکل جائیں گے۔“

“.... ٹھیک ہے میں ماما کو انفارم کر کے آتا ہوں کہ تیار ہو جائیں“

اقرار نے اب اپنا چہرہ اور ہاتھ صاف کر لیے تھے اور اب باہر نکل گیا تھا۔ عروہ بیڈ سے اٹھی اور ایک اور بیگ تیار کرنے لگی جس میں آفاق کے کپڑے تھے۔

آفاق کو دیکھ کر ناشتے کی میز پر سب ہی حیران ہوئے تھے اقرار سب کو بتا چکا تھا کل کیا ہوا اور یہ بھی کہ عروہ اسے گود لینا چاہتی ہے۔

”میرا بیٹا کسی اور کے بچے کو اپنا نام نہیں دے گا.... اس کی اپنی اولاد ہوگی جو کہ میری بیٹی فاریہ سے ہوگی۔“  
شازیہ نے فاریہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”... چچی جان آپ کا بیٹا اس کو اپنا نام دے گا بھی نہیں.... وہ بس اس کا گاڈ رین بنے گا“  
عروہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بیٹا نام کیا ہے آپ کا؟“

شائلہ نے اسے اپنے پاس بلاتے ہوئے کہا۔

”میرا نام آفاق ہے جو عروہ آپ نے رکھا ہے۔“

وہ بہت چہک کر بولا تھا۔

”ارے بڑا پیارا نام رکھا ہے آپ کی عروہ آپ نے۔“

شائلہ نے اسے پیار کیا۔

”ادھر آؤ آفاق آپ کو ناشتہ کرواؤں۔“

عروہ نے اسے پیار سے بلایا تو وہ اس کے پاس آگیا۔

”میں آج ہی اس کی تصویر فواد کو بھیجتا ہوں وہ ہمارے آنے تک سب لیگل پیپر بنوا لے گا۔“

..... اقرار نے عروہ کو آگاہ کیا

“..... جی ٹھیک ہے میاں جی۔“

عروہ نے جان بوجھ کر شازیہ اور فاریہ کو دیکھانے کے لیے بار بار میاں جی میاں جی کہہ رہی تھی۔

”میاں جی آپ بہت اچھے ہیں۔“

عروہ نے آفاق کو اپنے ساتھ کرسی پر بیٹھا کر پلیٹ میں بریڈ اور انڈہ رکھ کر دیا تھا جو اس نے خود ہی کھا لیا تھا۔

”اما آپ تیار ہیں نا؟“

اقرار نے شازیہ سے پوچھا۔

”نہیں بیٹا تم لوگ آج چلے جاؤ میں دو دن ٹھہر کر آؤں گی تمہاری خالہ کے لیے کچھ چیزیں بھی لینی ہیں۔“

”لیکن آپ پھر اکیلی آئیں گی؟“

اقرار کو اما کی بات ٹھیک نہیں لگی۔

”نہیں بیٹا تمہارے زرینہ خالہ کے ساتھ آؤں گی۔“

شائلہ کا چہرہ مرجھایا ہوا تھا.... اس کو شاید یہ سب باتیں اچھی نہیں لگ رہی تھیں۔ عروہ نے محسوس کر لیا تھا۔

”اماں آپ کہتی ہیں تو میں اور اقرار آپ کے پاس رک جائیں؟ ویسے بھی ہمیں اکیلے ٹائم سپنڈ کرنے کا موقع ہی نہیں

ملتا.... بلکہ چھوڑیں اماں آپ کی عدت ختم ہوتی نہ تو ہم ہنی مون پر چلتے ہیں۔“

اقرار نے عروہ کو گھور کر دیکھا... لیکن وہاں پرواہ کسے تھی؟



”یہ پرورش کرے گی بچے کی... جس کو ذرا تمیز نہیں بات کرنے کی۔“

شازیہ نے طنزیہ کہا تو اماں نے عروہ کو ڈانٹا۔

”عروہ فضول گوئی نہ کرو اور تم نے جانا تمہارے ماموں باقاعدہ تمہیں کہہ کر گئے ہیں اور سب کے لیے کچھ نہ کچھ لے لیا ہے نا؟“

”ہاں یار اماں سب کے لیے ہی لے جا رہی ہوں۔“

”اپنی بہن فاریہ کے لیے تو سیشل تحفہ لیا ہے۔“

عروہ نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

”... لے ہی نہ لے تم سے اب وہاں کوئی تحفہ“

فاریہ نے کہا تو عروہ کا دماغ گھوما۔

”اب وہاں ہر کوئی تو اقرار پر ڈورے تو نہیں ڈال رہی.... یہ کون سا کوئی حور پر اہے.... ہے تو کدو کریدا ہی نا.... پر یاد

ہے نا میں نے تمہیں کہا تھا میں اپنی چیزوں میں بہت شدت پسند ہوں.... میں ابھی بھی اپنی بات پہ قائم ہوں.... دور

.... رہنا وہاں بھی ورنہ

عروہ بول ہی رہی تھی کہ اماں نے اسے چپ کروایا۔

”.... بکو اس نہیں کرو عروہ.... ہر وقت مرنے مرنے کی باتیں“

"اماں میں تو بس اپنی پیاری سی بہن کو سمجھا رہی ہوں.... کہ کوئی ایسی ویسی حرکت نہ کرے.... اور ایک بات پلے سے باندھ کر جائے اقرار میرا ہے۔"

اماں نے عروہ کو گھورا تو وہ ویسے ہی اٹھ گئی۔

"چلو آفاق چلیں میں آپکے کپڑے بدل دوں تب تک اقرار بھائی بھی ناشتہ کر کے فارغ ہو جائیں گے۔"

عروہ نے آفاق کو اٹھاتے ہوئے کہا جو اس کے ساتھ چل پڑا۔ ابھی وہ دونوں تھوڑا ہی آگے بڑھے تھے کہ آفاق بولا۔

"یہ چچی جان آپ کو پسند نہیں کرتیں؟"

عروہ تو اس کی بات پر حیران ہو گئی تھی اس کو لگ رہا تھا کہ آفاق کو کچھ سمجھ نہیں آیا ہو گا لیکن وہ غلط تھی وہ واقعی ہی عروہ جیسا تھا ہر چیز کو باریک بینی سے دیکھنے والا۔

"بس بس تم مت سوچو یہ سب... ہم مل کر ان کی ناک میں دم کریں گے۔"

عروہ نے آگے ہنس کر ہاتھ کرتے ہوئے کہا جس پر اس نے تالی ماری۔

"تم آگے بیٹھ جاؤ میں اور آفاق پیچھے بیٹھیں گے۔"

فارہ جو عروہ کے ڈر سے پیچھے بیٹھنے لگی تھی عروہ نے اسے آگے بیٹھنے کو کہا تو صرف وہی نہیں اقرار بھی حیران

ہوا تھا۔ لیکن پھر اقرار سمجھ گیا کہ عروہ آفاق کو فارہ کے ساتھ نہیں بیٹھنے دے گی لیکن ایسا بھی کیا اپنے شوہر کو ہی بندہ نظر انداز کر دے۔

“آفاق تمہیں پتہ ہے ہم وہاں پھل چوری کر کے کھاتے ہیں.... میں اور تمہاری ایمن آپی.... ملاؤں گی میں تمہیں....“  
 “..... بہت خوش ہوگی وہ تمہیں دیکھ کر

وہ لوگ لاہور سے کافی دور آگئے تھے اقرار نے آفاق کے لیے کھانے پینے کا کافی سامان لیا تھا لیکن آج عروہ نے ضد نہیں کی تھی۔ وہ جب سے بیٹھے تھے اس نے اقرار کو مخاطب بھی نہیں کیا تھا آفاق سے باتیں کرتی رہی جبکہ فاریہ خاموش سی اپنے موبائل میں مصروف رہی۔

آفاق آپ کو پتہ آپ کی آپی اتنی لڑاکا ہیں کہ اگر ان کو کھانے پینے کی چیزیں نہ لے کر دی جائیں تو میرا سر کھا جاتی ہیں۔“

اقرار نے اب جان بوجھ کر عروہ کو تنگ کیا تھا کہ وہ اس سے بھی بات کرے۔

“..... ہاں ہاں ان کا آدھے سے زیادہ سر تو میں نے کھایا یقین کرو کہ وہ کاٹھیٹ آتا“

آفاق تو اس کی بات سن کر ہنسی سے لوٹ پھوٹ ہو رہا تھا البتہ فاریہ کو کوفت ہو رہی تھی۔

”چلو تم نے مانا تو صحیح تم میرا سر کھاتی ہو۔“

اقرار نے کہا۔

“..... ہاں مان لیا اب میں تمہیں کچا کھا جاؤں گی گاڑی تیز چلاؤ“

عروہ نے اس سے گاڑی تیز چلانے کو کہا جو ان سے باتوں کے چکر میں گاڑی آہستہ چلا رہا تھا۔ کچھ کچھ دیر کے بعد وہ دونوں کوئی نہ کوئی چیز نکال کر کھانے لگتے اقرار نے محسوس کیا تھا کہ عروہ نے اس سارے وقت میں فاریہ پر کوئی جملہ

نہیں کسا تھا نہ ہی اس کو جلی کٹی سنائی تھیں۔ چلو آفاق کے آنے سے کوئی کام تو اچھا ہوا ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ عروہ بول پڑی۔

”زبردستی کی بیوی اب اترو آگے سے.... آفاق سو گیا ہے مجھے اپنے شوہر سے باتیں کرنی ہیں۔“

اقرار جو سوچ رہا تھا سفر اچھا گزرے گا کوئی لڑائی نہیں ہوئی وہ غلط تھا۔

”کیا مسئلہ ہے تمہارا؟ تم نے مجھے کھلونا سمجھا ہوا کہ جب دل چاہا کچھ کرنے کو کہہ دیا کبھی کچھ.... اقرار میرا بھی شوہر ہے میرا بھی حق بنتا آگے بیٹھنے کا۔“

فاریہ ابھی بول ہی رہی تھی کہ اقرار نے ہی ٹوک دیا۔

”عروہ کو آگے آنے دو.... ویسے بھی میں اپنی بیگم کو مس کر رہا ہوں۔“

اقرار نے عروہ کو تنگ کرنے والے انداز میں اور گاڑی روکی۔

”..... کر ہی نہ لو تم مجھے مس“

.... عروہ نے آفاق کو ٹھیک سے لٹایا اور آگے جانے لگی

”.... نہیں نہیں تم آگے بیٹھو“

عروہ اب اقرار کی رمز سمجھ گئی تھی وہ اس کے بغیر بور ہو رہا تھا۔

اور آگے ہو کر بیٹھ گئی... اس کے بعد اسے شیشے میں دیکھتے ہوئے مسکرائی جو اسے دیکھ کر آگے آنے کا اشارہ کر رہا تھا۔

”بہت ہی کوئی تیز لڑکی ہو۔“

اقرار نے اسے دل میں کہا.... اور پھر سے گاڑی چلانے لگا۔

”اسلام و علیکم! چلو آفاق سب کو سلام کرو۔“

عروہ نے سب کو چہک کر سلام کرتے ہوئے کہا وہ رات کے وقت پہنچے تھے اور رضاماموں کے گھر ہی آئے تھے۔ سب اس کو دیکھ کر بہت خوش تھے فار یہ تو سیدھا اپنے گھر گئی تھی البتہ اقرار کو عروہ نے وہاں نہیں جانے دیا تھا۔

”و علیکم اسلام! کیسا ہے میرا بیٹا؟“

ماموں نے بہت پیار سے جواب دیا اور پوچھا۔

”ارے یہ چھوٹے نواب کون ہیں؟“

ایمن نے اس چھوٹے بچے کو دیکھتے ہوئے کہا جو اتنا پیارا لگ رہا تھا بلیک جیکٹ پہنی ہوئی تھی اور ہاتھ جیب میں ڈالے پریشان سا عروہ کے ساتھ لگ کے کھڑا تھا اسے چچی کا صبح والا رویہ یاد تھا۔

”.... یہ میرا چھوٹا بھائی ہے آفاق“

عروہ نے اس کا سب سے تعارف کروایا۔

”ارے ماشا اللہ کتنا پیارا نام ہے آفاق بیٹا دھر آؤ۔“

راشدہ ممائی نے اسے پیار سے کہا تو وہ ڈر تا ڈرتا اس کے پاس گیا۔

”بڑا پیارا نام ہے آپ کا.... اور آپ بھی بہت پیارے ہو۔“

ممائی نے اسے پیار کیا تو عروہ کو بہت اچھا لگا کہ اس کی ذات جانے بغیر انہوں نے کوئی سوال نہیں کیا اور اسے پیار کیا۔

”بیٹا آپ یہاں رہیں گے یا رضا بھائی کی طرف۔“

ممائی نے اقرار سے پوچھا۔ جس پر عروہ کو بہت برا لگا۔

”ممائی جان اقرار حسن وہاں کیوں جائیں گے؟ مسز اقرار تو یہاں رہیں گی نا؟“

عروہ نے مسکراتے ہوئے کہا تو ممائی بھی مسکرائی۔

ٹھیک ہے بیٹا میں نے تو ویسے ہی پوچھا کمرہ تم لوگوں کا میں نے سیٹ کروا دیا ہے“ اقرار سب سے مل کر وہیں بیٹھ گیا۔

”میں آفاق کو سلا کر آتی ہوں۔“

عروہ یہ کہتے ساتھ کمرے میں چلی گئی اس کے ساتھ ہی ایمن بھی آئی۔

”ممائی میں آپ سب سے ایک ریکویسٹ کرنا چاہتا ہوں۔“

اقرار نے اجازت مانگی۔

”بیٹا آپ حکم کریں۔“

ماموں شفقت نے کہا۔

”ماموں میں چاہتا ہوں عروہ کے سامنے فاریہ کا کوئی ذکر نہ ہو.... مطلب آپ اس کے سامنے فاریہ کو مجھ سے منسوب

نہ کریے گا میں نہیں چاہتا کچھ بھی غلط ہو۔“

اقرار نے التجائی انداز میں کہا۔

”بیٹا آپ فکر نہ کریں ہم ایسا کچھ نہیں کریں گے لیکن یہاں ہمارے رشتہ دار ہیں وہ باتیں کریں گے اگر آپ فاریہ کے ساتھ نہ روکے تو۔“

ممائی نے کہا تو اقرار نے ان سے کہا۔

”ممائی مجھے لوگوں کی باتوں سے فرق نہیں پڑتا بس میری عروہ کو کوئی تکلیف نہ ہو۔“

اقرار کی بات سن کر سب چپ کر گئے.... البتہ زینب اور زین بہت خوش ہوئے تھے اقرار نے جب میری عروہ کہا تھا۔

”چلیں بیٹا جیسے آپ کی مرضی۔“

جب اسے کوئی مسئلہ نہیں تھا تو ممائی کو کہا ہو سکتا تھا پھر اقرار نے انہیں آفاق کے بارے میں بتایا کہ آفاق کو وہ گود لے رہے ہیں اور یہ کہ عروہ کو اس سے بہت قربت ہو گئی ہے۔ سب لوگ سمجھ گئے اور پھر ادھر ادھر کی باتیں ہونے لگ گئی تھیں۔

”بہت پیارا بچہ ہے یہ۔“

ایمن نے آفاق کو سوتا ہوا دیکھا تو کہا۔

”ہاں بہت پیارا ہے۔“

عروہ نے بھی پیار سے کہا۔

”تم جانتی ہو اس کا نام میں نے آفاق کیوں رکھا؟“

عرونہ نے ایمن سے پوچھا۔

”کیوں؟“

ایمن نے سوال کیا تو عرونہ ایک بار مسکرائی اور پھر مسکراتے ہوئے ہی بات کرنے لگی۔

”.... آفاق افق کی جمع ہے جس کے معنی ہیں آسمان کا کنارہ“

پھر اس نے مزید بتایا۔

”..... آسمان کا وہ کنارہ جو زمین سے جوڑا ہوتا ہے۔ یہ بچہ مجھے عرش والوں سے ملاتا ہے“

”مطلب؟“

ایمن نے نا سمجھی سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”.... مطلب یہ کہ میں زمین پر کھڑی اللہ کی نافرمان بندی“

عرونہ کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

”اللہ کی طرف سے بھیجے گئے اس فرشتے کو پا کر اللہ سے جوڑ جاؤں گی۔“

”... لیکن ہے تو یہ بھی انسان“

ایمن نے اختلاف کیا۔

”گناہوں سے پاک انسان.... اور پھر یہ تو اس کنارے کی طرح ہے جو زمین سے جوڑا ہو لگتا ہے۔ یہ میرا بھائی نہیں ہے

”پر مجھ سے جوڑ گیا ہے۔“



عرونہ نے پیار سے کہا تو ایمن مسکرائی۔

”تمہارے کتنے چہرے ہیں؟“

”ایک ہی چہرہ ہے دیکھو... کہیں اور تمہیں کوئی سر نکلتا نظر آرہا ہے۔“

عرونہ نے اپنا سر آگے کرتے ہوئے کہا۔

”میں نے اس چہرے کا نہیں کہا۔“

”... باجی چہرہ ایک ہی ہوتا ہے اور وہ یہ ہے“

اس نے اپنے سر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”اور جس کے دو چہرے ہوتے ہیں سائنس کہتی ہے یہ ایک اب نارمل ٹی ہے اور میں اب نارمل نہیں ہوں.... اور جاؤ

میرے بندے کو بھیجو میرا سر دبائے سر میں درد ہو رہا ہے۔“

”اقرار بھائی تمہارا سر دباتے ہیں؟“

ایمن نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

”نہیں نہیں میں اس میڈم کی ٹانگیں بھی دباتا ہوں۔“

اقرار نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا تو عرونہ نے زبان دانت میں دبائی۔

”ہاں دیکھو..... اپنے منہ سے مان رہا ہے۔“

عرونہ نے ایسے کہا جیسے اقرار نے اپنے منہ سے قبول کیا ہو۔

ایمن ہنستی ہوئی باہر نکل گئی۔

-----

ویسے اقرار بھائی فاریہ کے ساتھ غلط نہیں کر رہے یہ فاریہ کا مانگہ ہے لیکن وہ یہاں بھی عروہ کے ساتھ ہی جبکہ عروہ نے اتنا غلط کیا لیکن پھر بھی وہ ہر وقت اس کے ساتھ نظر آتے ہیں اور پھر میں نے تو یہی سنا کہ اقرار بھائی فاریہ سے پیار کرتے تھے پر لگتا تو نہیں ہے۔

زینب ایمن سے کہہ رہی تھی جو اپنے موبائل میں لگی ہوئی تھی۔

اکثر کانوں سے سنی ہوئی باتیں بھی غلط ہوتی ہیں... اقرار بھائی اس بات کو تسلیم کریں یا نہ کریں وہ عروہ کے پیچھے ”پاگل ہیں اور یہ عروہ کا نہ خیال بھی ہے۔

ایمن نے بھی اس تبصرے میں حصہ لیا۔

”ہاں ایسے ہی لگتا ہے.... یا پھر وہ اس کی احمقانہ حرکتوں سے ڈرتے ہیں۔“

... زینب نے کہا

”.... اچھا اب سو جاؤ.... میں عروہ کے ساتھ گیم لگالوں“

ایمن نے اسے غصے سے کہا۔

”... تم دونوں پیب جی کی دیوانی ہو“

زینب نے چڑک کر کہا۔

“....ہاں تو اور کیا“

ایمن نے ہنستے ہوئے کہا۔

بہت غلط ہے میں ابھی شازیہ کو فون کرتی ہوں وہ اقرار کو سمجھائے وہ ایسے نہیں کر سکتا.... ہمارے اتنے رشتے دار“  
”.... آئیں گے وہ اس کو ادھر دیکھیں گے تو ہزار باتیں بنائیں گے  
زہرا نے غصے سے کہا اور اپنا موبائل اٹھانے لگی۔

”امی اب کیا فائدہ اس چیز کا؟ ہاں پہلے جب نکاح کرنا تھا تو اقرار کی نکاح نہ رجسٹر کروانے والی شرط مان لی.... کیا  
ضرورت تھی یہ شرط ماننے کی؟ میری کیا حیثیت ہے اس عروہ کے سامنے؟ وہ عروہ اس کی کاغذوں میں بھی بیوی  
”ہے“

فارہ اپنے دل کا غبار اب امی پر نکال رہی تھی۔  
”فارہ ضرورت تھی.... تم نہیں جانتی اقرار کی شادی عروہ سے ایک سمجھوتے کے تحت ہوئی ہے.... اس کا دادا  
وصیت کر کے گیا تھا کہ عروہ اور اقرار کی شادی ہو جائے.... اور اگر ایسا نہ ہوا تو ان کی ساری جائیداد کسی ٹرسٹ میں  
دے دی جائے۔۔۔“

زہرا اب اسے دادا جان کی وصیت والی بات بتا رہی تھیں۔  
”ہاں لیکن اس سے میرے نکاح کا کیا تعلق اماں؟“

فاریہ اب روہانسی ہوئی۔

"تعلق ہے.... کیوں نہیں ہے؟ اقرار چاہ کر بھی عروہ کو طلاق نہیں دے سکتا اگر وہ ایسا کرے گا تو ساری جائیداد عروہ کو مل جائے گی.... اور ان کے دادا نے ایک شرط یہ بھی رکھی تھی میرے بچے کہ اقرار عروہ کی اجازت کے بغیر دوسری شادی بھی نہیں کر سکتا"

.... امی نے اسے ساری بات بتائی... جس سے وہ انجان تھی

"تو امی آپ کو یہ نکاح کروانا ہی نہیں چاہیے تھا آپ نہیں جانتی میں اس گھر میں گھٹ گھٹ کر جی رہی ہوں.... اقرار نے تو مجھے اپنی بیوی سمجھا ہی نہیں اماں۔۔"

فاریہ اب رونے لگ گئی تھی زہرا جو فون ملانے لگی تھی اب فون رکھ کر اپنی بچی کو چپ کروانے لگی۔  
"میری بچی چپ کر جاؤ سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

زہرا نے اسے چپ کروانا چاہا... جو امی کے گلے لگ کے مزید رونے لگ گئی تھی۔

عروہ اٹھی تو اقرار سو رہا تھا جبکہ آفاق اٹھ کر جا چکا تھا۔

"اقرار اٹھ جاؤ... سوتے ہی رہنا ہے؟"

عروہ نے اسے اٹھاتے ہوئے کہا۔

"بہت تھکاؤٹ ہے یار کچھ دیر اور سونے دو۔"

اقرار نے نیند سے بھری ہوئی آواز میں کہا۔

”ہاں اوکے سوئے رہو... میں آفاق کو دیکھ لوں۔“

.... عروہ نے اس سے کہا تو اقرار غصے سے اٹھ گیا

”یار یہ صحیح میرا سالا بنا ہوا ہے.... مطلب تمہارے پاس میرے ساتھ لڑنے کے لیے وقت ہی نہیں ہے۔“

اقرار کی بات پر عروہ قہقہے لگائے بغیر نہ رہ سکی۔

”تمہیں میرا لڑنا اچھا لگتا؟“

وہ اب بالوں کو سمیٹ رہی تھی۔

”ہاں.... نہیں مطلب یار عادت ہو گئی ہے۔“

اقرار اپنے انکشاف پر شرمندہ ہوا۔

”اچھا لگا اقرار حسن یہ سن کر کہ آپ کو عروہ کی عادت ہو گئی.... محبت انسان چھوڑ سکتا عادت کو چھوڑنے میں تکلیف... ہوتی ہے“

عروہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اچھا اب اٹھ ہی گئے ہو تو فریش ہو جاؤ... ممانی ناشتے پر انتظار کر رہے ہو گئی۔“

”عروہ میں ناشتہ زہرا خالہ کی طرف سے کر لوں؟“

اقرار نے اس کا ہاتھ پکڑ کر التجائی انداز میں کہا۔

”.... ٹھیک ہے کر لو“

اقرار خوش ہوا کہ اس نے اجازت دے دی۔

”لیکن یہاں لکھ کر جاؤ کہ اپنے قتل کے تم خود ذمہ دار ہو گے۔“

عروہ نے ہنستے ہوئے اپنا ہاتھ چھڑایا اور چپل پہن کر باہر کی جانب چلی گئی۔

”..... یار سچ میں غنڈی یہ“

اقرار میں یہ کیا سن رہی ہوں؟ تم اپنی خالہ کی طرف نہیں گئے؟ کیا تم اس لڑکی سے اتنا ڈر گئے ہو.... تمہیں ذرہ عقل“  
”نہیں ہے۔“

شازیہ اقرار سے فون پر بات کر رہی تھی۔ اقرار خاموشی سے سب سن رہا تھا۔

”تم ایک بات سن لو اب یا تو تم اس لڑکی کی باتیں مانو گے یا پھر اپنی ماں کا مرا منہ دیکھو گے۔“

..... شازیہ نے کہتے ساتھ فون غصے سے بند کر دیا

”... کیسے سمجھاؤں میں آپکو؟ میں اس کے چہرے پر آنسو نہیں دیکھ سکتا“

اقرار ابھی بستر پر ہی بیٹھا تھا جب شازیہ کا فون آیا تھا اب وہ غصے میں کہہ رہا تھا۔

”آفاق تو سب کے ساتھ گھل مل گیا ہے۔“

عروہ جب کمرے میں داخل ہوئی تو اقرار سر پکڑ کر بیٹھا تھا۔

”تمہیں کیا ہوا ہے؟“

.... اس نے اقرار سے پوچھا

”.... سب.... یہ سب تمہاری وجہ سے ہو رہا ہے“

اقرار غصے میں اس پر دھاڑا تھا... عروہ اس کا رویہ دیکھ کر حیران رہ گئی تھی۔

”.... میں پاگل ہو جاؤں گا..... تم... تم وہ سب نہ کرتی تو“

اقرار کا دل کر رہا تھا وہ سب کچھ ختم کر دے.... اس کو کب سے ذہنی اذیت مل رہی تھی.... اس کا تو کوئی قصور نہیں تھا.... پھر... وہ ہی کیوں سزا کاٹ رہا تھا سزا تو عروہ کو بھی ملنی چاہیے تھی

”میں زہرا خالہ کی طرف جا رہا ہوں... ان کی بیٹی کی شادی مجھے وہاں ہونا چاہیے۔“

عروہ تو اس کے اس رویے پر ہی حیران ہو گئی تھی ابھی تو بالکل ٹھیک تھا پھر ایک دم کیا ہو گیا؟

”.... ٹھیک ہے جاؤ.... میں نے روکا نہیں ہے“

عروہ نے لا پرواہی سے کہا جبکہ دل میں گھٹ رہی تھی۔

”پر اپنا سامان وغیرہ یہی رہنے دو میں نے اب الماری میں لگا دیا ہے۔“

اقرار اب بیڈ سے اتر چکا تھا اس نے عروہ کو مزید کوئی بات نہیں کی اس نے بھی خاموشی اختیار کر لی۔

”.... اسلام و علیکم خالہ! معذرت چاہتا ہوں کل کافی تھکا ہوا تھا تو آ نہیں سکا ادھر“

اقرار اب زہر اخالہ سے مل رہا تھا جواب سارے گلے شکوے بھولا کر اس سے مل رہی تھی۔

”عافیہ بھائی کے لیے ناشتہ لگوا دو۔“

زہر انے کہا۔

”.... نہیں رہنے دیں دل نہیں ہے“

اقرار نے منع کر دیا وہ جانتا تھا کہ عروہ اب کچھ نہیں کھائے گی تو وہ کیسے کھا سکتا ہے؟

”کیوں بیٹا چائے بناؤں؟“

”.... نہیں نہیں خالہ کچھ نہیں بس دل نہیں“

اقرار نے دوبارہ منع کیا۔

”چلو ٹھیک ہے بیٹا جب بھوک لگے تو بتا دینا تمہارا اپنا ہی گھر ہے۔“

فاریہ بھی پاس ہی بیٹھی تھی اور عافیہ بھی پاس تھی وہ سب لوگ زہر کے کمرے میں ہی تھے۔

”رضاماموں کدھر ہیں؟“

اقرار نے ماموں کا پوچھا۔

”وہ بس کام تھوڑے ہیں.... پہلی بیٹی کی شادی تو بس.... جلدی میں کردی دوسری کی دھوم دھام سے کرنی ہے۔“

اقرار نے شرمندگی سے سر جھکا دیا۔



اقرار نے سفید رنگ کی شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی اور ساتھ کالی چادر کندھوں پر ڈالی ہوئی تھی۔ وہ باہر جانے لگا جب اس نے آفاق کو بچوں کے ساتھ کھلتے دیکھا۔

“.... آفاق ادھر آؤ“

وہ بھاگ کر اس کے پاس آیا۔

”تمہاری عروہ آپ کی کیا کر رہی ہیں؟ غصہ تو نہیں ہیں؟ ناشتہ کر لیا؟“

اقرار نے ایک سانس میں سارے سوال کیے۔

”میں آپ سے بات نہیں کرتا آپ نے میری آپ کی کورولا یا ہے انہوں نے کچھ بھی نہیں کھایا.... اور آپ اب ان کا“  
”کیوں پوچھ رہے ہیں؟“

اقرار نے اسے مصنوعی غصے سے دیکھا۔

”سچ میں اس کے بھائی لگتے ہو۔“

.... وہ اندر چلا گیا

”بہت کوئی ضدی لڑکی ہے... کھانے سے کیا ناراضگی؟“

اقرار کو بہت غصہ آیا.... لیکن اب وہ باہر نکل گیا۔

ہاں بتاؤ آفاق کیا کہا تمہارے بہنوئی نے؟“

عرونہ ہاتھ میں چپس کا پیکٹ لیے کھا رہی تھی۔

”ان کا چہرہ دیکھنے والا تھا.... وہ بہت غصہ ہو گئے۔“

آفاق بھی ہنس ہنس کر بتا رہا تھا۔

”... اب آئے گا مزہ بچو.... بہت شوق تھا نا؟ خالہ گھر جانے کا... جیتے رہو میرے شیر“

..... عرونہ نے پیار سے اس کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے کہا

-----  
”آج ڈھولک کا فنکشن ہے؟“

اقرار نے خاور سے پوچھا۔

”.... یار ادھر گاؤں میں تو مہندی تک ڈھولک چلتی ہے.... لیکن آج اسپیشل ڈھولک کا ہی فنکشن ہے“

خاور نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

”فنکشن ایک ساتھ ہو گا؟“

اب اقرار نے یہ پوچھا کہ لڑکی والوں اور لڑکے والوں کا فنکشن ایک ساتھ ہی ہو گا نا... خاور نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

”بھائی جان فکر نہ کریں ایک ساتھ ہی ہے.... آپ اس فکر میں پڑ گئے ہیں کہ کس بیوی کے ساتھ رہنا ہے۔“

اقرار کو شرمندگی محسوس ہوئی کیونکہ وہ اس کی بات کا مطلب سمجھ گیا تھا۔

”نہیں یار میں نے تو ویسے ہی پوچھا۔“

اقرار نے اب اپنی صفائی دی۔

وہ لوگ آج کے فنکشن کے لیے ہونے والے انتظام دیکھ رہے تھے۔

”اچھا اچھا جناب میں سمجھ گیا۔“

خاور اقرار کی حالت دیکھ کر ہنس رہا تھا۔

.....  
”.... اقرار حسن“

عروہ نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا.... اقرار اپنے کپڑے تبدیل کرنے آیا تھا جب عروہ نے اسے بلایا وہ اسے دیکھ کر ہی کمرے میں آئی تھی۔

”عروہ میں اس وقت لڑنے کے موڈ میں نہیں ہوں۔“

.... اقرار جھنجھلایا

”..... میں بھی اب کوئی لڑائی نہیں چاہتی میں بھی تنگ آگئی ہوں روز روز کی لڑائی سے“

”تو پھر کیا چاہتی ہو؟“

.... اقرار اس کے پاس آیا

”..... خلا“

اقرار کو تو جیسے کرنٹ لگا تھا.... وہ ایک دم ساکت ہو گیا.... اس کی ساری دنیا ہی ایک لفظ میں رک گئی تھی۔

”تم.... تم کیا کہہ رہی ہو؟“

اقرار کے منہ سے الفاظ بھی ادا نہیں ہو رہے تھے۔

جو بھی کہہ رہی ہوں سچ کہہ رہی ہوں اقرار حسن.... مجھے یہ بانٹا ہوا شوہر نہیں چاہیے... میں تنگ آگئی ہوں.... آج تم ادھر ہو گے اس کے پاس... کبھی سوچا میں کس طرح ساری رات گھٹی رہوں گی؟

عروہ کی آنکھوں سے آنسو بے ساختہ بہے چلے جا رہے تھے۔

”عروہ تم.... تم ایسا کیسے کر سکتی ہو؟“

.... اقرار کی آنکھوں میں جو اس وقت تکلیف تھی وہ کوئی بھی پہچان سکتا تھا

میں ایسا کر رہی ہوں اقرار حسن... تم اپنے گھر والوں کے ساتھ خوش ہو.... تمہاری والدہ بھی خوش ہو جائیں گی....“

تمہاری محبت تمہیں مل جائے گی.... تم اپنی زندگی میں بہت خوش رہو گے کیونکہ وہاں عروہ فاطمہ کا ذکر تک نہیں ہو گا

”.... اور میرا فیصلہ اٹل ہے بہت ہو گیا بہت سن لیے تمہارے جھوٹے دعوے

عروہ جس تکلیف سے یہ سب الفاظ ادا کر رہی تھی وہ اس کی آنکھوں سے عیاں تھے۔

”.... عروہ میں وہاں نہیں جانا چاہتا تھا.... ماما نے دھمکی دی.... پلینز سمجھو“

عروہ نے ہاتھ کے اشارے سے خاموش رہنے کو کہا۔

”..... اقرار حسن میں یہ فیصلہ کبھی نہ لیتی اگر آج فار یہ وہ سب“

عروہ نے بات ادھوری چھوڑ دی۔ اس نے تکلیف سے آنکھیں میچ لیں تھیں۔

”کس کس بارے میں بات کر رہی ہو تم؟“

.... اقرار کے ذہن میں ایک دم جھماکہ ہوا

”اقرار حسن تم اچھے سے جانتے ہو میں کس بارے میں بات کر رہی ہوں.... افسوس تم مسز اقرار حسن کو نہیں جان سکتے.... اگر تم مجھے زندہ دیکھنا چاہتے ہو تو مجھے چھوڑ دو نہیں تو میں مر جاؤں گی۔“

عروہ کا اشارہ آج والے واقعی کی طرف تھا۔

جب عروہ اپنے کمرے میں تھی اور آفاق اسے بلانے آیا تھا کہ سب لوگ اسے باہر بلارہے ہیں۔ وہ اٹھ کر کمرے سے باہر آئی تو زہرا ممانی اور ساتھ فاریہ اور اقرار حسن موجود تھے وہ کپڑے وغیرہ لائے تھے۔

”!اسلام وعلیکم“

عروہ نے سلام کیا سب کو تو سب نے جواب دیا سوائے ان تین لوگوں کے جو آئے بیٹھے تھے۔

”ممانی آپ نے مجھے بلایا؟“

عروہ نے راشدہ ممانی سے پوچھا۔

”ہاں بچہ آپا شائلہ تو ہیں نہیں تم ہی ہو ان کی جگہ یہ کپڑے دیکھو تمہارے بھائی خاور کے لیے آئے ہیں اچھے ہیں؟“

عروہ صوفے پر بیٹھ گئی اور کپڑے دیکھنے لگی۔

”جی اچھے ہیں.... لیکن کیا ہے ناجلنے کی بو آرہی ہے۔“

فاریہ نے کہا.... اس نے عروہ پر طنز کیا تھا جو کہ سب باخوبی سمجھ گئے تھے۔

.... اووو تو اپنی بل میں آکر چوہیا کہ بھی پر نکل آئیں ہیں “

عروہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

.... ہاں تم بھی تو اپنی بل میں مجھ پر وار کرتی رہی ہو “

.... عروہ ہنسی

جلی ہوئی بھنڈی کی شکل ہے تمہاری.... تم بھول رہی ہو کہ میں نے تمہارے گھر آکر تم پر وار کیا تھا لیکن تم میرا کچھ “  
”نہیں بگاڑ سکی۔

دیکھیں بھابی یہ لڑکی ابھی بھی اتنی ہی گھٹیا ہے جتنی پہلے تھی۔

”تم دونوں اپنی بکواس بند کرو گی؟“

اقرار نے غصے سے کہا۔

”اس کو کہو یہ بند کرے اور کیا کہا تم نے کہ میں تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکی... تم سے تمہارا شوہر چھین لیا.... ابھی تمہارا کچھ  
نہیں بگاڑا“

”... چلیں خالہ چلتے ہیں“

اقرار اس بحث کو لڑائی میں نہیں تبدیل کرنا چاہتا تھا اس لیے اٹھنے کا کہا۔

”ہاں لیکن تم بھول رہی ہو وہ اب بھی میرے ساتھ ہی رہتا ہے۔“

"صرف اپنی جائیداد کے لئے.... بتاؤ نہ اسے اقرار تم اسے صرف اپنی جائیداد کی خاطر جھیل رہے ہو.... اور ہاں تمہاری اطلاع کے لیے عرض ہے میرا ایک دفعہ مس کیرج ہو چکا ہے اور اللہ نے چاہا تو دوبارہ بھی میں ماں بنو گی... تم اپنی سناؤ۔۔"

عرو نہ کے تو پاؤں سے زمین ہی نکل گئی تھی..... اس نے شکوہ بھری نگاہوں سے اقرار کو دیکھا کہ وہ ابھی کہہ دیگا یہ سب جھوٹ ہے۔ لیکن وہ اٹھ کر چل دیا اور اس کے پیچھے زہرا اور فاریہ بھی چل دی۔

"سوری ممانی میں خاور کی شادی خراب نہیں کرنا چاہتی تھی یہ سب بحث ہو گئی۔"

عرو نہ نے مسکراتے ہوئے ممانی سے معذرت کی۔

"نہیں بیٹا آج تو فاریہ نے زیادتی کی ہے۔"

..... ممانی نے اسے حوصلہ دیا کیونکہ وہ بھی جانتی تھیں عرو نہ ٹوٹی ضرور ہو گی یہ سب باتیں سن کر

.....

".... تم اس لڑکی کو اٹھا کر لاؤ بس"

وہ اپنے بندے کو غصے سے کہہ رہا تھا۔

سر میں بہت کوشش کر چکا ہوں وہ کوئی عام لوگ نہیں ہیں.... پاکستان کے اہم ترین کاروباری خاندانوں میں سے ایک

".... ہیں.... اور سید کارپوریشن کی آدھی مالک ہے وہ لڑکی

"مجھے تمہاری بکواس نہیں سننی.... مجھے وہ لڑکی چاہیے.... نہیں تو میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"





“.... نہیں... میں آپکے بغیر نہیں جاؤں گا آپ یہاں بیٹھ کر روئیں اور میں کھیلوں ایسے نہیں نا آپ بھی آئیں“

“... عروہ اس بچے کا کیا قصور ہے اسے تو اب ہی خوشیاں ملی ہیں اس کے لیے ہی اٹھ جاؤ“

عروہ نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے سوچا۔

“... ہاں چلو“

“ایسے جائیں گی؟ آنکھیں دیکھیں لال ہوئی پڑی ہیں۔“

آفاق نے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

”اچھا میں ابھی صاف کر کے آتی ہوں۔“

عروہ نے ہنستے ہوئے کہا۔ عروہ جب منہ دھو کر آئی تو آفاق کپڑے نکالے کھڑا تھا۔

”ارے یہ کس لیے؟“

عروہ نے اسے حیرانی سے دیکھا۔

“.... آپ یہی کپڑے اقرار بھائی کو دیکھا رہی تھیں نا کہ آپ نے یہ ڈھولک پر پہننے۔ اس لیے میں نے نکال دیے“

عروہ کا دل کیا پھر سے رو پڑے..... لیکن وہ روئی نہیں بلکہ اس نے آفاق کو گلے لگالیا۔

”اچھا میں کپڑے بدل کر آتی ہوں۔“

..... عروہ نے کپڑے اٹھائے اور بدلنے چلی گئی

عروہ نے سفید رنگ کا شلوار سوٹ پہنا تھا اور اوپر لال رنگ کا دوپٹہ کیا تھا وہ غضب ڈھا رہی تھی میک آپ بھی اس نے کیا تھا وہ دنیا کو کیوں دکھائے کہ وہ بری طرح ٹوٹی ہے۔

آفاق تو باہر آتے ساتھ بچوں کے ساتھ کھیلنے لگ گیا اور عروہ وہاں پڑی ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔  
”کزن یہ تو غلط بات ہے.... میں تمہاری شادی پہ ناچ ناچ کے پاگل ہوا تھا اور تم ایسے بیٹھ گئی ہو۔“  
خاور نے عروہ کے ایک طرف بیٹھے دیکھا تو کہا۔

”.... پاگل ہو گئے تھے تو یہاں کیا کر رہے ہو؟ پاگل خانے جاؤ نا“  
عروہ نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

”.... اچھا ڈرامے نہ کرو آؤ نہ تم بھی ڈانس کرو“  
خاور اب اسرار کر رہا تھا۔

”.... اپنی کزن فاریہ سے کہو کرے ڈانس“  
اب عروہ نے بھی چڑ کر کہا۔

”.... وہ بڈھی روح کہاں سے کرنے لگی.... رونق تو تم سے ہی ہے نا“  
خاور ابھی تک اس کے پاس کھڑا تھا۔

”اچھا چلو تمہاری شادی میں چار چاند لگائیں۔“

عرونہ آخر اٹھ ہی پڑی اور پھر کچھ ہی دیر میں اس نے رونق لگا دی.... عرونہ اس وقت بالکل چپ کر کے بیٹھ گئی جب اس نے فاریہ اور اقرار کو ایک ساتھ دیکھا فاریہ نے سبز رنگ کا جوڑا پہنا ہوا تھا جبکہ اقرار نے سفید رنگ کے ہی شلوار قمیض پہنی تھی۔ وہ لوگ جب پنڈال میں داخل ہوئے تو عرونہ چپ کر کے بیٹھ گئی۔ کافی دیر ایسے ہی چلتا رہا پھر کوئی سنگرز..... آئے ہوئے تھے وہ گانے لگے

“..... آج ہمارے اقرار بھائی گانا گائیں گے“

ہر طرف شور برپا ہو گیا جب زین نے یہ کہا عرونہ جو لا تعلق سی ہو کر بیٹھی تھی اس نے مڑ کر اقرار کو دیکھا جو ہاتھ میں مائک لیے کھڑا تھا.... گانے کا ساز چلنے لگا..... عرونہ اسے دیکھتی رہی اور وہ عرونہ کو.... عرونہ اٹھ کر جانے لگی جب وہ آواز پر روکی۔

”دل چاہتے ہو یا جاں چاہتے ہو؟ ہم سے بتاؤ کہ کیا چاہتے ہو؟“

عرونہ نے مڑ کر اسے دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا اور سب لوگ اس کی آواز میں کہیں کھو گئے تھے۔ پہلی دفعہ وہ اس طرح گارہا تھا۔

اقرار کی آنکھوں میں درد تھا۔ لیکن عرونہ کی آنکھیں رونے کی وجہ سے لال تھیں۔

دل چاہتے ہو یا جاں چاہتے ہو؟ ہم سے بتاؤ کہ کیا چاہتے ہو؟ خود کے ہی اندر مرجائیں گے غم نہ کبھی باہر لائیں گے ہنستے ہنستے کر دیں گے یہ بھی ہونا اگر تم جدا چاہتے ہو... ہنستے ہنستے کر دیں گے یہ بھی.... دل چاہتے ہو یا جاں چاہتے ہو ہم سے بتاؤ کہ کیا چاہتے ہو؟

عرونہ واپس مڑی.... اس تک آگئی تھی جہاں وہ کھڑا گانا گارہا تھا۔

زین نے لاشعوری طور پر عروہ کو مانک لا کر دیا۔

”عشق ہمارا جگ سے جدا ہے خوشیاں تمہاری ہماری وفا ہے.... قسمت اپنی پڑھ لی ہے ہم نے تمہارے سوانہ کچھ بھی لکھا“  
”ہے.... مجرم بھی ہم بن جائیں گے دینا اگر تم سزا چاہتے ہو۔“

دونوں آنکھوں میں آنسو لیے گارہے تھے.... وہ سب کے سامنے ہنسنے والی سب کے سامنے رو رہی تھی۔ ایمن کی آنکھیں نم ہو گئی تھیں۔

”ہم تو بنیں ہیں تمہاری ہی خاطر تمہارے ہی کام تو آئیں گے آخر.... ہم میں ہمارا تو کچھ بھی نہیں ہے جو تم کہو بس وہ ہی“  
”.... صحیح ہے.... حق میں ہمارے شوق سے کر دو کرنا اگر بد دعا چاہتے ہو  
..... عروہ اب رو دی تھی

”.... ہنستے ہنستے کر دیں گے یہ بھی ہونا اگر تم جدا چاہتے ہو“

عروہ اب بولی تھی چہرے پر مسکراہٹ سجائے.... اس کے بعد وہ ہنستی مسکراتی لڑکی سب کے سامنے رو کر چلی گئی۔  
.... سب لوگوں نے ماحول میں نمی کو محسوس کیا

”ارے واہ اقرار بھائی آپ میں تو ٹیلنٹ کوٹ کوٹ کر بھرا ہے۔“

زین اب دوبارہ مانک پر آچکا تھا اقرار اب عروہ کے پیچھے جا چکا تھا.... فاریہ تو یہ سب دیکھ کر ہی روہانسی ہو گئی تھی۔

”.... عروہ بات سنو“

اقرار نے اسے ہاتھ سے پکڑا.... وہ دونوں گھر کے لان میں موجود تھے۔

”اقرار حسن اب کیا چاہتے ہو؟“

عروہ نے غصے سے کہا۔

”تم چاہتی ہونا میں فاریہ کو چھوڑ دوں... آؤ سب کے سامنے اسے طلاق دوں... تم پلیز اس طرح مجھ سے لا تعلق نہ ہو مجھے تکلیف ہوتی۔“

اقرار اب اسے اپنی جانب کھینچ کر کہہ رہا تھا۔

”.... تمہارے لیے سب کتنا آسان ہے نا.... تم مجھے طلاق دو ابھی کے ابھی“

عروہ چلائی تھی.... باہر گانے چلنے کی وجہ سے شور کسی تک نہ پہنچا.... البتہ فاریہ سب سن چکی تھی۔

”نہیں دے سکتا.... عشق کرتا ہوں تم سے.... محبت نہیں ہے تم سے.... عشق ہے.... کہا تھا نادل آتش سے جس

دن واقف ہو گا اس دن مجھ سے پوچھو گی.... تو کیوں نہیں آج تک پوچھا؟“

اقرار نے اس کا بازو سختی سے ابھی بھی پکڑا ہوا تھا وہ اب غصے میں نہیں تھا وہ ایک ہارا ہوا عاشق لگ رہا تھا۔

”میں تمہارے عشق میں کب سے مبتلا ہوں؟ تمہیں اندازہ بھی ہے؟ فاریہ میں نہیں جانتا وہ لڑکی کب سے میری دوستی

کو پیار سمجھ بیٹھی تھی... اس نے مجھے پر پوز کیا تھا میں نے نہیں.... عروہ میں اس سے محبت نہیں کرتا میں تم سے عشق

کرتا ہوں.... میں مر جاؤں گا اگر تم نے مجھے چھوڑ دیا تو کتنی دفعہ تمہیں بتانے کی کوشش کی لیکن تم نے کبھی سنا ہی نہیں

کہ تمہارا اقرار کیا کہنا چاہتا ہے۔“

اقرار رو نہیں رہا تھا لیکن کچھ تھا اس کی آنکھوں میں..... عروہ اس کی انکشاف پر اب حیران ہو چکی تھی اس کو کچھ..... سمجھ نہیں آرہا تھا

میں اس فاریہ کو سمجھا ہی رہا تھا نا؟ تم نے کیوں اسے جلایا

”اگر میں اس سے نکاح نہ کرتا تو تمہیں جیل جانا پڑتا.... لیکن عروہ میں یہ نہیں دیکھ سکتا تھا۔.....

عروہ کچھ سوچے سمجھے بغیر اب اس کے گلے لگ کے رونے لگ گئی تھی۔

”آج اس فاریہ نے بکو اس کی.... اب جھوٹ بولا تمہیں نیچا دکھانے کے لیے.... تمہارا اقرار تم سے کبھی دھوکا نہیں کر سکتا۔“

..... فاریہ جو یہ سب سن رہی تھی رورو کر بری حالت ہو گئی تھی اس کی

”پلیز مجھے مت چھوڑنا.... اقرار میں مر جاؤں گی۔“

..... عروہ نے روتے ہوئے کہا

”کبھی نہیں کبھی بھی نہیں عروہ میں اس دن مر جاؤں گا جس دن تمہیں چھوڑوں گا۔“

”.... میاں جی اتنے ایمو شنل آپ اچھے نہیں لگتے“

عروہ نے اب اپنی بھیگی آنکھیں صاف کرتے ہوئے کہا۔

”ہاں نامیں وہ کریلے جیسی شکل جیسا اچھا لگتا ہوں۔“

”نہیں جی.... شکل کدو جیسی.... اور مزاج کریلے جیسے۔“

.... عروہ نے اسے درست کیا تو دونوں خوب ہنسے

”اچھا میڈم چلیں واپس پنڈال میں.... اب تک تو لوگ نجانے کیا کیا باتیں بنا چکے ہونگے۔“

”نہیں مجھے نہیں جانا... مجھے تم سے باتیں کرنی ہیں۔“

عروہ نے منع کر دیا۔

”اوکے بیگم اور کوئی حکم؟“

”.... ایک منٹ“

عروہ اسے ایک منٹ کہتی دروازے کی طرف آئی اور فاریہ کو بازو سے زور سے پکڑا.... اور گھسیٹ کے لان میں لائی جہاں اقرار کھڑا تھا۔

”سن لیا تم نے.... میرا شوہر صرف مجھ سے پیار کرتا.... میں چاہوں نہ تو ابھی تمہیں طلاق دلوادوں پر میں ایسا کروں گی نہیں میں خاور اور عافیہ کی خوشیاں نہیں برباد کرنا چاہتی۔ اب تم دفع ہو سکتی ہو۔۔۔“

”اقرار یہ کیا کہ رہی ہے؟ وہ سب باتیں جو تم نے مجھ سے کیں تھیں وہ جھوٹ تھیں؟“

”کون سی باتیں فاریہ بی بی؟ میں نے آج تک تمہیں پیار کا اظہار کیا؟ تم نے مجھے پرپوز کیا تھا تو میں نے ایکسپٹ نہیں کیا تھا یہ کہا تھا کہ ہم اچھے دوست ہیں۔ میں نہیں جانتا تھا کہ تم مجھ سے بات کرتی ہو تو ان باتوں کا کیا مطلب اخذ کرتی ہو میں نے آج تک تمہیں کبھی پیار کا اظہار نہیں کیا.... اور یہ سب میں تمہیں نکاح کی رات بتا چکا تھا اور یہ بھی کہ میں تمہیں بیوی کا درجہ کبھی نہیں دے سکتا.... پھر بھی تم نے جو بکواس کی تھوڑی سی جو عزت تھی تمہارے لیے وہ بھی ختم ہو گئی.... میں وہاں اس لیے نہیں بولا کہ سب کیا سمجھیں گے.... بس۔۔۔“

اقرار نے فاریہ کے آگے آئہ کر دیا تھا اور یہ سچ تھا اس نے کبھی بھی پیار کا اظہار نہیں کیا تھا فاریہ نے کیا تھا لیکن وہ بھی..... اس نے یہ کہہ کر ٹال دیا تھا کہ وہ اس کا اچھا دوست ہے

“..... اللہ تم دونوں کو کبھی خوش نہ رہنے دے“

عروہ اسے تھپیڑ مارنے لگی تھی لیکن اقرار نے روک دیا۔

“..... دفع کرو اسے“

اقرار نے یہ کہہ کر عروہ کو روک دیا.... تو عروہ نے بھی کچھ نہیں کہا اور فاریہ وہاں سے چلی گئی۔

“.... آپ تو آئیں نا آپکا حساب لوں“

عروہ نے اقرار کا کان پکڑتے ہوئے کہا۔

“.... اچھا اچھا کان تو آرام سے پکڑو“

اقرار نے اس کے ساتھ چلتے ہوئے کہا۔

“ایمن آپ عروہ آپ کی کدھر ہیں؟“

..... آفاق نے سوال کیا

“وہ تو سو گئی ہے چلو آؤ آپ میرے پاس سو جاؤ میں آپ کو سٹوری بھی سناؤں گی۔“

..... ایمن نے اسے پیار سے کہا تو وہ ایمن کے ساتھ سونے چلا گیا



-----

"یا اللہ آپ کا لاکھ لاکھ شکر ہے میرے عشق کو میری جھولی میں ڈال دیا.... میں اس قابل نہیں تھی پر آپ نے مجھے اس قابل بنادیا.... بے شک آپ کے آگے کچھ بڑا نہیں ہے... آپ جو کہتے وہی ہو جاتا ہے.... مجھے تو یہ سمجھ نہیں آرہا کہ میں کس کس بات پر آپ کا شکریہ ادا کروں؟ مجھے اقرار حسن مل گیا اس لیے یا اس کو بھی مجھ سے عشق ہے اس لیے؟" آج وہ اپنے اللہ کے حضور شکر کا سجدہ کرنے آئی تھی۔۔۔

آپ بھی اللہ کس کس چیز سے نہیں نواز دیتے؟ ہر اس چیز سے نوازتے ہیں جو انسان کی سوچ سے بھی باہر ہوتی ہیں۔

"نے تو کبھی سوچا بھی نہیں تھا اقرار کو مجھ سے اس حد تک عشق ہو گا۔

عروہ نے شکر کا سجدہ ادا کیا تو فجر کی اذان ہونے لگی اس نے خاموشی سے اذان سنی اور پھر اس نے نماز ادا کی۔

-----

"اقرار آخر تم چاہتے کیا ہو؟ کل کیا میلو ڈرامہ کریٹ کیا تم نے؟"

شازیہ اب اقرار سے سوال کر رہی تھی جو ابھی ہی شفقت ماموں کے گھر سے آیا تھا۔ اس نے ہلکے بھورے رنگ کی ٹی شرٹ کے اوپر جیکٹ پہنی ہوئی تھی اور نیلے رنگ کی جینز پہنی ہوئی تھی۔

"کیا کیا میں نے ماما؟"

اقرار نے ایسے کہا جیسے وہ کچھ نہ جانتا ہو اور ان سامنے پڑی کرسی پر بیٹھ گیا وہ اس وقت فاریہ کے کمرے میں موجود تھے فاریہ رات کو روتے روتے سوئی تھی اس نے کسی سے کچھ نہیں کہا تھا البتہ زہرا اور شازیہ نے سمجھا تھا کہ اقرار ادھر ہے اس لیے رو رہی ہے۔

”کل سب کے سامنے اس لڑکی کے لیے گانا گانے کی کیا ضرورت تھی؟“

شازیہ نے کل کا ذکر کیا۔

”.... وہ لڑکی میری بیوی ہے ماما عرو نہ اقرار حسن ہے وہ“

اقرار نے بہت تھل سے کہا تھا۔

”اچھا تو یہ کیا ہے؟ یہ بھی تمہاری بیوی ہے تم اس سے بات تک نہیں کرتے آخر کیوں اقرار یہاں سب لوگ باتیں بنا

رہے ہیں... تمہاری زرینہ خالہ کی ساری فیملی باتیں کر رہی ہے۔“

”یہ سب تو یہ نکاح کا فیصلہ کرنے والوں کو سوچنا چاہیے تھا جب تایا ابا کہہ رہے تھے کہ ہم علاج کا پیسہ ادا کریں گے تو کیوں نامانی بات؟ تب تو میرے سے نکاح کے علاوہ ان کو کوئی حل ہی نظر نہیں آتا تھا ماما اس سب میں میرا کیا قصور ہے

اقرار تھل سے ہی جواب دے رہا تھا جبکہ شازیہ کا پارہ ہائی ہو رہا تھا۔

”تمہیں تو وہ لڑکی پسند ہی نہیں تھی پھر...؟“

شازیہ نے ابھی کہنا شروع ہی کیا تھا کہ اقرار نے ٹوکا۔

”میں نے کب کہا تھا کہ عرو نہ مجھے پسند نہیں ہے؟ اور ماما لوگ اب بھی باتیں کر رہے ہیں ہمیں اس مسئلے کو گھر جا کر

حل کرنا چاہیے۔“

”ایسے کیسے گھر جا کر حل کرنا چاہیے؟ میری بیٹی کا مسئلہ ہے یہی حل ہو گا۔“

زہرا خالہ بولی تو اقرار کو غصہ آیا۔

"جی ٹھیک کہتی ہیں تو ابھی طلاق دے دیتا ہوں.. اور رہی عروہ کی بات تو اس کو کوئی کچھ کہہ کر تو دیکھائے..... بہت ہو گیا اب.... نہ آپکی بیٹی ایک شادی شدہ مرد کے پیچھے پڑتی نہ ہی یہ سب ہوتا.... اور اس سے نکاح میری مرضی نہیں تھی۔"

اقرار کہتے ساتھ اٹھ گیا۔

"دیکھا میں کہتی تھی نا یہ سب ہی ہو گا۔"

.... زہرا نے کہنے شروع کر دیا اور یہ سب نے سنا تھا

"زہرا چپ کر جاؤ.... کیوں تماشہ بنا رہی ہو۔"

شازیہ نے اب اسے چپ رہنے کو کہا۔

".... امی پلیز میرا تماشہ نا بنائیں"

... اب فاریہ روتے ہوئے بولی تو زہرا کو خاموش ہونا پڑا

"پہلے ہی آپ لوگوں نے میرا تماشہ بنا دیا ہے۔"

..... وہ اٹھ کر چلی گئی

".... میری بچی کے نصیب"

زہرا نے اسے جاتے دیکھا تو دکھ سے کہا۔

”میاں جی آج مہندی ہے.... کون سے کپڑے نکالوں؟“

عروہ نے اقرار سے پوچھا جو کب سے نمبر ملانے میں مصروف تھا لیکن لگ نہیں رہا تھا۔

”کیا ہوا پریشان لگ رہے ہو؟“

عروہ اس کے پاس آئی تو اس نے عروہ کو دیکھا۔

”نہیں بس نہیں... وہ فواد کو کال کر رہا ہوں اس سے کاغذات کا پوچھنا تھا کہ کام کہاں تک پہنچا۔“

عروہ اس کے پاس بیٹھ گئی۔ اور کندھے پر سر رکھ لیا۔

”تم پریشان ہونا؟ چچی نے کوئی بات کی؟“

”نہیں نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے.... اور تم یہ سب مت سوچو.... اور شادی انجوائے کرو۔“

”وہ تو میں کر ہی رہی ہوں۔“

عروہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

”تمہیں سردی نہیں لگتی؟“

اقرار نے اس کے باریک شیفون کے لہنگے کو دیکھتے ہوئے کہا جو اس نے مہندی پر پہننا تھا۔

”.... کیوں تم نے نہیں سنا دو جانوروں کو سردی نہیں لگتی ایک برفانی ریچھ اور دوسرا شادی میں آئی ہوئی لڑکیوں کو“

عروہ کی بات پر اقرار نے زوردار قہقہہ لگایا۔

”کدو ہنستے رہا کرو۔“

عرونہ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”مجھے کبھی چھوڑو گی تو نہیں؟“

اقرار نے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

”....مر جاؤں گی اس دن“

عرونہ نے جواب دیا۔

”.....اللہ نہ کرے کہ کچھ ہو تمہیں“

اقرار نے کھڑے ہو کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

”اچھا نہ اب تیار ہونے دو تمہارے دل پہ بجلیاں بھی گرا نی ہیں۔“

عرونہ نے اپنے کپڑے اٹھاتے ہوئے کہا۔

”آفاق تیار ہو گیا؟“

....اقرار نے عرونہ سے پوچھا

”ہاں وہ جناب تو یہاں آکر بہت خوش ہے میں کپڑے پہنائے تو بھاگ کر باہر نکل گیا... ابھی گندے کر آئے گا۔“

عرونہ نے افسوس سے کہا۔

”بلکل تمہارے جیسا ہے۔“

اقرار نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ہاں پھر بچ کے رہنا قتل و تل بھی ہو سکتا ہے۔“

عروہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

”.... سچ میں غنڈی ہو“

اس نے اسے دیکھتے ہوئے کہا جو اپنا لہنگا اٹھا کر واش روم کی طرف جا رہی تھی۔

”اچھا اب بتا دو کون سے کپڑے پہننے؟“

عروہ نے روک کر پوچھا۔

”یار میں نکال لیتا ہوں تم تیار ہو جاؤ۔“

اقرار کو اس کا اتنا عزت دینا اچھا نہیں لگ رہا تھا وہ اپنا کام بھی دوسروں سے کروانے والی آج اسے کہہ رہی کہ تمہارا کام.... کر دوں

”اچھا مرضی تمہاری میں تو کہہ رہی تھی اچھی بیوی کی طرح نکال دوں۔“

عروہ شانے اچکاتے اندر چلی گئی۔

”بن ہی نہ جاؤ اچھی بیوی“

اقرار نے مسکراتے ہوئے کہا اور خود الماری کی طرف چلا گیا اس نے کالے رنگ کا کرتا اور شلوار نکالا اس کے کرتے کی گلے پر تھوڑی تھوڑی لال رنگ کی دھاگے کی کڑھائی ہوئی تھی۔

عرونہ کے لہنگے کی کرتی سبز تھی اور لہنگا سبز اور گلابی تھا اوپر پیلا دوپٹہ تھا۔ جب عرونہ کپڑے پہن کر باہر نکلی تو اقرار اپنے کپڑے اٹھا کر کھڑا تھا۔

”کیسی لگ رہی ہوں؟“

عرونہ نے گھوم کر پوچھا۔

”میں تیار ہو جاؤں اب؟“

اقرار کپڑے ہاتھ میں لیے پوچھنا لگا۔

”ہائے اللہ اتنی پیاری بیوی سامنے کھڑی تعریف کرنے کی بجائے تمہیں تیار ہونے کی پڑی ہے۔“

عرونہ اس کی بات سے سخت چڑ گئی تھی۔

”یار ٹائم دیکھو آٹھ بج رہے ہیں تیار بھی تو ہونا اور تم نے ابھی میک آپ بھی کرنا۔“

اقرار نے اپنی طرف سے صفائی دی۔

”اچھا مطلب میں میک آپ کے بغیر اچھی نہیں لگتی؟“

عرونہ اب اس کے پاس آچکی تھی۔

”یار میں نے ایسا تو نہیں کہا.... اچھا بابا سوری معافی دے دو۔“

اقرار نے اب التجائی انداز میں کہا۔

”تم.... تم اس بھنڈی کی شکل والی ساتھ ہی اچھے لگتے ہو۔“

عروہ نے غصے سے کہا اور اپنا میک آپ کھول کر بیٹھ گئی۔

اقرار اب کپڑے بدلنے جا چکا تھا۔

وہ جب باہر آیا تو کالے رنگ کا کرتا اس پر بہت خوبصورت لگ رہے تھے۔ عروہ کچھ دیر تو اسے دیکھتی رہی.... پھر بولی۔

”یقیناً تم کو جے لگ رہے ہو۔“

عروہ نے ناک چیرتے ہوئے کہا اقرار سنگار میز تک آیا اور دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔  
”اور تم یقیناً کو جی لگ رہی۔“

.... اقرار نے اس کا ناک کھینچا تو عروہ چلائی

”اقرار حسن میرا میک آپ خراب ہوا تو میں تمہارا قتل کر دوں گی۔“

..... اقرار ہنسنے لگا

”قاتل تو تم میری ویسے ہی ہو.... دن میں ہزار دفعہ قتل کرتی ہو۔“

اقرار نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اور اب میں چاقو کے ساتھ قتل کروں گی۔“

”یہ والی لپ سٹک لگاؤ۔“

اقرار نے اسے پکڑتے ہوئے کہا اس کا رنگ گلابی تھا۔



“.... اقرار یہ نہیں اچھی لگے گی“

”لیکن میں کہہ رہا ہوں نا؟ اور تم نے کس کے لیے تیار ہونا۔“

اقرار نے اسے مناتے ہوئے کہا۔

“... اچھا خود لگا دو“

.... عروہ نے کھڑے ہوتے ہوئے سرخی اسے پکڑا دی.... اقرار نے پکڑ کر لگانی شروع کی

“... اقرار بھائی ایک منٹ ایسے ہی رہے گا میں آپ کی تصویر بنالوں“

زینب نے کمرے میں کچھ کہنے آئی تھی جب اس نے اقرار کو لپ سٹک لگاتے دیکھا تو فوراً سے بولی.... اقرار جھجکا جب

..... کے ہمیشہ کی بے شرم عروہ تصویر بنوانے کے لیے تیار تھی۔ زینب نے تصویر بنالی تو عروہ نے کہا

”مسٹر اقرار مجھے دیکھ لینے دو پھر میں تمہارا حساب لگاتی ہوں۔“

. عروہ نے جب خود کو آئینے میں دیکھا..... اس کے چہرے کے رنگ بدلنے لگے۔

“..... اقرار حسن“

عروہ زور سے چلائی تھی اور وہ بیڈ کی دوسری جانب جا چکا تھا۔ اس نے سرخی پھیلا دی تھی۔

“.... رو کو ذرا تمہیں تو میں پوچھتی ہوں“

..... عروہ لہنگا اٹھاتے اس کے پیچھے بھاگی... لیکن وہ کمرے سے نکل گیا

”مسز اقرار حسن یہی رنگ لگا کے آئے گا۔“

.... اقرار کہتا ہوا نکل گیا

“.... تمہیں پوچھ لیتی ہوں“

.... عروہ نے غصے سے کہا

”بڑا آیا شاہ رخ خان خود کو گنگ آف رومانس سمجھ رہا تھا۔“

عروہ دوبارہ آئینے کے سامنے آچکی تھی۔

عروہ جب پنڈال میں آئی تو بہت سے مہمان آچکے تھے آج وہ سب سے ملی تھی وہ بہت خوش تھی..... دلہن نے پیلا

.... لہنگا پہنا ہوا فاریہ نے شلوار سوٹ ہی پہنا تھا ایمن کا بھی لہنگا تھا اور زینب کا بھی لہنگا پہنا ہوا تھا

“... اے ویکھو فاریہ بی بی دابندہ ہے اے“

عروہ ایک عورت کی بات پر روکی.... ایک عورت دوسری عورت کو اقرار کی طرف اشارہ کر کے بتا رہی تھی۔

“.... سوہنا منڈا اے“

دوسری نے تبصرہ کیا.... عروہ مڑ کر انکی طرف آئی۔

آپ کو نہ غلط پتہ ہے وہ میرے شوہر ہیں سیدہ عروہ فاطمہ بخاری کے.... شائلہ گیلانی کو تو جانتی ہو گئی ارے آپ کے

”پیر کی بیٹی.... ان کی بیٹی کا شوہر ہے وہ آئندہ ایسے نہ دیکھیے گا اور نہ کسی کے ساتھ منسوب کرے گا۔

عروہ میز پر ہاتھ رکھے مسکراتے ہوئی آنکھوں میں غصہ لیے انہیں سمجھا رہی تھی۔

اور میں بس ایک بار سمجھاتی ہوں.... اس کے بعد فاریہ بی بی کی طرح نہ ہو جائیں... ان کا تو علاج ہو گیا آپ کا تو وہ بھی ”کسی نے نہیں کروانا۔

عروہ ایک مسکراتی نظر ان دونوں پر ڈالتی واپس چل دی... جہاں اقرار کھڑا تھا وہ دونوں تو خوف زدہ ہو گئیں تھیں۔

”شمالہ باجی تے بہت چنگی اے... پتہ نہیں اے کندے تے گئی اے؟.... اے کڑی بہت تیز اے“

وہ عروہ کی اماں کی تعریف کرنے لگی۔

..... ”مسٹر اقرار میرے ہاتھوں میں مہندی لگی کھانا کھلاؤ“

عروہ نے مہندی والے ہاتھ آگے کرتے ہوئے کہا۔

”عروہ سب دیکھ رہے ہیں میں یہ نہیں کر سکتا۔“

تقریباً وہاں سب لوگ ہی کھانے میں مصروف تھے۔

”بڑا دعویٰ کرتے ہونا عشق کا اب کھانا بھی نہیں کھلا سکتے۔“

عروہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”.... عشق کا دعویٰ کرتا ہوں بے غیرتی کا نہیں“

اقرار نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

”اچھا تو بیوی کو کھانا کھانا بے غیرتی ہے؟“

عروہ نے مصنوعی غصہ دکھاتے ہوئے کہا۔

”نہیں.... سب کے سامنے کھلانا یقیناً ہے۔“

اقرار نے ہاتھ باندھتے ہوئے کہا۔

”میاں جی پھر کر لیں... کیوں کہ مجھے بہت بھوک لگی اور اگر آپ نے نہ کھلایا تو میں.... میں یہ سارہ مہندی آپ کے ”منہ پر لگا دوں گی۔“

عروہ کے نے ابھی ابھی مہندی لگوائی تھی.... اور وہ جانتا تھا کہ اگر یہ دھمکا سکتی تو کر بھی دے گی۔

”...! عروہ“

اقرار نے بیزاری سے کہا۔

”.... ہاں جی میاں جی جائیں بریانی ڈال کر لائیں بہت بھوک لگی صبح سے کچھ نہیں کھایا“

اقرار کو مجبوراً جانا پڑا وہ اس کے لیے بریانی ڈال کر لایا اور ساتھ تھوڑا سا لاد۔

”اقرار اتنی تھوڑی بریانی؟ کسی چڑیا نے نہیں کھانی جیتی جاگتی انسان نے کھانی ہے۔“

”... نہیں ایسے کہو کھانے والی میشن نے کھانی ہے“

اقرار چڑ کر بولا۔

”.... اچھا جاؤ اور ڈال کر لاؤ“

’دیکھ رہی ہیں آپ خالہ.... لوگوں کا بھی لحاظ نہیں کر رہا آپکا بیٹا.... سب لوگ انہیں ہی دیکھ رہے ہیں.... کس طرح بے شرمی سے اسے چاول کھلا رہا ہے۔۔“

فاریہ نے اقرار کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو عروہ کے منہ میں چاولوں کا چچ ڈال رہا تھا اور وہ ساتھ ساتھ ہنس ہنس کر باتیں کر رہی تھی۔

”تم فکر نہ کرو میری بچی بس کچھ ہی دن ہیں اللہ تمہارا ساتھ دے گا یہ خود ہی اقرار کو چھوڑ کر چلی جائے گی۔“  
شازیہ نے فاریہ کو سمجھایا۔

“.... خالہ میں بھی تو اس کی بیوی ہوں نا؟ میرا بھی تو حق ہے“

”میری بچی صبر کرنے والے کے ساتھ اللہ ہوتا ہے۔“

شازیہ نے اس کے گالوں کو چھوتے ہوئے کہا۔

“..... نہیں ہوتا اب صبر“

فاریہ نے دل میں سوچا۔

“.... تم میاں بیوی کو شرم نہیں آرہی دولہا دلہن سے زیادہ لوگوں کی آنکھوں کا مرکز تم دونوں ہو“

ایمن ان کے پاس آکر بیٹھی تھی۔

”جی تو آپکو کون سی تکلیف نے آن گھیرا ہے؟“

عروہ نے آبرو اوپر کرتے ہوئے کہا۔

“...یار ایمن اس لڑکی سے کوئی نہیں جیت سکتا“

اقرار نے بیچارگی سے کہا۔

”یہ میری لپ سٹک خراب کرنے کی سزا ہے۔“

عرونہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اچھا بس آؤ ایمن تھوڑی رونق لگائیں کیا روکھی سی مہندی ہے۔“

عرونہ نے اٹھتے ہوئے کہا تو اقرار نے شکر کا کلمہ پڑھا۔

-----  
”آج ایک نیا سورج نکلا ہے شاہنور“

شاہنور نے اپنے کمرے کے پردے ایک طرف کرتے ہوئے کہا۔

سورج کی کرنوں نے اس کو نئے آنے والے دن کی بشارت دی۔ آج برف باری تھم چکی تھی اتنے دن برف باری ہوتی رہی تھی اور کمرے کی کھڑکی سے صاف دیکھا جاسکتا تھا کہ مری کا ہر گھر برف سے ڈھک چکا تھا۔

”.... تو مس شاہنور آج بہت سے کام کرنے ہیں سب سے پہلے تیار ہونا ہے اور پھر اس پر بجلیاں بھی تو گرانی ہیں“

اس نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اچھا اب شاہنور کپڑے نکالے گی... اور پھر تیار ہوگی.... دیکھو ذرا اتنی ٹھنڈ میں شاہنور کو تیار ہونا پڑ رہا ہے۔“

شاہنور نے ہنستے ہوئے واپس مڑ کر خود کو شیشے میں دیکھا اس کے بال بالکل کندھوں تک آتے تھے۔ باب کٹ بال اس پر بہت اچھے لگ رہے تھے۔ اس نے چل کر اپنی الماری کھولی اور اپنے کپڑے نکالے اس نے بلیک جینز اور وائٹ ٹاپ نکالا اور ساتھ ایک جیکٹ نکالی۔

یہ مری کے پہاڑوں میں واقع ایک خوبصورت بنگلہ تھا جس کے اوپر والے کمرے میں وہ کھڑی تھی۔

اس نے اپنی گھڑی پہنی کالے پینٹ کوٹ میں اس کی شخصیت کمال لگ رہی تھی۔ اس نے اب سائیڈ ٹیبل سے کافی کا مگ اٹھایا اور لبوں کو لگایا.... کافی کڑوی تھی لیکن اب وہ ایسا ہی ہو گیا تھا کڑوی کافی پینے کا عادی اس نے کافی کی کڑواہٹ اپنے اندر اتاری اور مگ رکھ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

”کتنی دیر ہے؟“

اقرار سنجیدگی سے بول رہا تھا چہرے پر اور کوئی تاثرات نظر نہیں آتے تھے۔

”.... بس بس نکل رہی ہوں“

وہ جلدی سے دوڑتی ہوئی پاس آئی۔

”.... چلیں“

اس نے پوچھا تو اقرار محض سر ہلا کر چل دیا اس کے بعد ان دونوں کی کوئی بات نہیں ہوئی۔

”کل کہاں تھی؟“

وہ گاڑی میں بیٹھی اس کے ساتھ آئس کریم کھا رہی تھی جب اس نے سوال کیا۔

”گھر ہی تھی اور تم تو جانتے ہو اتوار کا دن میں گھر میں ہی گزارتی ہوں۔ اور اتنی برف باری میں کیسے آسکتی تھی؟“

”ہاں لیکن اس ناچیز کو بھی وقت دے دیا کریں میڈم“

اس نے ہنستے ہوئے کہا۔

”وقت ہی وقت... آپ اتنے مشہور انسان ہیں آپ کے پاس وقت نہیں ہوتا تو میں کیا کروں؟“

شاہنور نے لبوں پر مسکراہٹ سجائے کہا۔

”پھر کب کر رہی ہیں مجھ سے شادی؟“

گاڑی میں بیٹھے اس شخص نے کہا جس نے سر پر ٹوپلی ہوئی تھی۔ چہرے پر داڑھی تھی دیکھنے میں وہ شخص تقریباً پینتالیس سال کا لگتا تھا اور وہ لڑکی اس کی بیٹی کی عمر کی تھی۔ اس نے جینز اور ٹاپ پہنا تھا جبکہ وہ شخص بہت ہی معتبر لگ رہا تھا۔

”مجھ سے شادی کرو گے تو دنیا مذاق اڑائے گی۔“

اس نے ہنستے ہوئے کہا۔

”نہیں اڑائے گی میں تمہارے گھر رشتہ بھیجنے والا ہوں۔“

وہ دونوں مال روڈ کے پارکنگ ایریا میں کھڑے تھے ابھی تک سورج نکلا ہوا تھا آج لگتا تھا۔

”اتنی بھی کیا جلدی ہے؟ ہو جائے گا سب.... تم بہت جلدی نہیں کر رہے سب؟“



شاہنور نے ونڈ سکرین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”یار ایک سال ہو گیا منگنی کو.... تم شادی کی بات ہی نہیں کر رہی ہو۔“

اس شخص نے بیزاری سے کہا۔ شاہنور خاموش رہی شاید وہ اسے جواب نہیں دینا چاہتی تھی اور باہر آتے جاتے لوگوں کو دیکھنے لگی جو برف پر بہت سنبھل سنبھل کر چل رہے تھے کیونکہ وہ لوگ سڑک پر کھڑے تھے اور سڑک پر جو برف ہوتی وہ سخت ہوتی اور اس پر گرنے کا خطرہ زیادہ ہوتا۔

”.... تم مجھے اگنور کر رہی ہو شاہنور“

”.... نہیں تمہیں غلط فہمی ہو رہی ہے.... میں بس لوگوں کو دیکھ رہی ہوں کون گرے اور میں اس کو دیکھ کر ہنسوں“

شاہنور نے ہنستے ہوئے کہا۔

”تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا... کب کرنی مجھ سے شادی۔“

..... اس نے اپنی بات دہرائی

”.... شفیق ہر کام کا وقت ہوتا ہے جیسا کہ اب آئس کریم کھانے کا ہے تو اسے کھاؤ“

شاہنور نے اس کے منہ میں آئس کریم ڈالتے ہوئے کہا۔

اچھا اب میں چلتی ہوں....“ شاہنور نے بال جھٹکے اور نکل گئی۔

”.... شاہنور“

وہ پکار کر رہ گیا لیکن شاہنور اب باہر جا چکی تھی۔

”....تمہاری اسی ادا پر فدا ہو چکا ہوں“

اس نے ہنستے ہوئے کہا۔

”...چچا کی عمر والا شاہنور سے شادی کرے گا آیا بڑا“

اب وہ مال روڈ کی طرف آچکی تھی.... وہ چلتی چلتی ڈھلوان اتر رہی تھی جب وہ ایک لڑکے سے ٹکرائی جس نے ہڈوالا پر پہنا ہوا تھا اور ہاتھ میں موبائل تھا جس پر وہ مصروف لگتا تھا۔ دیکھنے میں وہ تیس سالہ نوجوان لگتا تھا جس کے نقوش بہت ہی خوبصورت تھے رنگت سفید اور آنکھیں کارنگ سیاہ تھا۔

”اندھے ہو نظر نہیں آتا؟“

شاہنور اس پر چلائی تھی۔

”نہیں قائم رضا ہوں اور کیا ہے نا مجھے رات کو نظر آتا ہے۔“

اس نے چہرہ اوپر کر کے شاہنور کو منہ بناتے ہوئے کہا۔

”....تم دفع ہو.... پہلے اس شفیق نے دماغ خراب کر دیا اب تم کر رہے ہو“

شاہنور اس کو سستی ہوئے وہاں سے چل دی اور دوبارہ ایک ڈھلوان کی طرف مڑ گئی... جبکہ قائم اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔

شاہنور اب گھر آچکی تھی وہاں صرف ایک کام کرنے والی رہتی تھی اور ایک شاہنور تھی۔

”کافی بناؤ میرا دماغ اس وقت بہت خراب ہے۔“

وہ غصے سے کہتی اوپر کمرے میں چلی گئی سڑیاں لکڑی کی بنی تھیں اور گھر میں زیادہ تر کام بھی لڑکی ہی ہوا ہوا تھا۔

-----

شام کا وقت تھا اور مری کے ہر گھر پر بتیاں روشن ہو چکی تھیں... اور پیلا رنگ رات کو سفید برف میں ڈھکے گھروں پر بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔ شاہنور کھڑکی کے پاس کھڑی اس خوبصورت منظر کو دیکھ رہی تھی لیکن اس کا اندر بہت خالی ہو چکا تھا۔

”میڈم وہ آئے ہیں۔“

کام والی اسے آکر اطلاع دی۔

”اچھا تم چلو میں آتی ہوں اور ان کے لیے کھانا بھی لگاؤ اس کے بعد تم اپنے گھر جاسکتی ہو۔“

شاہنور نے اسے حکم دیا اور کندھوں پر شال اوڑھے نیچے آگئی۔

جہاں وہ صوفے پر بیٹھا تھا شاہنور کو آتا دیکھ کر اس کے چہرے پر مسکراہٹ اٹھ آئی تھی۔

”کیوں آئے ہو تم یہاں؟“

شاہنور اس پر غصہ ہوتے ہوئے بولی۔

”چلا جاتا ہوں۔“

اس نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”میں نے یہ بھی نہیں کہا... اور سن لو اب وہ بوڑھا مجھ سے شادی کرنا چاہتا ہے۔“

“....تو کرلو“

اس نے بہت آرام سے کہا.... کام والی کھانا لگا چکی تھی۔

”میڈم کھانا لگ چکا اب میں جاؤں؟“

“....ہاں جاؤ تم“

شاہنور نے اسے اجازت دی۔

“....مسٹر قائم رضا میں تمہارا خون پی جاؤں گی“

وہ غصے سے اسے کہہ رہی تھی جبکہ کام والی لڑکی اب جا چکی تھی۔

”تم میں خون ہے بھی؟ دیکھنے میں تو بالکل نہیں لگتا.... کمزور سی ہی ہو۔“

اس نے شاہنور کو دیکھتے ہوئے کہا۔

“....استغفر اللہ.... میں تو نہیں کمزور“

اس نے خود کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں لگ ہی رہا.... خیر چھوڑو مجھے بہت بھوک لگی ہے میں تو چلا کھانے۔“

....قائم اٹھ کر کھانے کی میز پر آگیا تو شاہنور بھی اس کے پیچھے آئی

“....تم ایسے نہیں کھا سکتے.... پہلے میری بات کا جواب دو“

”میں تمہارا پابند نہیں ہوں... میں ابھی ہی کھاؤں گا۔“

قائم نے پلیٹ اپنے آگے کرتے ہوئے کہا۔

”اچھا کھاؤ میں نہیں کھاؤں گی۔“

شاہنور نے ہاتھ باندھتے ہوئے کہا۔

”....ناکھاؤ“

اس نے شانے اچکائے اور پلیٹ میں سالن ڈالنے لگا۔ شاہنور کو بہت غصہ آیا لیکن بھوک اسے بھی لگی تھی اس لیے چپ کر کے بیٹھ گئی... اور غصے سے پلیٹ اٹھائی اور کھانا ڈالنے لگی۔

”.....وہ مجھ سے شادی کرنا چاہتا ہے“

اب وہ دوبارہ کہہ رہی تھی۔

”....ہاں تو مسئلہ کیا ہے؟ کر لو شادی“

....اس نے پھر سے اسی انداز میں کہا جس پر شاہنور کا پارہ بڑھا

”....میں اس بوڑھے سے شادی نہیں کر سکتی“

”...یہ تمہارا مسئلہ ہے میرا نہیں“

قائم نے کندھے اچکائے۔ شاہنور سمجھ گئی جو بھی کرنا اسے خود ہی کرنا ہے اس لیے خاموش ہو گئی۔

”تم نے اس لڑکی کو چھوڑ دیا؟“

شاہنور نے کہا تو قائم نے اس منہ اٹھا کر دیکھا اور روٹی کا نوالہ رکھ دیا۔

“.... شاہنور تمہارا اس سب سے کچھ لینا دینا نہیں..... تو تم دور ہی رہو اس سب سے“

اس نے اسے تنبیہ کی۔

شاہنور آنکھیں گھوما کر کھانا کھانے لگی۔

”تمہیں کتنی دیر ہے؟“

اس نے ہاتھ میں پہنی گھڑی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”بس کچھ چیزیں رہ گئی ہیں وہ سامنے دوکان سے مل جائیں گی۔“

فاریہ نے اشارہ کرتے ہوئے کہا وہ اس کے ساتھ مال کبھی نہ آتا لیکن گھر میں کوئی ڈرائیور موجود نہیں تھا ایک ڈرائیور کو شازیہ لے کر گئی ہوئی تھی اور ایک شائلہ کے ساتھ ڈاکٹر کے پاس گیا تھا اور ایک چھٹی پر تھا فاریہ کو خود گاڑی چلانی نہیں آتی تھی اس لیے اسے آنا پڑا.... اب وہ پہلے والا اقرار نہیں رہ گیا تھا اب زیادہ تر وہ خاموش رہتا تھا.... خاموش طبع وہ پہلے بھی تھا لیکن عروہ اسے کبھی خاموش نہیں رہنے دیتی تھی لیکن جب سے عروہ گئی تھی..... وہ ایسا ہی ہو گیا تھا آج فاریہ کا آنا ضروری تھا کیونکہ ایمن کی شادی نزدیک تھی اور اسے ساری خریداری کرنی تھی۔

”میں پارکنگ ایریا میں انتظار کر رہا ہوں جب سب ہو جائے تو آجانا۔“

..... وہ بغیر کسی تاثر کے کہتا چل دیا

”عروہ چلی گئی لیکن تمہیں زندہ لاش بنا گئی اقرار۔“

فارہ نے درد سے اسے جاتے دیکھا۔

-----

گھر آکر اقرار سیدھا اپنے کمرے میں گیا وہ اور فارہ آج بھی علیحدہ علیحدہ رہتے تھے۔ اقرار نے آتے ساتھ گھڑی اتاری اور الماری کھول کر کپڑے نکالے.... اس کی الماری اب بے ترتیب نہیں ہوتی تھی کیونکہ وہاں اب عروہ نہیں تھی.... البتہ اس کی یادیں اسی کمرے میں تھیں..... کبھی بھی وہ ٹیرس پر گھڑی اس سے باتیں کر رہی ہوتی تو کبھی کمرے میں گند پھیلا کر بیٹھی ہوتی تھی..... اقرار روز مرتا تھا اور روز جیتا تھا..... دو سالوں نے اسے ایسے بدل دیا تھا جیسے وہ کبھی زندگی میں ہنسنا ہی ناہو.... یا اس کی زندگی میں ہنسنا گناہ لکھ دیا گیا ہو۔

کپڑے بدل کر جب وہ آیا تو اسے کہیں دور سے عروہ کی آواز سنائی دی۔

“.... میاں جی! مجھے بھوک لگی آئس کریم کھلا لائیں“

وہ روز انہی آوازوں کو محسوس کر کے زندہ ہوتا تھا۔

”میاں جی! آپ بہت اچھے ہیں۔“

اقرار نے کمرے کی روشنی بند کر دی اور اندھیرے میں لیٹ گیا۔

”پتہ نہیں دادا جی کو کیا سوچھی جو اپنی حسین و جمیل پوتی کی شادی تم جیسے کدو کریلے سے کروادی۔“

آج اس کو پھر نیند نہیں آرہی تھی.... اور وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے نیند کی گولیاں لیں تو وہ پھر خواب میں ملے گی اور جب اٹھے گا تو اسے پاس نہ پا کر اسے اور بھی تکلیف ہوگی۔

”تم نے ساری انٹریز کر دی ہیں؟“

شفیق نے اپنے سامنے کھڑے آدمی سے پوچھا۔

”جی سر لاہور مری کراچی اور اسلام آباد تمام شہروں کی انٹریز ہو گئی ہیں۔“

شفیق نے اسے مسکراہٹ کے ساتھ دیکھا۔

”نیٹ انکم بتاؤ؟“

”سر ہماری نیٹ انکم اس مہینے دس کڑوڑ رہی ہے۔“

..... شفیق قہقہہ لگا کر ہنسا

”دن بہ دن میرا کاروبار ترقی کر رہا ہے۔“

”اقرار تم نہیں چلو گے؟“

شائلہ اس کے کمرے میں آئی تھیں.... وہ جو تیار ہو کر کھڑا تھا سفید تھری پیس سوٹ پہنے آئینے کے آگے پرفیوم لگا رہا

تھا شائلہ کو اندر آتا دیکھ اس نے پرفیوم رکھ دیا تھا۔

”تائی جان میں بہت مصروف ہوں... میرے پاس شادی وغیرہ کے لیے وقت نہیں ہے۔“

اقرار نے بنا تمہید باندھے جواب دیا۔



“...بیٹا لیکن.... لوگ“

...شائلہ ابھی بول ہی رہی تھی کہ اقرار پھٹ پڑا

لوگ کیا کہیں گے.... اس چکر میں میری عروہ آج میرے ساتھ نہیں.... بس کر دیں.... لوگ کیا کہیں گے“  
ہے.... تنگ آگیا ہوں میں یہ سن سن کر... کاش میں اس دن ماما کی بات نہ مانتا..... تو آج میری عروہ میرے پاس  
”ہوتی۔

وہ چیخ کر جس درد سے کہہ رہا تھا یہ جانے بغیر وہ ایک بوڑھی ماں کے سامنے اس کی بیٹی کا ذکر کر رہا تھا تو اس کے دل پر کیا  
گزر رہی ہوگی.... شائلہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔

“.... تائی جان“

اقرار فوراً آگے آیا اور شائلہ کو کندھوں سے پکڑا۔

“.... میں ہر گز آپکو ہرٹ نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن“

.... وہ اب چپ کر گیا

“.... نہیں بیٹا کوئی بات نہیں تم نہیں جانا چاہتے تو“

اور آپکو جنہوں نے بھیجا ہے انہیں کہہ دیں مجھے مزید تنگ کیا تو میں وہ کروں گا پھر وہ لوگوں کو جواب دیتے دیتے“  
”تھک جائیں گی۔

اقرار نے ماما نہیں کہا کیونکہ وہ تو اب انہیں مخاطب بھی نہیں کرتا تھا۔

آج مری میں سورج کا نام و نشان نہیں تھا اور ہر طرف برف باری کا راج تھا لگتا تھا کہ اب شاید ہی کبھی سورج نکلے گا۔ وہ ابھی کھڑکی کے پاس ہی کھڑی اس سفید روئی کے جیسے زروں کو زمین پر گر تادیکھ رہی تھی جب اسے نیچے سے آواز آئی صبح صادق کا وقت تھا ابھی کام والی بھی نہیں آئی تھی قائم تورات کو ہی نکل گیا تھا پھر یہ شور کیسا تھا۔ وہ بھاگ کر نیچے گئی تو اس کے ہوش ہی اڑ گئے.... سامنے قائم ایک لڑکی کو بالوں سے پکڑ کر کھڑا تھا۔

”چھوڑو مجھے... تم بہت غلط کر رہے ہو.... اسے پتہ چلے گا تو تمہیں نہیں چھوڑے گا۔“

شاہنور بھاگ کر ان کی طرف آئی۔

”بکو اس نہیں کرو... اسے کبھی پتہ نہیں چلے گا کہ تم ہمارے قبضے میں ہو۔“

اس لڑکی کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے اور آنکھوں پر پٹی بندھی تھی۔ قائم اسے گردن سے دبوچے کھڑا تھا۔

”اس کو یہاں کیوں لائے ہو؟“

شاہنور نے سوال کیا۔

”تاکہ تم سوال کر سکو.... حد ہے اس یہاں رکھنا ہے اس لیے لایا ہوں۔“

”.... لیکن یہ یہاں نہیں رہ سکتی“

شاہنور نے ہاتھ باندھ کر کہا۔

”..... وہ تم لوگوں کو نہیں چھوڑے گا“

وہ لڑکی چلا رہی تھی اور قائم کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن اس کی گرفت اس پر مضبوط تھی۔

“.... وہ یہاں تک پہنچ ہی نہیں پائے گا بی بی

شاہنور نے اسے کھینچ کر تھپڑ مارا۔

”اچھا چلو دروازہ کھولو۔“

قائم نے اسے حکم دیا.... شاہنور کو پتہ تھا اب اگر قائم اسے لے ہی آیا تو اب وہ اسے یہی رکھے گا اس لیے وہ اس کے آگے چل دی اور وہ نیچے تہہ خانے کی طرف جانے لگے.... تہہ خانہ کچھ اس طرح بنا ہوا تھا کہ ایک دیوار کی طرح کا دروازہ تھا جو لگتا تو بالکل دیوار تھا لیکن اس کو ایک سائیڈ پر کر کے کھولا جاسکتا تھا پھر نیچے لکڑی کی ہی بنی ہوئے سیڑیاں تھیں جہاں سے چل کر نیچے آتے تو ایک نئی دنیا آباد تھی۔ نیچے ایک بڑا سا ہال تھا اس میں کوئی کمرہ نہیں تھا البتہ ایک واش روم بنایا گیا تھا اور کیچن کا کاؤنٹر ساتھ لگا ہوا تھا۔

قائم نے اس کی آنکھوں سے پٹی ہٹا دی۔

”تم دونوں کا انجام بہت برا ہونے والا ہے.... میں تم دونوں کا قتل کر دوں گی۔“

”بی بی پہلے اپنے ہاتھ تو کھولو پھر بات کرنا۔“

شاہنور نے ہنستے ہوئے کہا۔

“.... تم لوگ مارے جاؤ گے

وہ پھر سے پاگلوں کی طرح چلا رہی تھی۔

“.... تم جیتنا مرضی چلا لو.... یہاں تمہاری آواز سننے والا کوئی نہیں ہے..... تمہاری لاش ہی یہاں سے باہر جاسکتی “  
قائم نے سنجیدگی سے کہا۔ تو وہ لڑکی منہ دوسری طرف کر کے بیٹھ گئی.... اس کے ہاتھ پیچھے کی طرف باندھے گئے تھے۔  
”اس کا نام کیا ہے؟“

شاہنور نے قائم سے آہستہ آواز میں پوچھا۔

”اس کے نام سے تمہیں کیا لینا دینا؟“

”ایویں نہیں لینا دینا مجھے جب اسے بلانا ہو گا میں کیا کہہ کر بلاؤں گی؟“

“..... تمہیں اسے بلانے کی ضرورت نہیں“

قائم نے کہا تو شاہنور کو غصہ آیا۔

”مجھے اس کا نام بتاؤ..... نہیں تو اپنا کام کسی اور سے کروالو۔“

شاہنور نے غصے سے کہا اور اسے دھمکی دی۔

“..... تم اسے عرو نہ کہہ سکتی ہو“

قائم نے ہنستے ہوئے کہا اسے اس کا دھمکی دینا پسند آیا تھا۔

”کل ہم سب جا رہے ہیں.... تم بھی آ جاؤ۔“

شازیہ ڈرتے ڈرتے اقرار سے کہہ رہی تھی وہ جانتی تھی کہ اقرار اب گاؤں نہیں جائے گا لیکن پھر بھی وہ ڈرتے ڈرتے اسے کہہ رہی تھی۔

”میں نہیں جا رہا اور اب مزید اس بارے میں بحث بھی نہیں چاہتا۔“

اقرار نے دو ٹوک جواب دیا اور کھانے کی میز سے اٹھ گیا۔ فاریہ اسے خاموش نظروں سے جاتے ہوئے دیکھتی رہی۔

”پتہ نہیں وہ لڑکی جا کر بھی ہماری زندگیوں سے کیوں نہیں گئی؟“

فاریہ نے دل میں سوچا۔

”آفاق بیٹا آپ تیار ہو جاؤ آپ نے سکول بھی جانا۔“

شمالہ نے آفاق کو کہا جو ناشتہ کر رہا تھا۔

میری بچی تم جانتی تھی کہ تم نے ماں سے دور ہو جانا اسی لیے اللہ نے تمہیں آفاق سے ملا دیا کہ میری زندگی کا یہ مقصد ”بن جائے گا آفاق کے لیے زندہ رہنا ہے۔“

شمالہ نے خاموشی سے آفاق کو دیکھتے ہوئے کہا جو ناشتہ کر چکا تھا۔

پھوپھو اقرار بھائی کو چاہیے ناکہ وہ آئیں اس طرح عروہ کی کمی پوری ہو جائے گی آپ جانتی ہیں کہ میں خود عروہ کو ”بہت یاد کرتی ہوں۔“

ایمن فون پر شمالہ سے بات کر رہی تھی۔

”بیٹا اسے سب نے کہا لیکن وہ کسی کی بات نہیں مان رہا وہ ابھی عروہ کے غم سے باہر نہیں آیا۔“

شمالہ نے اپنی طرف سے صفائی دی۔

”پھوپھو چلیں ان کی مرضی ہی ہے ویسے بھی ان پر زبردستی تو نہیں کی جاسکتی نا۔“

”بیٹا تم پریشان نہ ہو ہم سب آرہے ہیں نا۔“

شمالہ نے اسے تسلی دی۔

”جی پھوپھو ٹھیک ہے۔“

ایمن نے افسردہ سا ہو کر کہا۔

آج برف باری بہت زیادہ ہو رہی تھی تمام گھر برف کی چادر میں چھپ چکے تھے۔ لیکن وہاں سب لوگ بیٹھے تھے لیکن شاہنور باہر دیکھنے میں مصروف تھی.... وہ اس وقت ایک چھوٹے سے گھر میں موجود تھی۔ جہاں صرف وہ نہیں اور بھی بہت سے لوگ موجود تھے۔

”مس شاہنور آپ کہاں گم ہیں؟“

قائم جو کب سے بول رہا تھا اور اب شاہنور کو اپنی طرف متوجہ نہ پا کر بول پڑا۔

”نہیں... نہیں کہیں بھی نہیں میں سن رہی ہوں۔“

شاہنور اب متوجہ ہوئی تو قائم نے پھر سے کہنا شروع کیا۔

پاکستان میں اس وقت تقریباً پانچ سے پچیس لاکھ بھکاری ہیں۔ اور یہ ہماری پاپولیشن کا ڈھائی سے گیارہ فیصد حصہ بنتے ہیں۔ اور ان میں سے زیادہ تر پیشے کے طور پر مانگ رہے ہیں۔

قائم رضا ابھی بات کر رہی رہا تھا کہ شاہنور بول پڑی۔

”ہاں تو مانگنے دو.... کون سا تم انہیں دے دیتے ہو گے۔“

شاہنور نے ہنستے ہوئے کہا لیکن اس کو اپنی غلطی کا احساس ہو چکا تھا جب وہاں بیٹھے سب ہی نفوس نے اسے گھور کر دیکھا۔

”..... میرا مطلب ہے بس“

وہ چپ ہو گئی اور سر جھکا لیا۔

مس شاہنور آپ سے آپ کی رائے نہیں مانگی.... اور وہ پیسے جو آپ دس دس کر کے ان پیشہ وارانہ افراد کو دیتی ہیں وہی پیسے اگر آپ ایک ساتھ یکجا کر کے کسی سفید پوش کو دیں تو اس کا کاروبار بھی چل جائے گا اور اس طرح آپ کو کوئی ثواب بھی ملے گا۔

قائم نے اسے جواب دیا۔

”میں تو دیتی ہی نہیں“

وہ منہ میں بڑبڑائی۔

کچھ لوگ دعا دے کر مانگ رہے ہوتے ہیں تو کچھ لوگ ہاتھ پاؤں کاٹ کر مانگ رہے ہوتے لیکن ان کے پیچھے ”اور گناہ بڑے گناہ ہیں۔“

”مسٹر قائم یہ باتیں میں سن سن کر تھک چکی ہوں کچھ نیا ہے تو پر بتائیں۔“

شاہنور نے بیزاری سے کہا۔

”مس شاہنور آپ کو اتنا مسئلہ ہو رہا ہے تو آپ جاسکتی ہیں یہاں سے... البتہ آپ کے کام کی ذمہ داری آپ کی ہوگی میں“  
”دوبارہ دوبارہ نہیں بتاؤں گا۔“

..... قائم نے غصے سے کہا جبکہ شاہنور بہت ادا سے وہاں سے اٹھ کر چلی گئی

-----

شاہنور کا فون کب سے بجی جا رہا تھا لیکن وہ اپنے کمرے میں چپ بیٹھی باہر پڑتی برف کو دیکھ رہی تھی.... فون جب بج کر بند ہو گیا تو اس نے اٹھا کر دیکھا تو دس مسڈ کالز لکھا ہوا آ رہا تھا شاہنور نے بیزاری کے ساتھ نمبر دیکھا اوپر شفیق لکھا ہوا تھا۔ اب پھر سے فون بجنا شروع ہو چکا تھا۔ شاہنور نے اٹھالیا۔

”شاہنور تم میرا فون ہی نہیں اٹھا رہی؟ کوئی ناراضگی ہے؟“

بہت بیٹھے اور پیار بھرے لہجے میں کہا گیا تھا۔

”نہیں کوئی ناراضگی نہیں ہے۔“

شاہنور نے کہا جبکہ وہ منہ بنا کر موبائل کو دیکھ رہی تھی۔

”تو پھر تم میرے ساتھ چل رہی ہونا؟“

دوسری طرف سے سوال کیا گیا تو شاہنور نے حیرانی سے پوچھا۔



”کہاں؟“

”میں نے تمہیں بتایا تو تھا کہ میرے ایک دوست کی شادی ہے اور میں تمہیں وہاں لے کر جانا چاہتا ہوں۔“

اب شاہنور کا دل کیا موبائل دیوار میں دے مارے۔

”ہاں لیکن میرا جانا ضروری ہے؟ مجھے اپنے گھر والوں سے بھی اجازت لینی پڑے گی نا؟“

شاہنور نے اپنا مسلہ ظاہر کیا۔

”شاہنور تم اپنے شفیق کے لیے یہ نہیں کر سکتی۔“

”تمہیں تو میں زہر بھی سستی لا کر دوں... تمہارے لیے کچھ کرنا تو دور کی بات۔“

اس نے بس سوچا کہا نہیں۔

”اچھا نا بتاؤ بھی تیار ہو؟“

شفیق نے پھر سے پیار بھرے لہجے میں سوال کیا۔

”اچھا سوچ کر بتاتی ہوں۔“

شاہنور نے سوچتے ہوئے کہا۔ شاہنور نے کال بند کر دی۔ اور پھر سے ایک نمبر ملانے لگی۔

”ہاں اب آگئی عقل ٹھکانے؟“

کسی نے فون اٹھاتے ساتھ کہا تھا۔

”قائم.... باتیں نہ کرو بتاؤ اب یہ کیا معاملہ ہے۔“

شاہنور نے بیزاری سے پوچھا۔

”میں شاید میٹنگ میں یہی ڈسکس کرنے والا تھا لیکن تم اٹھ آئی.... میں نے میٹنگ ختم کر دی۔“

قائم نے اسے آگاہ کیا۔

”.... اچھا میں ابھی آرہی ہوں قائم میٹنگ دوبارہ کر کو پلینز“

اب وہ التجا کر رہی تھی۔

”نہیں ہر کوئی اب اپنے کام میں مصروف ہے تم اب اپنا کام خود کرو۔“

قائم نے کہہ کر فون بند کر دیا۔ شاہنور کا دل کیا قائم کا سر پھاڑ دے لیکن یہ بھی نہیں کر سکتی تھی۔ اس نے پھر فون کیا۔

”اب کیا ہے؟“

”اگر تم نے مجھے سب نہ بتایا تو میں اس لڑکی عروہ کو چھوڑ دوں گی۔“

شاہنور نے فاتحانہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

”تم ایسا کچھ نہیں کرو گی چلو میں آرہا ہوں بس۔“

”مس شاہنور آپ نے وہاں جانا ہے اور وہاں موجود اس اس بندے پر نظر رکھنی ہے جو شفیق سے ملتا ہے۔“

قائم اسے سمجھا رہا تھا جو اپنے موبائل میں مگن تھی۔

”.....مس شاہنور“

وہ اب غصے سے مخاطب ہوا۔

”ہاں ہاں سن رہی ہوں۔“

شاہنور نے موبائل ایک طرف رکھتے ہوئے کہا۔

”لیکن مجھے اس بوڑھے کے ساتھ نہیں جانا۔“

شاہنور نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”مس شاہنور آپ یہاں پکنک پر نہیں آئیں.... اور اس کام کے آپ کو پیسے مل رہے ہیں۔“

قائم نے غصے پر ضبط کرتے ہوئے کہا۔

”اچھا... بولو اور کیا کیا کرنا؟“

شاہنور نے بیزاری سے باہر دیکھتے ہوئے پوچھا وہ دونوں اس وقت شاہنور کے کمرے میں موجود تھے شاہنور نے کاؤچ پر بیٹھی تھی جبکہ قائم اس کے سامنے بیڈ پر بیٹھا تھا شاہنور کی کمر تھی کھڑکی کی جانب جبکہ قائم کو باہر والا سارا منظر نظر آرہا تھا۔

”تمہیں وہاں یہ پتہ کرنا کہ شفیق کے کس کس کے ساتھ رابطے ہیں اور کن کے ساتھ وہ بہت کولوڑ ہے۔“

”لیکن تمہیں کیسے پتہ تھا کہ وہ شادی پر جانے والا؟“

شاہنور نے اسے مشکوک نظروں سے دیکھا۔

”کیونکہ قائم رضا اپنے دشمن کی ہر چال پر نظر رکھتا ہے۔“

”پھر وہ کس کس سے ملتا اس پر بھی رکھ لو۔“

اس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تمہیں کس بات کے پیسے دے رہے ہیں؟“

”نہ دو پر مجھے اس بوڑھے سے بچالو۔“

شاہنور اب بھی بیزار سی ہی بیٹھی تھی۔

”نہ لو پیسے پر تمہیں یہ کام مکمل کرنا ہو گا تم نے ایگریمنٹ کر لیا ہوا۔“

قائم نے اسے اس کا ایگریمنٹ یاد دلایا تو شاہنور خاموش سی بیٹھ گئی۔

”اچھا بتاؤ مجھے وہاں اور کیا کیا کرنا؟“

قائم اسے سب تفصیلات بتاتا رہا اور وہ بغور سنتی رہی۔

”!اقرار حسن“

اقرار کو کسی نے آواز آئی تو وہ رکالین مڑا نہیں۔

”!اقرار حسن“

وہ اب اقرار کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا تھا۔

”بتاؤ؟“

اقرار نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

”مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔“

”ہاں ابھی کرو.... میں جلدی میں ہوں۔“

اقرار نے لاپراوہی سے کہا۔

”عروہ کے بارے میں ہے۔“

اب کے اس نے رازداری سے کہا تو اقرار کے چہرے کے رنگ اڑ گئے.... وہ اس وقت اپنے آفس میں تھا اور اپنے کمرے میں داخل ہی ہونے والا تھا کہ اسے جب یہ آواز آئی تھی تو رکا تھا لیکن اب اس کی سانسیں رک گئیں.... اس نے اپنے سامنے کھڑے شخص کو کالر سے پکڑ کر دیوار ساتھ لگا دیا۔

”عروہ کے بارے میں تم کیسے جانتے ہو؟“

اقرار اس پر دھاڑا تھا تقریباً سب ہی لوگ اپنے کام چھوڑ کر اس کی طرف دیکھنے لگ گئے تھے۔

”میری بات تحمل سے سنو... میں تمہاری مدد کرنے آیا ہوں۔“

اس نے بمشکل لفظ ادا کیے کیونکہ اقرار اس کے کالر سے پکڑا اسے دبوچے ہوئے تھا۔

”تمہیں میں نے نکال دیا تھا.... پھر تم یہاں کس منہ سے آئے ہو؟“

اقرار نے فواد سے پوچھا۔

اقرار اب سب پر خاموش نظر ڈال کر اسے کہہ رہا تھا سب اپنے اپنے کام میں دوبارہ مصروف ہو چکے تھے لیکن پھر بھی کچھ لوگ ان کی طرف دیکھ رہے تھے۔

”میں تمہیں سب بتاتا ہوں میرا کالر چھوڑو۔“

اس نے اب اقرار سے کہا تو اس نے اس کا کالر چھوڑ دیا۔

”اندر چل کر بات کریں؟“

فواد نے دوبارہ اقرار سے کہا۔

”.... چلو“

اقرار نے اسے غصے سے دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ دونوں اقرار کے آفس میں آگئے۔ اقرار نے اندر داخل ہوتے ہی اس پوچھا۔

”بتاؤ؟ تم عروہ کے بارے میں کیا جانتے ہو؟“

اقرار نے اضطراب سے پوچھا۔

”اقرار میں تمہیں تحمل سے ساری بات بتاتا ہوں لیکن تمہیں بھی تحمل سے سب سننا ہو گا۔“

وہ اب اس سے التجائی الفاظ میں کہہ رہا تھا۔

”ٹھیک ہے بولو؟“

اقرار بیٹھ گیا لیکن صاف نظر آ رہا تھا کہ وہ مضطرب ہے۔

اقرار میں آج تمہیں کچھ بتانے آیا ہوں جس دن عروہ کی گاڑی مجھے ملی تھی اور میں نے یہ کہا تھا کہ مجھے بس گاڑی ملی  
 “..... وہ کہیں نہیں ملی تو یہ غلط کہا تھا میں نے

اقرار کا چہرہ غصے سے لال ہو رہا تھا لیکن وہ تحمل سے بیٹھا رہا۔

اقرار جس بچے کو تم نے اور عروہ نے گود لیا تھا وہ عام بچہ نہیں تھا.... میں نہیں جانتا جس شخص نے مجھ سے عروہ کو  
 “.... لیا

”کیا کہا؟“

اقرار کا تو سر ہی گھوم گیا تھا اقرار اٹھ کر اس کی طرف بڑھا ہی تھا کہ وہ بول پڑا۔

اقرار میں مجبور تھا مجھے وہ کام کرنا ہی تھا.... میں بس تمہیں یہ بتا سکتا ہوں کہ جس شخص نے مجھ سے عروہ کو لیا تھا وہ  
 ”تمہاری کزن کی شادی میں آرہا ہے۔

.... اقرار کو یہ سنا تھا کہ اس نے اس کا گریبان پکڑ لیا

میں نے تمہیں اپنا بھائی سمجھا تھا اور تم..... تمہیں میں نے نوکری دی تھی... اور تم.... تم نے نمک حرامی کی.... میں  
 ”تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔

اقرار نے اس ایک مکا جڑ دیا تھا.... اس کے ناک سے خون نکلنے لگ گیا تھا۔

مجھے مار کر تمہیں کچھ نہیں ملنا.... میں نے بتایا کہ میں مجبور تھا لیکن تمہاری یہ حالت مجھ سے دیکھی نہیں جا رہی اس  
 لیے تمہیں بتا رہا ہوں..... شفیق شاہ.... تمہارے کزن کی شادی میں آرہا ہے اسی کے پاس ہے عروہ.... اسی کے

بندے نے مجھ سے عروہ کو لیا تھا... تمہیں بتا رہا ہوں تاکہ تم اسے وہاں سے آزاد کروا سکو... اور میں اپنی غلطی کی تلافی کرنے آیا ہوں اس لیے تمہیں آج یہ سب بتانے آیا ہوں۔

وہ بول رہا تھا جبکہ اقرار کبھی اسے مکا مارتا تھا کبھی تھپڑ مارتا تھا۔  
“..... نہیں چھوڑوں گا میں تمہیں“

... اقرار چلا رہا تھا

“اقرار میں تمہیں عروہ تک لے کر جاؤں گا۔“

اس نے اب پھر سے التجا کی تھی۔ اقرار کا ہاتھ رک گیا۔

”بکو اس نہیں کرو... میں کیسے یقین کر لوں؟“

اقرار کے ہاتھ رک گئے تھے لیکن وہ الجھن کا شکار ہو گیا تھا۔

اقرار میں تمہیں بس یہی بتا سکتا ہوں کہ عروہ شفیق شاہ کے پاس ہے.... اس نے تمہاری کزن کی شادی پر آنا ہے اور  
”اس کے ساتھ اس کی محبوبہ شاہنور بھی ہوگی اگر تم اس شاہنور کو کڈنیپ کر لو تو وہ ہمیں عروہ تک پہنچا دے گا۔“

”لیکن کیسے؟“

اقرار نے اب اسے چھوڑ دیا تھا۔

اقرار مجھ سے اسی کے کسی بندے نے عروہ کو کڈنیپ کروایا تھا.... اور پھر ان کا آفاق سے کوئی تعلق تھا تم نے اسے  
”ان اے چھڑایا تو وہ تم سے بدلہ لینے کی خاطر عروہ کو حاصل کرنا چاہتے تھے۔“



اس نے اقرار کو مزید بتایا تو اس نے اسے چھوڑا.... آفاق کو اقرار تو کبھی گھر لانا ہی نہیں چاہتا تھا۔

”تم نے مجھے یہ سب پہلے کیوں نہیں بتایا؟ اور تم نے عروہ کو کیسے کڈنیپ کیا؟ اس شخص سے تمہارا کیا رابطہ تھا؟“

اقرار یکے بعد دیگرے سوال کر رہا تھا چہرے پر حیرانی دکھ ملاں غصہ ہر طرح کے تاثرات نظر آرہے تھے۔

.....

”اقرار آج ہم باراتی ہونگے نا؟“

عروہ بہت خوشی سے اس سے پوچھ رہی تھی جو اپنے کرتے کے کفلنگز لگا رہا تھا۔

”....ہاں... لیکن یہاں بارات کا استقبال ویسا نہیں ہوگا جیسا میرا ہوا تھا“

اقرار نے اسے ہنستے ہوئے کہا۔

ہاں ہاں وہ سیدہ عروہ کی شادی تھی.... وہ کسی ایسے ویسے کی شادی نہیں تھی.... ویسے تمہاری جگہ کوئی اور بھی ہوتا تو“

”اس کا بھی ایسے ہی ویلکم کرتی۔“

عروہ اب اسے تنگ کرنے والے انداز میں کہہ رہی تھی۔

”....ہاں اور ادھر ہی وہ میرے ہاتھوں قتل ہو جاتا“

”....بس دیکھ لو اقرار حسن میں نے اسی لیے کسی معصوم کی جان بچالی... تم سے شادی کر کے“

عروہ نے ہنستے ہوئے کہا آج اس نے لال رنگ کا شلوار سوٹ پہنا تھا اور لال ہی دوپٹہ تھا اس پر انتہائی خوبصورت لگ رہا تھا۔ وہ اس وقت اپنا میک آپ کرنے میں مصروف تھی جب اقرار بالکل تیار ہو کر اب اس کے پاس کھڑا اس کی فضول گوئی سن رہا تھا۔

”اچھا میڈم اب آپ اپنا میک آپ کریں ایویں میری وجہ سے خراب ہو گیا تو مجھے قتل کی دھمکیاں ملنے لگ جاتی ہیں۔“ اقرار نے اسے ہنستے ہوئے دیکھا تو اس نے منہ بنا لیا۔

”اقرار حسن آج تک کبھی تمہارا قتل کیا بھی ہے؟“

عروہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”... اپنی ان خوبصورت آنکھوں سے .... ہاں روز کرتی ہو“

.... اقرار اس پر مسکراتی نظر ڈال کر باہر نکل گیا۔ عروہ اسے جاتے دیکھتی رہی لیکن پھر میک آپ میں مصروف ہو گئی

”.... اقرار اگر آج تم فاریہ کو ساتھ نہ لے کر گئے تو مجھے اپنی ماں مت کہنا“

شازیہ اقرار کو کہہ رہی تھی وہ لوگ اس وقت شفقت ماموں کے لان میں کھڑے تھے... سب لوگ تیار ہو کر ادھر ادھر پھر رہے تھے۔

”ماما وہ تو لڑکی کی بہن ہے اور وہ ادھر سے ہوگی اور پھر بارات کی طرف سے بھی کسی کو ہونا چاہیے نا.... اور اگر میں اس کے ساتھ چلا گیا تو عروہ کس کے ساتھ آئے گی؟“

”تم ہمارے ساتھ پہلے ہال میں چلے جاؤ گے اور جس قدر وہ عروہ تیز لڑکی ہے نا وہ آجائے گی اس کی فکر نہ کرو۔“  
شازیہ نے کہا تو اقرار نے مخالفت کی۔

”میں اس طرح اسے اکیلا چھوڑ کر نہیں آسکتا فاریہ نے اپنے والد کے ساتھ بھی جاسکتی ہے۔“  
اقرار نے دو ٹوک کہا۔

”وہ اپنے والد کی نہیں تمہاری ذمہ داری ہے۔ اور تم ہی اس کے ساتھ جاؤ گے۔“  
شازیہ ابھی تک اسے غصے سے گھورتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

”عروہ بھی میری ہی ذمہ داری ہے ماما اور ایک بات عروہ سے میری شادی میری پسند سے تھی جبکہ فاریہ سے  
”زبردستی..... اور آپ مجھے اس طرح فورس نہیں کر سکتی۔“  
شازیہ کے برعکس اقرار کا لہجہ نرم اور اٹل تھا۔

”اقرار حسن پھر آج کے بعد مجھے اپنی ماں کہنے کا حق تم کھو دو گے۔“

شازیہ جذباتی ہو چکی تھی اور اب وہاں سے جا چکی تھی۔ اقرار وہاں پریشانی کے عالم میں کھڑا رہا لیکن پھر کچھ سوچ کر  
عروہ کے کمرے میں گیا۔

”عروہ ایک بات کرنی ہے۔“

اقرار کے چہرے پر پریشانی دیکھ کر عروہ اس تک آئی جواب اپنی چادر پکڑے بالکل تیار کھڑی تھی۔

”عروہ ایک بات کہوں پلیز میری بات جو سمجھنا۔“

اقرار کے چہرے پر پریشانی تو عروہ دیکھ ہی چکی تھی اب اس کا لہجہ بھی اسے پریشان کر رہا تھا۔

”کیا چچی نے فار یہ کے ساتھ جانے کو کہا ہے؟“

عروہ کی چھٹی حس کام کر گئی تھی جب اقرار نے کوئی جواب نہ دیا تو عروہ بول پڑی۔

”..... ٹھیک ہے تم جاؤ“

عروہ نے دوسری طرف منہ کرتے ہوئے کہا اس نے اپنی چادر ایک طرف رکھ دی تھی۔

”یار میں یہ نہیں چاہتا میں چاہتا ہوں تم بھی ابھی ہی ساتھ چلو۔“

اقرار اس کے پاس آیا اور کہا۔

مجھے اقرار حسن آدھا بننا ہوا نہیں چاہیے مجھے پورے کا پورا چاہیے..... تم جانتے ہو میں یہ چادر آج کیوں کر کے کھڑی تھی؟ صرف اس لیے کہ اقرار حسن کو میرا سر پر چادر کرنا پسند ہے اور میں اس کے ساتھ اس کی پسند بن کر جاؤں گی..... لیکن

عروہ اس کے سامنے نہیں تھی البتہ اس کے الفاظ میں دکھ اس کو محسوس ہو رہا تھا۔

”!عروہ“

اقرار نے اسے مخاطب کرنا چاہا ہی تھا کہ عروہ بول پڑی۔

جاؤ تم اقرار میں آ جاؤں گی.... عروہ کو ابھی کسی کے سہارے کی ضرورت نہیں پڑی اور دعا کرتی ہوں کبھی پڑے گی

”..... بھی نہیں

عروہ اب بھی اسے کمر کر کے کھڑی تھی۔

.....

بس وہی آخری وقت تھا جب میں نے اسے دیکھا تھا اس کے بعد میری عروہ کہاں گئی؟ میں تب سے اب تک اس کی ”ایک جھلک دیکھنے کے لیے ترس گیا ہوں۔“

اقرار اس کے سامنے اپنی کرسی پر بیٹھا رو دینے کو تھا۔

میں سارا فنکشن اس کی راہ دیکھتا رہا لیکن وہ نہیں آئی.... اور فواد تم تمہیں تو میں نے اپنا بھائی سمجھا تھا تم نے میرے ”ساتھ یہ کیا؟“

اقرار اب فواد سے سوال کر رہا تھا فواد اس کے آفس میں کام کرتا تھا لیکن وہ اقرار کا یونیورسٹی کا دوست تھا جو بہت ہی غریب تھا جب ان کی گریجویشن مکمل ہوئی تھی تو اقرار نے ہی اسے کام دیا تھا۔ اس وقت وہ اس کے سامنے بیٹھا شرمندہ تھا۔

”اقرار میں مجبور تھا.... میں کیا کرتا؟“

کیسی مجبوری؟ تم مجھے کہہ کر تو دیکھتے؟ پیسے چاہیے تھے تو مجھے کہتے تم نے مجھ سے میری جینے کی وجہ چھینی ہے فواد....“

”میں زندہ ہو کر بھی اس کے بغیر مر رہا ہوں۔“

”میرے بھائی میں اسی لیے تو تیرے پاس آیا ہوں مجھ سے تیری حالت دیکھی نہیں جاتی۔“

فواد نے اب شرمندگی سے کہا۔

”تو بتاؤ میری عرو نہ کہاں ہے؟“

”شفیق کے کسی آدمی کے پاس ہے تم بس شاہنور کو پکڑ لو وہ عرو نہ تمہیں خود دے دیں گے۔“

..... فواد نے اسے سب بتایا

”..... مجھے تم پر یقین نہیں لیکن دل کہتا ہے کہ لو یقین صرف اس لیے کہ بات میری عرو نہ کی ہے۔ لیکن اگر یہ سب“

اقرار کرنے اسے انگلی سے تنبیہ کرتے ہوئے کہا۔

”اگر یہ سب جھوٹ ہو تو میں خود سزا لینے آؤں گا۔“

فواد نے بہت اعتماد سے کہا۔

”تائی جان میں بھی آپ لوگوں کے ساتھ جانا چاہتا ہوں۔“

اقرار کرنے گھر آتے ہی تائی کو مخاطب کیا وہ سب لوگ بس جانے کو تیار کھڑے تھے۔ گاڑی میں سامان رکھوایا جا چکا تھا۔

”آپ لوگ ڈرائیور ساتھ نکلیں میں اپنی ساری تیاری کر کے آرہا ہوں۔“

اقرار کرنے بہت سنجیدگی سے کہا۔

”مجھے تمہارے فیصلے سے خوشی ہوئی بیٹا۔“

شائلہ نے اسے پیار کرتے ہوئے کہا۔ جبکہ شازیہ خوش ہوئی تھی لیکن اس سے بات نہیں کی تھی۔

”میں پھر اقرار کے ساتھ آ جاؤں گی۔“

فاریہ نے کہا۔

”نہیں تم جاؤ میں آ جاؤں گا۔“

اقرار نے سخت لہجے میں کہا اور اندر چلا گیا۔

”قائم ہم نے آج جانا ہے؟“

شاہنور اس سے پوچھ رہی تھی۔

”.... نہیں ہم نے نہیں صرف تم نے“

قائم نے اسے آگاہ کیا۔

”کیا مطلب تم نہیں جا رہے؟“

شاہنور نے اپنی آنکھوں کے بتلوں کو سکیڑا۔

”ہاں صرف تم جا رہی ہو.... اور یاد ہے نا کیا کیا تھا؟“

قائم اسے دوبارہ سب یاد کروا رہا تھا وہ دونوں برف پر چلتے جا رہے تھے قائم نے سر پر ٹوپی کی ہوئی تھی جیبوں میں ہاتھ

ڈالے ہوئے تھے اور نیچے منہ کر کے چل رہا تھا جبکہ شاہنور نے جینز کے اوپر ٹاپ پہنا ہوا تھا اور اس کے اوپر لیڈر کی

جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔

اس کے برعکس وہ ادھر ادھر دیکھتی چل رہی تھی۔

”بہت خوبصورت ہو تم۔“

قائم نے اس سے کہا تو اس نے قائم کو دیکھا۔

”کیا کہا؟“

شاہنور کی اپنی سماعت پر یقین نہ آیا کہ قائم رضا اپنے کام سے کام رکھنے والا اس کی تعریف کر رہا ہے۔

”میں نے جو سچ ہے وہ کہا باقی اس طرح حیران ہونے والی بات نہیں ہے۔“

قائم نے اس کو بغیر دیکھے کہا..... لہجہ اب بھی سنجیدہ ہی تھا۔ اب دونوں اپنی منزل تک آچکے تھے۔ یہ بھی برف میں.... ڈھکا ہوا ایک گھر تھا جو دیکھنے میں کافی بڑا لگ رہا تھا

”چلو آج تم نے اپنے کام پر جانا ہے۔“

قائم نے اسے مسکراتے ہوئے کہا۔

”..... جانتی ہوں“

آج ولیمے کی تقریب تھی جو کہ اسلام آباد میں منعقد کیا گیا تھا۔ ایمن کی شادی سید الیاس کاظمی سے ہوئی تھی اور آج اس کی ولیمے کی تقریب تھی ایمن کے گھر والے سب ہی وہاں آئے ہوئے تھے۔



اقرار حسن تھری پیس میں موجود لال ٹائی لگائے ہوئے شفیق شاہ کا منتظر تھا۔ اسلام آباد کے ٹیولپ بن کیوٹ ہال اپنے شایان شان کھڑا تھا۔ ہر کوئی آرہا تھا اور سید الیاس کاظمی سے مل رہا تھا وہاں کسی کی نئی زندگی شروع ہو چکی تھی تو کسی کی ہونے والی تھی.... اور کسی کی قسمت بدلنے والی تھی۔ وہاں مرد اور خواتین اکٹھے ہے تھے۔

شفیق کی تصاویر وہ گوگل کرچکا تھا وہ کوئی عام انسان نہیں تھا بلکہ ملک میں ایک نام رکھتا تھا.... اس کے بہت سے پروجیکٹ سوسائٹیز کے تھے... اور اسی وجہ سے وہ بہت مقبول تھا لاہور اسلام آباد اور کراچی میں اس کے نام بڑی بڑی سوسائٹیز تھیں۔ لیکن اس کا پالا اقرار حسن سے پڑا تھا جہاں وہ اہم مقام رکھتا تھا وہاں اقرار حسن بھی پاکستان کے بڑے تجارتی لوگوں میں سے ایک تھا۔

”!اسلام و علیکم“

ایک پینتالیس سال کا آدمی چل کر سید الیاس کاظمی کے پاس آیا تھا وہ اکیلا نہیں تھا اس کے ساتھ ایک آدمی کھڑا تھا جس کے ہاتھ میں گلابوں کا گلدستہ تھا اور ایک اس کے ساتھ اس کا باڈی گاڈ معلوم ہوتا تھا لیکن اس کے ساتھ باب کٹ بالوں والی لڑکی جس نے آنکھوں پر کالا چشمہ لگا رکھا تھا اس نے ایسا سوٹ پہن رکھا تھا جو کہیں سے بھی شادی کا جوڑا نہیں لگتا تھا۔ اس نے کالی جیکٹ کے نیچے سفید شرٹ اور کالی ہی جینز پہن رکھی تھی۔ بہت سے لوگوں کی نظر اس لڑکی پر تھی... اقرار اسی کو دیکھنا چاہتا تھا لیکن اسے اس کی کمر نظر آرہی تھی۔

”!مبارک ہو مسز الیاس“

.... اس نے جب ایمن کو مبارک دی تو اس نے اپنا جھکا ہوا سراٹھایا

”!عروہ“

..... اس کو پیچھے سے کسی نے آواز دی..... اس نے مڑ کر دیکھا تو اس کے سامنے کھڑا شخص اقرار حسن تھا شفیق اس کو مسکرا کر دیکھ رہا تھا۔

“! اقرار حسن

شفیق نے کہا تھا اور اپنا ہاتھ آگے کیا تھا مطلب شفیق اسے جانتا تھا۔

”آپ ان کو جانتے ہیں؟“

شاہنور نے پوچھا۔

”ہاں بھائی ان کو کون نہیں جانتا؟ یہ تو سید اقرار حسن بخاری ہیں۔“

شفیق نے مسکراتے ہوئے کہا جبکہ اس کا ہاتھ اب بھی اقرار کے آگے تھا جو شاہنور کو دیکھ رہا تھا۔

”! عروہ

..... اقرار نے پھر سے اسے پکارا

”سوری؟“

شاہنور نے اسے نا سمجھی سے دیکھا۔

”تم.... تم میری عروہ ہونا؟ ہاں تم ہی میری عروہ ہو۔“

..... اقرار نے اب اسے ہاتھ لگاتے ہوئے کہا لیکن جب اس نے ہاتھ لگایا تو شاہنور نے اسے کھینچ کر تھپڑ مارا

”مسٹر آریو آوٹ آف یور مائنڈ؟ کون عروہ؟ میرا نام شاہنور ہے۔“

شاہنور نے چلاتے ہوئے کہا۔ جبکہ وہاں موجود سب لوگ ہی ان دونوں کو دیکھ چکے تھے۔ اقرار کا ایک ہاتھ اپنے گال پر تھا جبکہ آنکھیں بے یقین سی ہو کر شاہنور پر تھیں.... جس کے لبوں کے نیچے ایک تل تھا۔ آنکھوں پر گلاسز تھے.... لیکن وہ عروہ تھی اقرار کی عروہ لیکن وہ اتنی کیسے بدل گئی؟ سیدہ عروہ فاطمہ؟ سب کے سامنے اپنے شوہر کو تھپیڑ مار دیا؟ سیدہ عروہ کو وہاں کچھ لوگ ہی جانتے تھے اس کی والدہ شائلہ... جو ٹک ٹکی باندھے اپنی بیٹی کو دیکھ رہی تھی فار یہ جیسے ابھی تک عروہ کے ہونے کا ہی یقین نہیں ہوا تھا اس نے یہ سب دیکھ لیا تھا چچی جان بھی پریشانی میں تھیں.... ماموں ممانیاں تو حیران تھے جبکہ سید الیاس اب اقرار کی طرف آیا۔

”اقرار یہ مس شاہنور ہیں شفیق صاحب کی منگیترا اور ان کی شادی ہونے والی ہے آپ کو کوئی غلط فہمی ہے۔“  
لیکن اسے کیسے غلط فہمی ہو سکتی تھی؟ بچپن سے اسے دیکھ کر بڑا ہونے والا اسے ایک لمحے میں پہچان سکتا تھا۔  
”چلو شفیق تم مجھے یہاں اس لیے لائے تھے کہ اس طرح میری تذلیل کرواؤ؟“  
شاہنور غصے سے کہہ رہی تھی۔

”نہیں میری جان یہ لگتا اقرار حسن کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔“  
شفیق اپنی جان جہاں کو کیسے ناراض کر سکتا تھا۔  
”مجھے ابھی کہ ابھی اسی وقت نکلنا ہے۔“

شاہنور اپنی بات پر قائم رہی چہرے پر اس کے غصہ نمایاں تھا۔  
”..... شاہنور آپ سے میں معافی مانگتا ہوں“

الیاس نے کہا لیکن وہ اب سیٹج سے اتر چکی تھی اور اس کے پیچھے ہی شفیق بھی اتر گیا تھا۔  
اس کے بعد اقرار بھی وہاں سے اتر گیا لیکن اس کے خاندان والوں کو سانپ سونگھ گیا تھا۔

”یہ تمہارے کزن کو کیا ہو گیا تھا؟ میرے اتنے خاص مہمانوں کو ناراض کر دیا“

الیاس اب ایمن سے کہہ رہا تھا آج ایمن نے ان کے ساتھ جانا تھا جبکہ الیاس نے اسلام آباد ہی روکنا تھا۔ ایمن خود حیران تھی کہ وہ جو کوئی بھی تھی اس کی شکل عروہ سے ملتی ہوگی لیکن وہ عروہ نہیں ہو سکتی عروہ اقرار کو اس طرح..... تھپیڑ نہیں مار سکتی

”ہاں ہو سکتا کہ اقرار بھائی کو غلط فہمی ہوئی ہو۔“

ایمن نے مرجھائے ہوئے منہ سے کہا۔

”ہاں غلط فہمی ہی ہوئی ہے وہ شاہنور ہے اور وہ ادھر پاکستان کی ہے بھی نہیں پچھلے سال ہی دوپٹی سے واپس آئی ہے۔“  
”جی ہو سکتا ہے.... اقرار بھائی کو غلط فہمی ہوئی ہو۔“

ایمن اس کے سامنے یہ کہنا نہیں چاہتی تھی کہ عروہ بالکل اس جیسی ہی ہے۔

”ویسے جو بھی ہے اس بوڑھے شفیق کو لڑکی بہت کمال ملی ہے۔“

ایمن کو اس کا یوں بات کرنا بہت برا لگ رہا تھا لیکن وہ کہہ نہیں پار ہی تھی شاید وجہ یہ بھی تھی کہ اس کی اپنی پسند نہیں شامل تھی شفقت صاحب اور رضا صاحب نے ہی یہ رشتہ طے کیا تھا۔

شاهنور اپنے کمرے کی کھڑکی کے پاس کھڑی تھی۔ جب اسے اپنے پیچھے کسی کے آنے کی آواز آئی۔  
”اداس ہو؟“

وہ اس کی بات پر مڑی نہیں۔

”..... جانتا ہوں وہاں جو کچھ ہوا جانتا ہوں تمہارا سابقہ شوہر“

وہ ابھی آگے کچھ بولتا کہ وہ بول پڑی۔

وہ میرا شوہر ہے.... اور ہمیشہ رہے گا.... میں تمہارا کام کر رہی ہوں اس کا مطلب یہ نہیں کہ تم جو منہ میں آیا بکو“  
”..... گے.... میں اپنے اقرار کے خلاف ایک لفظ نہیں سنوں گی..... اور جیتنا جلدی ہو سکتا اپنا کام مکمل کرو اور  
عروہ نے قائم کو دانت چباتے ہوئے جواب دیا۔

”..... مس عروہ! تم یہاں اپنی غلطی کی وجہ سے کھڑی ہو..... اگر تم اس بچے کو وہاں سے نہ لے جاتی تو کبھی ایسا نہ ہوتا“  
“

”تم لوگ اس معصوم بچے کی جان خطرے میں ڈال رہے تھے شرم آنی چاہیے تمہیں“

.... عروہ کی بات سن کر قائم غصے میں آگیا

”تم یہ بھول رہی ہو کہ تم اس وقت میرے رحم و کرم پر کھڑی ہو میں چاہوں تو تمہیں اسی وقت ماردوں... میرے“  
”ساتھ زبان سنبھال کر بات کیا کرو۔“

قائم نے ہاتھ کی انگلی کا اشارہ کرتے ہوئے کہا جس پر عروہ ہنس دی۔

پہلی بات کہ تم مجھے مار نہیں سکتے.... اس سے ناصر ف اقرار حسن بلکہ شفیق شاہ بھی تمہارا دشمن بن جائے گا۔ اور “  
دوسری بات تم مجھے مارنے کی غلطی ویسے بھی نہیں کر سکتے اپنے مقصد کے اتنا پاس آ کر تم مجھے نہیں مار سکتے میجر قائم  
”!رضا

عروہ اسے کہتے ساتھ باہر نکل گئی۔

تمہارا شوہر تو تمہیں ابھی ویسے ہی نہیں رکھے گا.... کون اتنے دن تک غائب ہوئی ہوئی لڑکی کو دوبارہ قبول کرے “  
”گا۔ اور شفیق وہ تو یہ پتہ چلتے ہی تمہارا قتل کر دے گا کہ تم شاہنور نہیں ہو۔

قائم بھی اب سڑیوں کے پاس آ گیا تھا جہاں سے عروہ جا رہی تھی۔ عروہ دوبارہ اوپر چڑھی۔

”قائم رضا! تم صرف دھمکا سکتے ہو میں سچ میں جان لے سکتی ہوں یاد رکھنا۔“

عروہ نے اپنے ہاتھ والا بلیڈ اس کی گردن پر رکھ دیا تھا۔

اور اقرار حسن کو اپنی عروہ فاطمہ پر اس قدر یقین ہے کہ تم تو کیا اس کے سامنے ساری دنیا یہ کہنے لگ جائے نہ کہ “  
عروہ ناپاک ہے تب وہ کبھی یقین نہ کرے رہی بات شفیق کی تو اس نے شاہنور کو کبھی نہیں دیکھا تھا صرف اس سے فون  
”پر بات کرتا تھا اس کو محبت اب بھی اسی چہرے سے ہے.... اور ہاں سید الیاس کاظمی شفیق کا پارٹنر ہے۔

عروہ نے اپنا ہاتھ ہٹا لیا تھا اور اب کمرے کی جانب چل دی وہ نہیں چاہتی تھی کہ آگے کی معلومات وہ اس کو اس طرح  
اونچی آواز میں دے۔ قائم اس کے پیچھے گیا۔

”کیا کہا تم نے؟ سید الیاس کاظمی اس کا ساتھی ہے؟“

قائم اب اس کے پیچھے آیا تھا۔

“ہاں

عرونہ نے شانے اچکائے۔

”لیکن تم اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتی ہو؟“

“..... سب بتاتی ہوں

”ہاں بولو الیاس؟“

شفیق نے بلیوٹو تھکان میں لگایا ہوا تھا اور عرونہ اس کے ساتھ بیٹھی تھی وہ گاڑی چلا رہا تھا۔ عرونہ بظاہری طور پر ناراض سی ہو کر بیٹھی تھی لیکن اس کا پورا دھیان اس کی طرف تھا۔

الیاس کوئی بات نہیں ہو سکتا ان کو غلط فہمی ہو گئی ہو بس شاہنور تھوڑا غصہ کر گئی ہے میں اسے سمجھا لوں گا تم فکر نہ کرو“ اور میں کل ہی میٹنگ کروں گا تم سے... ابھی میں واپس جا رہا ہوں۔

شفیق نے اسے کہا تو عرونہ سمجھ گئی کہ وہ الیاس سے ہی میٹنگ کرنے گیا تھا۔

”تم الیاس سے کوئی میٹنگ کرنے گئے تھے؟“

عرونہ نے شفیق سے پوچھا۔

”ارے نہیں نہیں بس اس سے اچھے سے ملاقات نہیں ہوئی تو اس لیے کہا۔“

”اچھا تو عروہ نے اپنا چہرہ سیدھا کر لیا۔“

-----

”مطلب میرا شک ٹھیک تھا وہ بچہ الیاس کے سوتیلے بھائی کا بیٹا ہے۔“

قائم نے آفاق کا نام لیا تو عروہ چونکی۔

”آفاق کا اس سب سے کیا تعلق؟“

عروہ بولی۔

”.... مس عروہ“

عروہ نے اس کی بات کاٹی۔

”.... مسز عروہ“

”او کے مسز عروہ“

قائم نے اپنی غلطی مانتے ہوئے کہا۔

آپ نے جس بچے کو گود لیا تھا اس کا نام شامیر ہے اور وہ پاکستان کا نہیں ہے..... اس کا باپ بھی ایک سید ہی تھا لیکن

سید الیاس کاظمی کا سوتیلہ بھائی تھا سید جعفر کاظمی شروع سے ہی دوہی رہتا تھا اور وہاں اس کی بہت زیادہ جائیداد ہے وہ

پاکستان اپنے والد کی وفات پر آیا تھا جب اس کا ایکسیڈنٹ ہو گیا اور وہ اور اس کی بیوی مر گئے جبکہ شامیر جس کو تم آفاق



کہتی ہو وہ بچ گیا تھا اور وہ پولیس کے پاس آگیا..... لیکن الیاس کاظمی اس کو پولیس سے حاصل کرنا چاہتا تھا اس کی..... جائیداد کی خاطر

”ہاں تو وہ اس کا چچا ہے اسے دے دینا چاہیے تھا۔“

.... عروہ فوراً بولی

”اس طرح اس بچے کو مانگنے والوں کے ہاتھ نہیں بیچنا چاہیے تھا۔“

”مسز عروہ اقرار حسن اگر اس کا چچا ہمیں اس کے بدلے بہت کچھ معلومات دے سکتا تھا۔ اس لیے ہم نے اس کو اس کے حوالے نہیں کیا..... ہم لوگ اس میشن کے پیچھے اب سے نہیں ہیں.... بلکہ ہمیں یہ کام کرتے ہوئے پانچ سال.... ہو گئے ہیں عروہ بی بی

قائم اسے اپنے میشن کی تفصیلات سے آگاہ کر رہا تھا وہ دونوں اب نیچے فرش پر بیٹھ چکے تھے عروہ اسے بغور سن رہی تھی۔

”شفیق جہاں تک لوگوں کی نظروں میں ایک معتبر شخص ہے وہیں ہم لوگ یہ جانتے ہیں کہ وہ مافیا کا سب سے بڑا آدمی ہے.... مانگنے والوں کی گنگز کو وہ لیڈ کرتا ہے۔

”بس کرو..... جہاں تک میں جانتی ہوں ہر کوئی اپنی مجبوری میں مانگ رہا ہوتا۔“

”کون سی مجبوری عروہ بی بی؟“

قائم نے سوال کیا۔

“.... یہی کسی کا شوہر مر اہوتا تو کوئی یتیم ہوتا کسی کو طلاق ہوئی ہوتی تو“

عرو نہ بول رہی تھی کہ قائم بول بڑا۔

تو کوئی جلا ہوا ہوتا ہے.... تو کسی کا بازو نہیں ہوتا کسی کی ٹانگ نہیں ہوتی تو کسی کی زبان نہیں ہوتی.... اور بھی بہت کچھ “  
.... لیکن کبھی سوچا کہ جس عورت کا شوہر مر اہوا ہوتا ہے وہ کوئی کام کیوں نہیں کرتی؟ لاہور اسلام آباد یا کسی بھی بڑے شہر میں جائیں تو ہر دوسرے گھر میں ایک ہی شکایت ہوتی کہ کام والی نہیں ملتی.... یہی عورتیں ان کے گھروں میں کام کرنے لگ جائیں تو ان کا کتنا مسئلہ حل ہو جائے...؟ بھیک مانگنا پاکستان میں ایک جرم ہے لیکن یہاں قانون نافذ کرنے والے ادارے ناکام رہے ہیں۔ پاکستان میں اس مافیا کو ختم کرنے کے لیے بہت سے لوگ آچکے ہیں اور بہت سے اپنی جان کی بازی بھی ہار چکے ہیں۔ میرے والد صاحب پولیس میں تھے اور انہوں نے اس کے خلاف اقدامات اٹھائے تھے “لیکن کیا ہوا ان کا قتل کر دیا گیا۔

عرو نہ اب تسلی سے اس کی بات سن رہی تھی قائم رضا کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ اور یہ پہلی بار ہوا تھا کہ قائم رضا کی آنکھوں میں آنسو آئے تھے۔ یا شاید اس کے سامنے آئے تھے۔

”تمہارے بابا کا قتل ہوا تھا؟“

عرو نہ نے بے یقینی سے پوچھا۔

ہاں ان کا قتل ہوا تھا اور تب میں بہت چھوٹا تھا میری پڑھائی کا خرچہ حکومت نے اٹھایا تھا لیکن میرے بابا کو انصاف “  
”نہیں دلایا تھا بس اسی چکر میں یہ آرمی جوائن کی اس کے بعد اس میشن میں آگیا۔

اس نے اپنی آنکھوں کے نم گوشے صاف کیے۔

”تم تو بہت ہی دُکھی ہو میجر صاحب مجھے تو لگتا تھا بس میری زندگی میں ہی غم لکھیں ہیں۔“

عروہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اچھا کیا غم ہیں تمہاری زندگی کے؟“

قائم نے اس سے پوچھنا چاہا۔

”کیوں میں تمہیں کیوں بتاؤں؟ عروہ فاطمہ اپنے غم صرف اللہ سے شیر کرتی ہے۔“

عروہ نے اٹھتے ہوئے ہاتھ جھاڑے اور ایک ادا سے کہا۔

”ویسے بہت تیز ہو۔“

قائم نے اس کے ہاتھ میں پکڑے بلیڈ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں اور یہ بھی بہت تیز ہے۔“

عروہ نے دوبارہ بلیڈ آگے کرتے ہوئے اشارہ کیا۔

”اچھا میں شفیق سے مل کے آتا ہوں باس کو یاد آرہی ہوگی۔“

قائم نے ہنستے ہوئے کہا۔

گھر آنے کے بعد کوئی بھی اقرار کے کمرے میں نہیں گیا تھا وہ جب سے آیا تھا اپنے کمرے میں بند تھا۔ فاریہ کھانا لے کر شام کے وقت اس کے کمرے میں آئی تھی اقرار عروہ کی تصویر لے کر بیٹھا اس سے باتیں کر رہا تھا۔

“آج ایک سال بعد تمہیں دیکھا.... تم جانتی ہو اس ایک سال میں میں نے لوگوں کی کیسی کیسی باتیں سنی؟ کہ اقرار“  
.... حسن کی بیوی بھاگ گئی

”! اقرار“

فاریہ نے اسے مخاطب کیا تو وہ ٹھٹکا اور تصویر اپنے پاس رکھ لی۔

”کھانا کھا لو تم نے صبح سے کچھ نہیں کھایا.... مجھ سے تمہاری یہ حالت دیکھی نہیں جا رہی۔“

فاریہ اس کے پاس آچکی تھی۔۔۔۔

”فاریہ ایک بات بتاؤ؟“

وہ اس کے پاس بیڈ پر بیٹھ گئی جبکہ وہ نیچے بیٹھا ہوا تھا۔

”عروہ واپس آجائے گی نا؟“

فاریہ خاموش ہو گئی۔

”..... میرا دم گھٹ رہا ہے اس کے بغیر“

فاریہ کا دل کیا وہ رو دے.... اس کا شوہر اس کے سامنے اپنی دوسری بیوی کا دکھ لے کر بیٹھا تھا لیکن وہ اس کا محبوب بھی تھا۔

”.... فاریہ وہ میری عروہ نہیں ہے... وہ کوئی اور ہے“

اقرار اس کے قدموں میں بیٹھا رو رہا تھا۔

”.... اقرار تم ایسے رو رہے ہو تو میرا دل کٹ رہا ہے تم مت رو“

فاریہ اسے بچوں کی طرح چپ کر وار ہی تھی وہ جو بالکل بچوں کی طرح رو رہا تھا جیسے بچوں کی کوئی چیز گم ہو جائے تو وہ..... روتے ہیں کہ وہی چاہیے

فاریہ میں نے اسے دیکھا.... میں اس کے پاس گیا لیکن اس نے مجھے دیکھا تک نہیں۔ فاریہ تم... تم کہتی ہو نہ تم مجھ“  
”.... سے پیار کرتی ہو.... تو اسے واپس لا دو.... میں مر رہا ہوں  
وہ اب فاریہ کے آگے ہاتھ جوڑ کر منتیں کر رہا تھا۔

”..... اگر میرے بس میں ہوتا اقرار تو اسے ابھی تمہارے سامنے لا کر کھڑا کر دیتی.... لیکن“  
”.... اقرار زمین سے اٹھا اور اپنے آنسو صاف کیے

میں ابھی اس کے پاس جاؤں گا اور اس سے اپنا جرم پوچھوں گا آخر میرا قصور کیا ہے؟ اس سے عشق کرنا میرا جرم ہے“  
”توہاں میں نے کیا جرم لیکن مجھے اتنی بڑی سزا نہ دے۔  
اقرار نے بہت حد تک خود کو سنبھالا تھا۔

”اقرار ابھی مت جاؤ وقت دیکھو کیا ہو رہا ہے۔“

فاریہ نے اسے روکنا چاہا لیکن وہ اس سے روک نہ سکی..... اس نے اپنی گاڑی کی چابی اٹھائی اور نکل گیا۔

”تمہیں برف اچھی لگتی ہے؟“

قائم نے عروہ سے پوچھا وہ دونوں اس وقت شفیق کے گھر کی طرف رواں دواں تھے۔

”..... ہاں اچھی لگتی اور یہاں اقرار ہوتا تو میں اس کو اٹھا اٹھا کر برف مارتی“

عروہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ویسے تم اپنے شوہر کو مار بھی سکتی ہو؟“

”..... تھپیڑ رسید کر کے آرہی ہوں“

عروہ نے ہاتھ جھاڑتے ہوئے کہا۔

”.... خطرناک بندی ہو“

قائم نے ہنستے ہوئے کہا۔

”کوئی شک؟ اچھا بات سنو یہ شفیق کو ابھی تک شک کیوں نہیں ہوا کہ تم آرمی کے بندے ہو؟“

”تمہارا اسے ابھی تک کیوں نہیں پتہ چلا کہ تم شاہنور نہیں عروہ ہو۔“

قائم نے الٹا سوال کیا۔

”بہت تیز ہو خود کو عروہ جیسا انٹیلیجنٹ ثابت کرنا چاہتے ہو۔“

عروہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

”تمہارے جیسا انٹیلیجنٹ مطلب میں بیوقوف نظر آتا ہوں؟“

قائم نے سنجیدگی سے کہا۔

”قائم رضا میں تمہارا قتل کر دوں گی۔“

عروہ نے اسے دھمکی دی۔

”میرا قتل بعد میں کرنا آج پتہ ہے نا تم نے کیا کرنا ہے؟“

قائم نے اس کی بات کو ٹالتے ہوئے کہا وہ جانتا تھا کہ اس کا ریڈیو تو چلتا رہنا ہے۔

”عروہ فاطمہ کبھی کچھ نہیں بھولتی۔“

عروہ نے اپنے فرضی کالر چھاڑتے ہوئے کہا۔

”یار مذاق مذاق میں کام نہ خراب کر دینا جانتی ہونا یہ ہمارے لیے کتنا ضروری ہے۔“

عروہ کو اب اقرار کی بہت یاد آرہی تھی اگر وہ ہوتا تو اس کی بک بک کو کتنے آرام سے سنتا۔

قائم رضا میں تمہارے کام سے کافی متاثر ہوا ہوں تم نے میری جان جہاں کا بہت خیال رکھا ہے لیکن اب میں چاہتا

”ہوں کہ تم لاہور چلے جاؤ یہاں سب کام شیر سنجال لے گا۔“

شفیق نے جیسے کہا عروہ کو لگا اس کے سر پر کسی نے مری کی شدید سردی میں ٹھنڈا پانی ڈال دیا ہوا اگر قائم چلا گیا تو وہ اپنا کام کیسے کرے گی؟ اور اب تک تو شفیق نے قائم رضا کو باڈی گارڈ رکھا ہوا تھا اور ان سب کے لیے میٹنگ کرنا سب آسان تھا لیکن اب؟

جی سر۔ ”قائم نے بغیر کوئی سوال کیے ہامی بھر لی۔ عروہ نے اسے گھور کر دیکھا لیکن وہ چہرہ نیچے کر کے کھڑا تھا۔“

شفیق تم چاہتے ہو کہ میں بور ہو جاؤں؟ خود تم سارا دن کام میں لگے رہتے ہو قائم کبھی کبھی مجھے باہر لے جاتا اب تم ”اسے بھی لاہور بھیج رہے ہو۔“

عروہ نے خفا خفا کہا۔

میری جان ایسی بات نہیں ہے اگر لاہور کام نہ ہوتا تو میں قائم کو کبھی نہ بھیجتا اور تم تو میری ساتھ اسلام آباد جا رہی ہو۔“

شفیق نے صوفیہ پیٹھے بیٹھے کہا اس کے ساتھ ہی عروہ بیٹھی تھی جبکہ قائم سر جھکائے کھڑا تھا۔

”قائم ہی ایسا شخص ہے جس پر میں خود سے زیادہ یقین کرتا ہوں۔“

شفیق نے مسکراتے ہوئے کہا۔ جبکہ اس کی شاہنور اب منہ بنا کے بیٹھی تھی۔

”اچھا ٹھیک ہے لیکن ہم اسلام آباد کب جا رہے ہیں؟ میں تنگ آگئی ہوں مری رہ رہ کر۔“

عروہ جانتی تھی اب شفیق اپنا فیصلہ نہیں بدلے گا۔

”ہم لوگ آج ہی اسلام آباد نکل جائیں گے۔“



شفیق نے اسے بتایا اور قائم کو جانے کا اشارہ کیا۔

”اچھا میں پھر اپنی پیکنگ آج کر لوں۔“

عرونہ دراصل قائم سے بات کرنا چاہتی تھی اس لیے وہ اب بہانا بنا کر اٹھ رہی تھی۔

”تم مجھے وقت نہیں دیتی اور پھر کہتی ہو کہ میں نہیں دیتا۔“

شفیق نے اسے اٹھتے دیکھا تو کہا۔

لو اب اسی لئے تو جا رہی ہوں کہ پیکنگ کر سکوں میں تو بور ہو گئی ہوں ایک سال ہونے پاکستان آئے ہوئے لیکن مری“  
”کے علاوہ تم مجھے کہیں گھومنے نہیں لے کر گئے اب اسلام آباد جاؤں گی تو سارا پھروں گی۔“

عرونہ نے پیار سے اس سے کہا وہ بس جان چھڑانا چاہتی تھی۔

”اچھا ٹھیک ہے کر لو پیکنگ شام میں ہم نکل جائیں گے۔“

شفیق نے اب مسکراتے ہوئے اسے جانے کی اجازت دی اس کا گھر اور شفیق کا گھر چند میل کے فاصلے پر تھا وہ لوگ اکثر پیدل آتے جاتے تھے اور برف پر گاڑی چلانا کون سا آسان کام ہے ویسے تو مری میں مین روڈ برف سے صاف ہوتے رہتے ہیں لیکن گھروں والے رستے برف سے ڈھکے رہتے ہیں۔

عرونہ جب باہر نکلی تو اسے قائم جاتا ہوا نظر آیا وہ کافی دور جا چکا تھا اور اب وہ ڈھلوان اتر رہا تھا عرونہ اس کے پیچھے چلنے لگی شفیق کے اس فیصلے سے وہ بہت پریشان ہو گئی تھی اگر قائم چلا گیا تو وہ سب کیسے کرے گی جو بھی تھا عرونہ اس قدر خطرناک لوگوں میں کام کر رہی تھی اس کو بس یہی سہارا تھا کہ قائم ہر وقت اس کے ساتھ ہوتا اور اس پر نظر رکھتا ہے لیکن اب یہ بھی نہیں ہو گا۔

”اقرار اب میں نہیں جانتا اس وقت وہ کہاں ہے؟ نہ ہی میرا رابطہ ہے۔“

اقرار ابھی بھی فواد کے گھر موجود تھا اور بار بار ایک ہی سوال کر رہا تھا کہ عروہ کہاں ہے۔

”میں جانتا ہوں صرف تم ہی اس بارے میں جانتے ہو یا پھر تم ہی مجھے اس کا پتہ بتا سکتے ہو۔“

اقرار اس کے گھر میں موجود تھا فواد کی ایک والدہ تھیں جو بیمار رہتی تھیں اور فواد کی ابھی تک شادی نہیں ہوئی تھی۔

اس کی والدہ اپنے کمرے میں موجود تھیں جبکہ اقرار اور فواد دونوں ان کے برآمدے میں بیٹھے تھے یہ ایک جھوٹا سا پانچ مرلے پر مشتمل گھر تھا۔

”آخر تم نے میری عروہ کو کیوں ان کے حوالے کیا؟“

اقرار اب غصے میں نہیں بلکہ بے بسی سے پوچھ رہا تھا۔

”..... اقرار اگر میں ان کی بات نامانتا تو وہ کچھ بھی کر سکتے تھے“

وہ اپنی مجبوری بتا رہا تھا۔

”میں اب تمہارے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں اس کا پتہ بتا دو میں ایک ایک لمحہ اس سے دور مر رہا ہوں.... وہ صرف میری“

بیوی نہیں بلکہ میرا عشق بھی ہے۔ اور تم جانتے ہو جب عشق میں اگر کسی کو پالیا جائے تو ع۔ ش۔ ق مکمل ہو جاتا ہے

”لیکن اگر کھو دیا جائے تو سب بکھر جاتا لیکن اگر پا کر کھو دیا جائے تو انسان نامکمل ہو جاتا ہے

اقرار اسے وہ کہہ رہا تھا جو اس کا دل اس وقت چیخ چیخ کر بول رہا تھا۔

”اقرار سب اتنا آسان نہیں ہے.....۔“

فواد کو اس کی حالت پر ترس آرہا تھا لیکن وہ چاہ کر بھی اب کچھ نہیں کر سکتا تھا کیونکہ اسے اتنا معلوم تھا کہ عروہ شفیق کے پاس ہے لیکن قائم شفیق کا آدمی نہیں بلکہ آرمی کا بندہ ہے اس حد تک تو وہ بھی نہیں جانتا تھا اور عروہ کو شاہنور کے طور پر استعمال کیا جا رہا تھا۔

”میں تمہارے ساتھ اسلام آباد چلنے کے لیے تیار ہوں ہم وہاں مل کر عروہ کو ڈھونڈیں گے لیکن میری والدہ کی ذمہ داری کون لے گا؟“

فواد نے اپنی والدہ کا نام لیا کیونکہ وہ ان کی طبیعت بھی کچھ ناساز تھی اور اس کو ڈر تھا جو اتنے خطرناک ہو سکتے اقرار حسن کی بیوی کو استعمال کر سکتے اگر وہ اقرار کا ساتھ دے گا تو اس کی والدہ کو بھی کچھ کر سکتے۔

”تم ان کی فکر نہ کرو.... ان کو میرے گھر چھوڑ دیتے ہیں تم میرے ساتھ چلو۔“

اقرار اب اس سے منت کر رہا تھا آخر یہ عشق بھی انسان سے کیا کیا کچھ کروا دیتا ہے۔

”ٹھیک ہے یار تم میرے بہت اچھے دوست ہو میں کبھی یہ نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن مجھے کرنا پڑا مجبوری تھی۔“

”اگر ہم کسی کے ساتھ مخلص ہوں تو ہم مجبوری میں بھی اس کے خلاف کبھی ناجائیں۔“

اقرار ایک افسوس کن نظر اس پر ڈالی۔

اور اس نے شرمندگی سے اپنا سر جھکا دیا۔

”تم نے اتنی جلدی حامی بھری؟ تم لاہور چلے جاؤ گے تو میرا کیا ہوگا؟“

عروہ اس پر چلا رہی تھی اس وقت وہ ایک چھوٹے سے گھر میں موجود تھے جو قائم رضا کا تھا یہ بھی لڑکا کا بنا لگتا تھا اور اگر کوئی میٹنگ کرنی ہوتی تھی تو وہ یہیں کرتے تھے اس میٹنگ میں صرف قائم اور عروہ ہی نہیں تھے اور بھی بہت سے لوگ کام کر رہے تھے کچھ لوگ مانگنے والے بنے ہوئے تھے۔ قائم کو شفیق کا بھروسہ جیتنے میں بہت عرصہ لگا تھا۔

”مس عروہ آپ نے ایگریمنٹ پہ سائن کرتے ہوئے سب پڑھا تھا نا؟“

عروہ نے سختی آنکھیں میچیں اور پھر کھولتے ہوئے اسے کہا۔

”قائم لیکن تم جانتے ہو یہ کس قدر خبیث انسان ہے۔“

یہ تمہیں سائن کرنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا عروہ فاطمہ میں نے تم سے بار بار پوچھا تھا کہ تم کر لو گی یہ سب؟ لیکن اس وقت تمہارے سر پر اس بچے کو رکھنے کو بھوت سوار تھا.... اس میں صاف صاف لکھا تھا کہ تم اپنا کام پورا کرو گی کسی ”بھی صورت میں.... میرا کام مکمل ہونے والا تھا میں وہ بچہ الیاس کو دیتا اور وہ مجھے شفیق کے مطلق سب بتا دیتا۔

قائم اب غصے میں کہہ رہا تھا وہ اپنا سامان باندھنے میں مشغول ہو چکا تھا۔

تمہیں کیا لگتا کہ الیاس تمہیں سب سچ بتا دیتا؟ وہ جو اس کے ساتھ خود اس کام میں شامل ہے؟ اور کیا بھروسہ تھا کہ وہ ”آفاق کو بھی بھیک پر لگا دیتا اور اس کی تمام جائیداد لے کر بھی وہ اگر اسے بھکاری بنا دیتا تو؟

عروہ اب اس پر بھڑک رہی تھی۔

تم لوگ اپنے ایک کام کی خاطر اس بچے کی زندگی خطرے میں ڈال رہے تھے؟ سچ کہتے ہیں فوجیوں میں دل نہیں ”ہوتا۔

عروہ نے ہاتھ باندھتے ہوئے کہا۔ جس پر قائم کے ماتھے کے تیور بدل گئے۔ لیکن وہ کچھ بولا نہیں تو عروہ نے محسوس کیا اور مزید زچ ہوئی۔

”اب بولو بولتے کیوں نہیں؟“

قائم نے خود پر مزید قابو پایا جبکہ اس کو شدید غصہ آرہا تھا۔

”.... تم لوگ سخت دل کے مالک ہوتے ہو تمہیں کسی سے کوئی فرق نہیں پڑتا.... سب سے زیادہ پیسہ“

ابھی عروہ نے بات مکمل بھی نہیں کی تھی کہ قائم جو اپنے کپڑے رکھ رہا تھا غصے سے اس کے پاس آیا۔

”..... ہاں سچ کہہ رہی ہو ہمارے دل سخت ہوتے ہیں“

اس نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

”ہم اپنے خاندان سے دور رہتے ہیں کبھی کبھی تو ان کو ہماری خبر بھی نہیں ہوتی اس لیے ہم سے زیادہ سخت دل اور کون ہو سکتا ہے؟ اس عوام کے لیے مارے مارے پھرتے ہیں.... ہر وقت اپنی جان ہتھیلی پر لیے ملک کی حفاظت کرتے ہیں“

”..... صرف اس لیے کہ تم جیسے لوگوں کی باتیں سن سکیں

قائم نے اس پر انگلی کا اشارہ کرتے ہوئے کہا عروہ نہ تو گھبرائی تھی نہ روہانسی ہوئی تھی البتہ شرمندگی اس کے چہرے پر صاف عیاں تھی۔

”ہم فوجیوں پر پیسہ خرچ کیا جاتا ہے.... تو سنو.... ملک میں جب بھی کوئی ناگہانی آفت آئی ہے تو ہم فوجی ہی سب سے پہلے مدد کو پہنچے نہ کہ تمہارے وہ حکمران جن کو تم لوگ خود منتخب کرتے ہو.... ہم فوجیوں کو کسی کا احساس نہیں ہوتا....“

تو عروہ بی بی بی اس گینگ کو پکڑنے میں پاکستان کا ہی بھلا ہے نہ کہ قائم رضا کا.... بھیک مافیا کو پکڑ کر پاکستان کے ہزاروں

بچوں کو ان کے شکنجے سے آزاد کرنا ہے اور کئی آنے والے بچوں کو اس سے بچانا ہے تاکہ وہ پاکستان کا مستقبل روشن کر سکیں اور یہ ملک.....

قائم نے یہ ملک کہتے ہوئے عروہ کے چہرے پر غور کیا۔

جسے تم اپنا ملک کہتی ہو جو تم لوگوں کو بغیر قربانی کے مفت میں مل گیا ترقی کر سکے تم جیسے امیر لوگوں کو ان غریب بچوں سے کیا جو بھیک مانگ رہے ہیں تم لوگوں کی انا کو تسکین کیسے پہنچے گی جب تک تم سے لوگ ہاتھ پھیلا کے مانگے گے..... نہیں

بس کرو میجر قائم رضا..... پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتیں..... میں عروہ فاطمہ نہ کوئی پولیس میں ہوں نہ ہی فوج سے..... ایک عام لڑکی ہوں ایک عام امیر لڑکی ہوں..... میں صرف ایک بچے کی خاطر ہی یہاں اپنی ماں اپنے شوہر سے..... دور تمہارے ساتھ کام کر رہی ہوں..... ایک عام امیر لڑکی

عروہ کی برداشت سے باہر ہو گئی تھی تو اس نے غصے سے کہا۔

تم یہاں ایک بچے کی خاطر آئی ہو اور میں یہاں لاکھوں بچوں کی خاطر آیا ہوں..... اور ہاں عام امیر لڑکی اب قربانی..... دینے سے ڈر کیوں رہی ہے جاؤ اکیلے کرو اپنا کام اس ملک کے لیے

قائم نے طنزیہ مسکراہٹ سے کہا۔

”ہاں کروں گی میں یہ کام پورا..... اور تم دیکھانا..... میں کامیاب ہوں گی۔“

عروہ نے اس کے سامنے چٹکی بجاتے ہوئے بہت جوش میں کہا۔

”!دیکھتے ہیں مس..... سوری مسز عروہ اقرار حسن“

قائم کہتے ساتھ باہر نکل گیا۔

اسلام آباد میں داخل ہوتے ہی عروہ کو مری کی وادیاں یاد آنے لگیں جہاں وہ قائم کے ساتھ گھومتی رہی تھی قائم کی باتوں نے اسے بہت شرمندہ کیا تھا اس نے کتنے گھٹیا الفاظ بول دیے تھے..... لیکن اب اسے دکھ ہو رہا تھا خدا جانے اب اس کا سامنا دوبارہ ہو گا بھی یا نہیں؟ وہ اپنے اتنے اچھے دوست سے ملے گی بھی یا نہیں؟ اس سارے وقت میں قائم نے اس کا کتنا ساتھ دیا تھا۔ اور آخری لمحات میں اس نے اس کا کتنا دل دکھایا.... عروہ اپنی سوچوں میں گم تھی جب ایک عالی شان گھر کے سامنے گاڑی روکی.... وہ ابھی انجان تھی جب اسے شفیق نے مخاطب کیا تو وہ اپنی سوچوں سے باہر آئی۔

”شاہنور یہ ہے ہمارا نیا گھر اور یہاں ہی ہماری شادی بھی ہو گی۔“

شفیق اسے بہت پیار سے بتا رہا تھا۔ جبکہ عروہ کو بالکل دلچسپی نہیں تھی اس سب میں.... وہ بس اپنا کام جلد از جلد مکمل کر کے یہاں سے نکلنا چاہتی تھی۔

”لیکن میں الگ گھر میں نہیں رہوں گی؟“

عروہ نے اس سے پوچھا وہ جانتی تھی مری میں وہ اس لیے الگ رہ رہی تھی کہ اس کے ساتھ قائم ہر وقت موجود ہوتا تھا جو کہ شفیق نے ہی رکھا ہوا تھا اس کی حفاظت کے لیے.... لیکن اب چونکہ وہ نہیں تھا اس لیے شاہنور کو وہ اپنے ساتھ رکھنا چاہتا تھا۔

”ویسے تم نے قائم کو کہاں بھیجا ہے؟“



عرونہ اب اس سے قائم کے مطلق پوچھنا چاہتی تھی۔

”بہت ضروری کام تھا میری جان تم اب پریشان مت ہو وہ جلد ہی آجائے گا میں جانتا ہوں تمہاری اس سے کافی بننے لگ گئی تھی لیکن مجھے اچھا نہیں لگتا تم زیادہ کسی اور سے باتیں کرو اس لیے یہاں تم ہر وقت میری آنکھوں کے سامنے رہو گی۔“

..... عرونہ اسے دیکھ کر بمشکل مسکرائی

”تمہارا نہیں خیال شفیق ہمیں کہیں گھومنے جانا چاہیے ابھی؟“

عرونہ اس وقت اپنا مزاج خوش کرنا چاہتی تھی وہ پہلے قائم کے جانے سے اور اب شفیق کے ساتھ رہنے سے بہت پریشان تھی۔

”ابھی؟ میری جان لیکن ابھی تو میں بہت تھک گیا ہوں! کل چلیں؟“

شفیق کے چہرے پر تھکاوٹ کے عناصر صاف ظاہر تھے.... لیکن وہ عرونہ کو پیار سے کہہ رہا تھا۔  
”ٹھیک ہے۔“

عرونہ نے بددلی سے کہا جو کہ شفیق نے دیکھ لیا تھا۔

”ڈرائیور گاڑی واپس لو..... ہم ابھی اپنی جان جہاں کو فیصل مسجد لے کر جا رہیں۔“

شفیق نے مسکراتے ہوئے کہا تو عرونہ کھکھلا کر مسکرا دی جو بھی تھا عرونہ فاطمہ کو گھومنے کا بہت شوق تھا پھر ساتھ چاہے جو بھی ہو اسے فرق نہیں پڑتا تھا۔ ڈرائیور جو گاڑی گھر کے اندر لا چکا تھا اب واپس موڑ رہا تھا۔



اقرار حسن گاڑی میں آج بھی اس کی پسند کے گانے لگا کر سن رہا تھا بلال سعید کے گانے.... گانوں کی آواز کافی اونچی تھی اس کے ساتھ فواد بھی بیٹھا تھا اس وقت وہ اشارے پر روکے تھے۔ اقرار نے اپنی طرف کی ونڈ سکرین نیچے کی ہوئی تھی اور ایک ہاتھ ونڈ سکرین پر تھا اور ایک سٹیئرنگ پر تھا۔ ماتھے پر آتے اس کے بال اس کے سفید چہرے کو مزید پرکشش بنا رہے تھے۔

عرونہ کی نظر اپنی ساتھ والی گاڑی پر گئی تھی جہاں اس کا شوہر، اس کا اقرار تھا.... عرونہ اس پر سے نظریں نہ ہٹا سکی ایک پل کے لیے وہ بھول گئی تھی کہ وہ شاہنور ہے.... اور شاید ہی کبھی عرونہ فاطمہ دوبارہ بن سکے.... وہ اپنے شوہر کو بنا پلک چھپکے دیکھے گئی۔

“.... توبہ توبہ عشق ستاوے.... توبہ توبہ توبہ رب ناکسے نولاوے“

بلال سعید کا گانا بھی بھی چل رہا تھا اور اس کے مقابل کی آنکھوں سامنے سڑک پر تھیں.... عرونہ کی آنکھوں میں نمی آ چکی تھی لیکن آنکھوں پر سن گلاسز ہونے کے باعث کوئی دیکھ نہیں سکتا تھا اس کے ساتھ شفیق بیٹھا تھا لیکن وہ اپنے موبائل میں مصروف تھا۔ گاڑی چل پڑی تھی اس نے اپنے شوہر کو خود سے دور جاتے دیکھا اس کی ونڈ سکرین بند تھی.... لیکن ناچاہتے ہوئے بھی اس کے ساتھ اب ونڈ سکرین پر تھے..... اقرار نے عرونہ کو دیکھ لیا تھا

“.... وہ وہ.... وہ میری عرونہ ہے“

اقرار نے شفیق کی گاڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا..... فواد نے بھی اس گاڑی کو جاتے دیکھا جب کہ اقرار اپنے ہو اس کھوچکا تھا اور اسے اندازہ تک نہ ہوا کہ اشارہ کھول چکا ہے..... جب گاڑیوں کے ہارن کے شور کی آواز آئی تو اسے ہوش آیا تو اس نے اس گاڑی کا پیچھا کرنا شروع کر دیا تھا۔

عروہ نے اقرار کے گاڑی کو اپنے پیچھے آتے دیکھا تو اس کا دل ڈر گیا..... اب اگر وہ گھر جانے کا کہتی تو اقرار یقیناً اس کا گھر تک پیچھا کرتا عروہ کو کچھ سمجھ نہ آیا کہ کیا کرے..... اس دل اب ڈر رہا تھا اگر اقرار اب آیا تو یقیناً ثبوت ساتھ لایا..... ہو گا کہ میں اس کی بیوی ہوں

“..... یا اللہ مدد کریں“

عروہ نے اپنے چہرے سے عیاں نہ ہونے دیا کہ وہ پریشان ہے البتہ دل میں دعا کر رہی تھی وہ مضبوط اعصاب کی مالک تھی اپنے کام کو اس طرح نہیں بگڑتا دیکھ سکتی تھی۔

“..... شفیق میری طبیعت خراب ہو رہی ہے“

عروہ نے جان بوجھ کر کہا وہ جانتی تھی کہ شفا ہسپتال یہاں سے نزدیک ہے کیونکہ اس نے بورڈ پڑھ کیا تھا اور اس طرح ڈرائیور تیز چلائے گا اور اقرار شاید اتنے رش میں پھرا نہیں ڈھونڈ نہ پائے۔

”کیا ہوا جان شاہ؟“

شفیق جو اپنے موبائل میں مصروف تھا ایک دم گھبرا گیا۔

”مجھے سمجھ نہیں آرہا تم مجھے بس کسی ڈاکٹر کے پاس لے جاؤ مجھے الٹی آرہی ہے۔“

عروہ نے اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تو شفیق نے جلدی سے ڈرائیور کو ہسپتال کی طرف جانے کی ہدایت دی۔

عروہ کا دھیان بار بار اقرار کی گاڑی پر جارہا تھا لیکن اب وہ ایک اشارے پر رک چکا تھا جبکہ وہ لوگ آگے آچکے تھے

..... عروہ نے سکھ کا سانس لیا

”یا اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔“

عروہ نے دل میں اللہ کا شکر ادا کیا۔

لیکن اب وہ دوبارہ سے یہ نہیں کہہ سکتی تھی کہ اب وہ ٹھیک ہے اس طرح شفیق واپس سے مسجد جانے کا کہتا اور ہو سکتا

اقرار بھی ادھر ہی جارہا ہو اور ابھی تو اس کی وجہ سے ڈرائیور گاڑی بھی تیز چلا رہا تھا۔

عروہ غلط ثابت ہوئی اقرار اس کا پیچھا کرتے کرتے ہسپتال تک آگیا تھا وہ ڈاکٹر کے پاس سے ہو کر نکلی تھی اس کے ساتھ

شفیق بھی تھا عروہ کے تو سر سے لے پاؤں تک ایسے جیسے جسم میں بجلی دوڑ گئی ہو اس کے سامنے اقرار حسن تھا وہ

ریسپنڈنٹ پر کھڑا تھا جبکہ وہ شفیق کے ساتھ تیز تیز قدم اٹھاتی باہر کی جانب جارہی تھی۔

”اقرار یقیناً میرا پوچھ رہا ہے..... اف اللہ میاں جی آپ کے دل کی آگ مجھے ناکام کرے گی۔“

عروہ نے غصے سے سوچا لیکن اقرار کے مڑنے سے پہلے وہ وہاں سے نکل چکے تھے۔

-----

عروہ جب سے آئی تھی اس کو قائم کی بہت یاد آرہی تھی اس کا قائم کو تنگ کرنا اور قائم کا زچ ہونا ان دونوں کو تقریباً

ایک سال ہو گیا تھا ایک ساتھ کام کرتے اور جس دن سے اس نے ایگریمنٹ سائن کیا تھا اس دن سے وہ دونوں کام تو

ایسے ہی کرتے تھے جیسے کوئی لیکن قائم نے عروہ کا بہت ساتھ دیا تھا اور اس کی آخری ملاقات کتنی تلخ ہوئی تھی۔

”اقرار حسن کو ڈھونڈنا ہو گا اور اسے سب بتانا ہو گا اس سے پہلے وہ میرا بنا بنایا کھیل بگاڑ کے رکھ دے۔“  
عروہ نے دل میں سوچا۔

”مسٹر کدو کریلے کی عقل تو آج ٹھکانے لگانی ہی ہو گی۔“

عروہ نے اپنی گھڑی پہنتے ہوئے کہا اور کندھوں پر جیکٹ ڈال لی۔

”کہاں جا رہی ہو؟ جان جہاں؟“

شفیق ابھی ہی اس کے کمرے میں داخل ہوا تھا۔

”ویسے تو یہ بہت بڑا غنڈہ ہے پر ہر وقت تو گھر پر بیٹھا رہتا بوڑھا کام کب کرتا؟“

عروہ نے منہ پر مسکراہٹ لاتے ہوئے ہنستے ہوئے سوچا۔

”اوہ میں آج باہر گھومنے پر اتفاق رکھتی ہوں شفیق صاحب“

اس نے بہت ہی پیار سے کہا۔

ہاں لیکن میں بھی ساتھ چلتا ہوں اور یہ جیکٹ پہن لو اسلام آباد میں بھی ٹھنڈ لگ سکتی یہاں بھی کافی سردی ہوتی اور“  
”ابھی تو شام ہو رہی۔“

شفیق نے کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے کہا جہاں سے پہاڑوں کا منظر صاف دیکھائی دیتا تھا کہیں کہیں روشنیاں جگمگانا شروع ہو چکی تھیں اور کہیں ابھی اندھیرا پھیلنا باقی تھا۔

”تمہیں لگتا نا کہ میں پاکستان اکیلے نہیں دیکھ سکتی میں دوہی سے آئی ہوں اس لیے میں آج تمہیں اکیلے گھوم کر دکھاؤں گی۔“

عروہ نے بہت چالاکی سے کہا وہ تو اقرار سے ملنے جا رہی تھی اور شفیق ساتھ ہوتا تو وہ کیسے جاسکتی تھی۔  
شاہنور اگر تمہیں کوئی بھی تکلیف ہوگی تو مجھ سے برداشت نہیں ہوگا اور یہاں تم اکیلی جاؤ گی تو راستے نہیں ملیں گے۔“

شفیق نے فکر مندی سے کہا۔

”اوہ ہو لگتا پھر تم گوگل بھائی سے واقف نہیں ہو یا پھر عمر کے سائیڈ ڈیٹیکٹس ہیں۔“

عروہ نے زبان دانت تلے دبائی کہ کچھ غلط بول دیا لیکن شفیق قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔

”شکر ہے بوڑھے کو ہنسنا بھی آتا۔“

عروہ نے چہرے پر شرمندگی والی مسکراہٹ لاتے ہوئے دل میں سوچا۔

”ٹھیک ہے جان شاہ چلی جاؤ لیکن جلدی واپس آجانا۔“

شفیق اکثر ہی اس کو ان الفاظوں سے نوازتا تھا جس عروہ سخت چڑجاتی تھی لیکن کچھ کر نہیں سکتی تھی۔

”پھوپھو اقرار عروہ کو لینے گیا تو یقیناً وہ اسے لے کر ہی واپس آئے گا۔“

فاریہ شائلہ کو تسلی دے رہی تھی۔

”پتا نہیں میری بچی کس حالت میں ہوگی؟“

شائلہ کارور کر برا حال تھا۔

بلکل ٹھیک تھی تمہاری بیٹی دیکھا نہیں تھا؟ کتنے گھٹیا کپڑے پہنے ہوئے تھے کہیں سے وہ سید زادی لگ رہی تھی؟ بھاگی“

..... وہ اور سزا میرے بچے نے کاٹی

چچی جان غصے سے کہہ رہی تھیں.... وہ سب لوگ اس وقت شائلہ کے کمرے میں موجود تھے شائلہ کی طبیعت کچھ ناساز تھی اس لیے فاریہ اس کے پاس بیٹھی تھی اس کا چہرہ اب بلکل ٹھیک ہو گیا تھا اور ہاتھ بھی بہتر تھے۔

”شازیہ میری بچی ایسی نہیں اور اقرار سے وہ بہت پیار کرتی ہے۔“

شائلہ نے روتے ہوئے کہا۔

ہاں اسی لیے شادی شدہ ہونے کے باوجود پرانے مرد کے ساتھ رہ رہی ہے اب اگر وہ آ بھی جائے تو میں اس کو کبھی

.... قبول نہیں کروں گی۔ پتا نہیں

شازیہ بول ہی رہی تھی کہ شائلہ بول پڑی۔

بس کرو شازیہ تم چلی جاؤ میرے کمرے سے.... میں اپنی بچی کے خلاف ایسی باتیں ہر گز نہیں سن سکتی.... خدا کا

..... واسطہ چلی جاؤ یہاں سے

شمالہ نے قدرے غصے سے کہا تو شازیہ جو کھڑی تھی فوراً سے باہر نکل گئی جبکہ فاریہ شمالہ کے پاس ہی بیٹھی رہی۔

”پھوپھو آپ فکر نہ کریں..... خالہ جان کو میں سمجھاؤں گی آپ بس اپنی دوائی کھالیں۔“

شمالہ نے اپنا رخ پھیر لیا جس کا مطلب تھا تم بھی جاسکتی ہو۔

فاریہ خاموشی سے وہاں سے اٹھ پڑی۔

-----

میری بھی کیا زندگی ہے؟ شوہر جس نے کبھی مجھے مڑ کر نہیں دیکھا؟ اس گھر میں میری کیا حیثیت ہے؟ عرو نہ جو اقرار “کو خود چھوڑ کر گئی ہے وہ اس کے پیچھے اب بھی پاگل ہے اور میں جو اس کے پیچھے ساری زندگی لٹا چکی ہوں اس کی اس کو پرواہ تک نہیں یہ عشق بھی کتنا ظالم ہوتا ہے جس سے کرتے وہ کہیں اور دل لگا کر بیٹھا ہوتا اور ہم اسی کی خاطر خود کو ختم کر لیتے ہیں جبکہ سامنے والے کو فرق ہی نہیں پڑتا شاید اسی کو عشق کہتے۔“

فاریہ اپنے کمرے میں آ کر خود سے ہی باتیں کر رہی تھی۔

اس ایک سال میں میں نے خود کو کتنی تسلی دی کہ اب اقرار مجھے قبول کر لے گا لیکن اس نے ایک نظر پیار سے دیکھا “تک نہیں..... دل کی آگ بھی کیسی آگ ہے؟ میں اس کے لیے اس آگ میں جل رہی ہوں اور وہ کسی اور کے لیے.....“

فاریہ تلخ مسکراہٹ کے ساتھ خود کو آئینے میں دیکھ رہی تھی۔

اس کی سر دنگاہوں نے بھی اس دل کی آگ کو نہیں بجھایا.... فاریہ تمہاری جگہ عروہ ہوتی تو شاید وہ اب تک مرچکی ہوتی.... کوئی مجھ سے میرے دل کا حال بھی تو پوچھے؟ میرا شوہر اس کے پیچھے پاگل ہے جو اس کو چھوڑ کر جا چکی ہے؟ آخر محبت اتنی بے رحم کیوں ہوتی ہے؟

فاریہ ابھی بھی آئینے کے سامنے کھڑی اپنے سیاہ کھلے بالوں کو گھنگی کر رہی تھی اور خود سے سوال کر رہی تھی۔

خوبصورت میں بھی ہوں..... لیکن صرف میں عروہ نہیں ہوں کاش میں عروہ ہوتی تو اقرار مجھ سے بھی پاگلوں کی ”طرح محبت کرتا۔“

وہ اپنی حسرتوں کو خود سے بیان کرنے میں محو تھی جب اس کے فون کی گھنٹی بجی اس نے فون اٹھایا تو اس پر ایمن کا نمبر تھا۔

”اسلام علیکم! ایمن کیا حال ہے؟“

فاریہ نے فون اٹھاتے ہوئے کہا۔

وعلیکم اسلام! میں بس ٹھیک ہوں پر یار عروہ والی بات سمجھ سے باہر ہے الیاس کہتے کہ وہ شاہنور ہے اور میں تو سمجھنے ”سے ہی قاصر ہوں.... آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے؟“

ایمن نے کہنا شروع کیا آخر کو یہ سوال سب کے ذہن میں تھے کہ یہ سب ہو کیا رہا ہے؟ لیکن جواب کسی کے پاس نہیں تھا۔

”پتا نہیں ایمن دیکھو قسمت کیا موڑ دیکھاتی ہے؟“

فاریہ نے ادا سی سے کہا۔



..... اقرار بھائی کیا کہتے ہیں؟ آخر کو وہ سکون سے نہیں بیٹھیں گے“

ایمن نے اپنا خدشہ ظاہر کیا جو بالکل سچ تھا۔

.... گیا ہو اس کے پیچھے“

فارہ کا لہجہ اداسی بھرا تھا۔ جو ایمن نے محسوس کر لیا تھا۔

”تم اداس ہو؟“

ایمن نے سوال کیا تو فارہ نے لمبا سانس بھرا۔

اللہ نہ کرے کہ تمہارا شوہر تمہارا ہو کر بھی تمہارا نہ ہو.... پھر اگر میں تم سے یہ سوال کروں گی تو تمہارا کیا انداز  
”ہوگا؟“

اس کے بعد شاید ایمن کے پاس ناکوئی سوال تھا نا ہی جواب دونوں کے درمیان لمبی خاموشی حائل رہی..... اور اس کے  
بعد فارہ نے اسے توڑا۔

”ایمن میں تم سے بعد میں بات کرتی ہوں خالہ بلارہی ہیں۔“

ایمن بھی جانتی تھی کہ یہ جھوٹ ہے اور فارہ نے فوراً سے فون کاٹ دیا جبکہ آنسو کا ایک موتی اس کی گال سے بہہ گیا  
تھا۔

-----

عروہ اپنے کمرے سے نکل کر راہداری میں ہی تھی جب وہ شفیق کے کمرے میں سے آنے والی آوازوں پر روکی۔

“.... ہاں الیاس میں تم سے آج ہی ملتا ہوں..... تم مجھے جگہ بتادو کہ کہاں آنا میں بس ابھی آیا“

شفیق نے کہہ کر فون رکھ دیا۔ عروہ جلدی سے واپس اپنے کمرے کی جانب گئی۔

”تو آج یہ الیاس سے ملنے جا رہا ہے مجھے اس کے پیچھے جانا چاہیے.... کیا پتا ہم جس چیز کی تلاش میں ہیں وہ مجھے آج ہی مل جائے۔“

عروہ نے سارے لائحہ عمل ترتیب دیا اس نے ایک نمبر پر میسج کیا اور ایک پرس اٹھایا جس میں کچھ ضروری سامان رکھا۔ عروہ جانتی تھی جو بھی ہو جائے اس کے سامنے الیاس اور شفیق اپنی بات نہیں کریں گے اس لیے وہ چھپ کر ان کا پیچھا کرنا چاہتی تھی۔ اقرار سے وہ بعد میں بھی مل سکتی تھی یا شاید آج کے بعد کبھی بھی اس کی ملاقات نہ ہو وہ جانتی تھی یہ بہت خطرناک کام تھا لیکن اسے یہ کرنا تھا پاکستان کے مستقبل کی خاطر۔

قائم تم سچ کہتے ہو یہ ایک آفاق کی زندگی کا سوال نہیں ہے یہاں لاکھوں بچے جو ابھی اس جہنم میں جل رہے ہیں اور “ لاکھوں آنے والے بچوں کی زندگی کا سوال ہے ان بچوں میں سارے نا صحیح کوئی ایک بچہ تو ایسا ضرور ہو گا جس کی قابلیت پاکستان کی تقدیر بدل سکتی ہے تم سچ کہتے ہو سیاست دان جن کو ہم منتخب کرتے ہیں انہیں ان کے مستقبل سے کوئی فرق نہیں پڑتا..... امیر لوگوں کو ان سے کوئی فرق نہیں پڑتا یہ اس ملک کی فوج ہی ہے جو ہر کام میں آگے آتی اللہ کرے ایک دفعہ میرا تم سے دوبارہ سامنا ہو جائے میں تمہاری کوششوں کی تمہیں داد دے سکوں مجھے تو بس ایک سال ہوا اپنے گھر والوں سے دور لیکن تم نجانے کب سے ان کی دوری برداشت کر رہے ہو میں آج اس خوف سے دوچار ہو رہی ہوں کہ پتا نہیں اپنے گھر والوں کو ملوں گی بھی یا نہیں؟ عروہ کے چہرے پر اقرار سے بچھا جانے کا خوف صاف نظر آ رہا تھا لیکن اس سے زیادہ اسے اپنا کام سرانجام دینے کا جنون اس کی آنکھوں میں جھلک رہا تھا۔

اس کو یاد تھا جب ایک دن وہ اور قائم پہاڑ پر بیٹھے نیچے کا منظر دیکھ رہے تھے تقریباً شام کا وقت تھا مری کے پہاڑ برف سے صاف تھے ہریالی ہی ہریالی نظر آتی تھی اس کے بال کندھوں تک آتے تھے وہ قائم کو نہیں دیکھ رہی تھی وہ لوگ شاید تھک کر وہاں بیٹھے تھے۔

”تم نے آج مجھے بہت چلایا ہے..... کیا تھا اگر ہم شفیق کی گاڑی میں چلے جاتے۔“

عروہ نے خفا خفا کہہ رہی تھی۔

”ہاں تاکہ اس کو معلوم ہو جائے کہ ہم کہاں گئے تھے؟“

”ارے بھائی اس کو کیسے معلوم ہو گا؟ ایک تو تم ہر بات میں کوئی نہ کوئی کیڑا نکال لیا کرو۔“

عروہ نے اس کی بات سے سخت بے مزہ ہوئی تھی۔ قائم نے اسے نفعی میں سر ہلاتے ہوئے دیکھا۔

”کیا ہے ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟“

عروہ نے غصے سے کہا۔

”ماشاء اللہ آپ کافی عقل مند ہیں آپ اکیلی اس میشن میں کام کریں تو ہم ایک دن میں کامیاب ہو جائیں گے۔“

قائم نے اس کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا لیکن اس نے غلط انسان کا مذاق بنایا تھا۔

”ہاں وہ تو ہے تم لوگوں کو دراصل کام ہی نہیں کرنا آتا میں نے ایک ہی دن میں شفیق کو قتل کر کے سارا کام کر لینا تھا۔“

عروہ نے فخر سے کہا جیسے اس جیسا ذہن تو کسی کے پاس ہو ہی نا۔

”ہاں تاکہ اس کے بعد اس کے ساتھی تمہاری لاش کتوں کے لیے بھی چھوڑتے۔“

قائم نے سنجیدگی سے کہا۔

”خیر تم کیوں فکر کر رہے تمہاری لاش تو کتوں نے بھی نہیں کھانی قائم۔“

عرونہ نے ہنستے ہوئے کہا لیکن قائم کے چہرے کے تاثرات نے اسے بتا دیا تھا کہ بہت کوئی گھٹیا مذاق کر چکی ہے عرونہ نے اپنے دانت سمیٹے۔

ویسے ایک بات تو بتاؤ تم لوگ کیوں اس کام کے پیچھے پڑے ہو؟ نہیں میرا مطلب ہے جو بھیک مانگتا اسے مانگنے دو “تمہیں کیا مل جائے گا اس سب سے؟ وہ اپنی زندگی میں خوش ہیں تمہیں کیا لگے؟

”.... ہر کوئی اس زندگی سے خوش نہیں عرونہ فاطمہ بہت سے لوگ ہیں جو مجبوری میں یہ کام کر رہے ہیں“

ہاں تو وہ کیا کریں؟ ہمارے ملک میں کون سا ایسا کام ہے جو ان غریبوں کے لیے ہے؟ تم کہتے ہو بچے پڑھیں.... لیکن “کیسے؟ چلو میٹرک تک مفت پڑھ لیں اس کے بعد بھی چلو مان لیا انٹر کر لیں اس کے بعد؟ بتاؤ قائم تم بھی اچھے سے جانتے ہو یونی میں جانے کے لیے پیسے درکار ہوتے ہیں جو ایک غریب انسان نہیں انورڈ کر سکتا اور انٹر والے کو نوکری نہیں ملتی.... مل بھی جائے تو دس ہزار سے زیادہ تنخواہ نہیں مل سکتی اور دس ہزار میں گزارا نہیں ہوتا۔ عرونہ بے حد سنجیدہ ہو گئی تھی اور وہ سب تلخ حقیقت بیان کر رہی تھی لیکن قائم کا چہرہ مطمئن تھا۔

”چلو اٹھو اب چلتے ہیں۔“

قائم نے اٹھتے ہوئے کہا اور سڑک کی جانب بڑھنے لگا۔

”میرے سوالوں کے جواب نہیں ہیں نا تمہارے پاس؟“

عروہ نے اٹھتے ہوئے طنزیہ مسکراہٹ سے کہا۔

”..... ہیں جواب آؤ سب دیتا ہوں“

قائم نے آگے بڑھتے ہوئے کہا عروہ بھی اس کے ساتھ آگئی۔

تم جانتی ہو حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک انصاری نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر سوال کیا۔ ”آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پوچھا ”تمہارے گھر میں کوئی چیز ہے؟“ وہ کہنے لگا۔ ”ہاں ایک ٹاٹ اور ایک پیالہ ہے۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دونوں چیزیں میرے پاس لے آؤ۔ ”وہ لے آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ہاتھ میں لے کر فرمایا: کون ان دونوں چیزوں کو خریدتا ہے؟ ایک آدمی نے کہا: ”میں ایک درہم میں لیتا ہوں۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک درہم سے زیادہ کون دیتا ہے؟“ اور آپ نے یہ بات دو تین بار دہرائی تو ایک آدمی کہنے لگا: ”میں انہیں دو درہم میں خریدتا ہوں۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو درہم لے کر وہ چیزیں اس آدمی کو دے دیں۔

اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس انصاری کو ایک درہم دے کر فرمایا: اس کا گھر والوں کے لیے کھانا خرید اور دوسرے درہم سے کلہاڑی خرید کر میرے پاس لاؤ۔ جب وہ کلہاڑی لے آیا تو آپ نے اپنے دست مبارک سے اس میں لکڑی کا ”دستہ ٹھونکا پھر اسے فرمایا: جاؤ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر یہاں لا کر بیچا کرو اور پندرہ دن کے بعد میرے پاس آنا۔ پندرہ دن میں اس شخص نے دس درہم کمائے۔ چند درہموں کا کپڑا خرید اور چند کا کھانا اور آسودہ حال ہو گیا پندرہ دن بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تیرے لیے اس چیز سے بہتر ہے کہ قیامت کے دن سوال کرنے کی وجہ سے تیرے ”چہرے پر برانشان ہو۔“

(نسائی کتاب الزکوٰۃ) باب فضل من لایسئل الناس شیاً

عرونہ بغور اس کو سن رہی تھی اس کو خاصی ندامت ہو رہی تھی کہ اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیا جا رہا تھا اور اس کے سر پر دوپٹہ نہیں تھا۔

اب دیکھو کہ جس شخص کے گھر کا اثاثہ ایک ٹاٹ اور پیالہ ہو کیا اس کے محتاج ہونے میں کچھ شک رہ جاتا ہے؟ لیکن “ چونکہ وہ معذور نہیں بلکہ قوی اور کمانے کے قابل تھا۔ لہذا آپ نے اسے کچھ دینے کے بجائے دوسری راہ تجویز فرمائی، پھر اسے عزت نفس کا سبق دے کر کسب حلال اور محنت کی عظمت و اہمیت بتلائی۔ جس سے وہ چند دنوں میں آسودہ حال ہو گیا، یہ تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انداز..... وہ بھی چاہتے تو اس کو بھیک مانگنے دیتے لیکن انہوں نے ترجیح دی کہ وہ اس شخص کو کسی کام پر لگائیں اگر یہی طریقہ آج کل کے امیر اپنانے لگ جائیں تو ملک سے بہت سے جرائم کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔

عرونہ کو اب ٹھنڈ لگنے لگ گئی تھی اس نے اپنے ہاتھ باندھ لیے تھے اور اس کے ساتھ آہستہ آہستہ چل رہی تھی۔

”لیکن میں نے سنا کہ جب کوئی اللہ کے نام پر مانگ لے تو ہمیں دے دینا چاہیے۔“

”اچھا ٹھیک ہے عرونہ فاطمہ اللہ کے نام پر اپنے شوہر سے طلاق لے کر مجھ سے شادی کر لو۔“

عرونہ کو تو اس کی بات پر کرنٹ سا لگ گیا تھا۔

”یہ کیا بکواس کر رہے ہو؟“

عرونہ چلائی تھی۔

بس ایسے ہی عروہ فاطمہ اللہ کے نام پر ناجائز چیز کی خواہش ظاہر کرنا بھی بکو اس کے سوا کچھ نہیں ہے اور ہاں عرفہ کے دن ایک شخص لوگوں سے مانگ رہا تھا۔ حضرت علی علیہ سلام نے سنا تو اسے کہنے لگے ”آج کے دن اور اس جگہ تو اللہ کے سوا دوسروں سے مانگتا ہے؟“ پھر اسے درے سے پیٹا۔ ”بس جب اسلام میں ہی اس چیز کی گنجائش نہیں تو ”سوال تو پیدا ہی نہیں ہوتا۔

(احمد بخوالہ مشکوٰۃ باب من لا یحل 1 لہ المسئلہ فصل ثالث)

عروہ اس کی بات سن کر بالکل خوش سی ہو گئی تھی لیکن شاید قائم اسے اس بھی اپنی بات پر قائل کرنا چاہتا تھا اس لیے وہ خاموش نہیں ہوا تھا۔

حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں صدقہ کا مال تقسیم فرما رہے تھے دو آدمی آپ کے پاس آئے اور آپ سے صدقہ کا سوال کیا۔ وہ خود کہتے ہیں آپ نے نظر اٹھا کر ہمیں دیکھا، پھر نگاہ نیچی کی آپ نے ہمیں قوی اور طاقتور دیکھ کر فرمایا: اگر تم چاہو تو تمہیں دے دیتا ہوں لیکن صدقہ کے مال میں مالدار اور قوی کا کوئی حصہ نہیں جو کما سکتا ہو۔ ”اس سب سے یہ ثابت ہوتا کہ گداگری ایک لعنت ہے اور میں اپنی قوم کے بچوں کو اس لعنت سے بچانا چاہتا ہوں۔“ (ابوداؤد، نسائی، کتاب الزکوٰۃ، باب مسئلہ القوی المکتسب)

قائم اطمینان سے یہ کہہ رہا تھا۔

”قائم لیکن وہ بددعا بھی دے جاتے ہیں۔“

بس کرو عروہ کسی کو تب تک بددعا نہیں لگتی جب تک وہ اس کا حق دار نہ ہو اور میرا خیال ناجائز بات نہ پوری ”کرنے والا حق دار ہو گا۔



قائم نے اب اسے دیکھتے ہوئے کہا تھا اور وہ لوگ عروہ کے گھر کے باہر کھڑے تھے۔

قائم رضامیں اپنی قوم کو اس لعنت سے بچانے کے لیے ہر قربانی دینے کے لیے تیار ہوں بے شک مجھے اپنے شوہر سے “ہی کیوں نادور ہونا پڑے۔

عروہ نے آنکھیں بند کر کے لمبا سانس اپنے اندر کھینچا۔

”اقرار عروہ کا کچھ پتا چلا؟“

شائلہ اقرار سے فون پر بات کر رہی تھیں۔

نہیں تائی جان ابھی تک نہیں لیکن میں جلد اپنی عروہ کو آپ کے پاس لے کر آؤں گا اور پھر آپ اسے خوب ڈانٹنا وہ “پھر ہمیں کبھی چھوڑ کے نہیں جائے گی۔

اقرار لگتا تھا ابھی بھی رو کر ہی اٹھا تھا وہ مرد ہو کر کتنا کمزور ہو گیا تھا بے بس محسوس کر رہا تھا خود وہ اس کے کتنا قریب تھا لیکن پھر بھی وہ اس سے دور چلی گئی تھی ان لوگوں نے ہوٹل میں قیام کیا ہوا تھا فواد کے لیے علیحدہ کمرہ لیا تھا اور اپنے لیے الگ کمرہ تھا۔

”بس میرے بچے اپنا بھی خیال رکھنا۔“



تائی جان نے یہ کہہ کر فون رکھ دیا تھا وہ جانتا تھا اس وقت تین ہی لوگ عروہ کے لیے بے تاب ہیں ایک وہ ایک تائی جان اور آفاق..... اقرار نے کالے رنگ کی شرٹ پہنی ہوئی تھی جس پر سفید لائننگ ہوئی ہوئی تھی اور نیچے کالی ہی جینز تھی اور مفکر گردن کے گرد لپیٹا ہوا تھا وہ اس وقت شاید کہیں جانے کے لیے تیار کھڑا تھا۔ اقرار کمرے سے باہر نکلا اس کے ساتھ ہی فواد کا کمرہ واقع تھا لیکن وہ اس کو ساتھ نہیں لے جانا چاہتا تھا وہ اس پر اب اس قدر بھی یقین نہیں کر سکتا تھا کہ اسے ہر وقت ساتھ ہی لے کر چلے۔ وہ اپنے کمرے سے نکل کر سیدھا لفٹ کی جانب بڑھ گیا۔

تقریباً پانچ بجے کا وقت تھا ہر طرف اندھیرا چھا چکا تھا عروہ حیران تھی کہ یہ شفیق الیاس کاظمی سے ملنے اس کے گھر نہیں گیا تھا بلکہ یہ ایک زیر تعمیر بلڈنگ میں آیا تھا عمارت کافی بڑی تھی لگتا تھا کہ وہ مکمل ہونے کے قریب ہی ہے لیکن وہاں ابھی تک بتیوں کا کوئی خاص انتظام نہیں تھا البتہ عروہ جہاں سے کھڑی الیاس کاظمی اور شفیق کو دیکھ رہی تھی وہاں بلب کی روشنی تھی۔ عروہ نے اپنا کمرہ آن کر رکھا تھا وہ یہاں یہی تو کرنے آئی تھی اس کو ثبوت اکٹھا کرنے تھے۔ لیکن وہ ابھی تک کوئی بات بھی نہیں کر رہے تھے۔ عروہ کو کوفت ہو رہی تھی کہ یہ یہاں جس مقصد کے لیے آئے ہیں یہ بول کیوں نہیں رہے؟ عروہ اوپر کھڑی تھی اور وہ لوگ نیچے ایک کمرے میں تھے جس کا دروازہ نہیں تھا روشنی نہ ہونے کے باعث وہ لوگ عروہ کو نہیں دیکھ سکتے تھے الیاس کی کمر تھی عروہ کی طرف جبکہ شفیق کا چہرہ صاف عیاں تھا۔

”اس نے کب تک آنے کو کہا تھا؟“

شفیق اب بول رہا تھا عمارت خالی ہونے کی وجہ سے آواز گونج رہی تھی عروہ ابھی تک کمرہ انہی پر ٹکائے ہوئے تھی۔

”اس نے کہا تھا بس دس منٹ تک پہنچ جائے گا تم بتاؤ کیا بنا اس کا؟“

الیاس نے ابھی پوچھا ہی تھا کہ شفیق کا قہقہہ گونجا جس پر عروہ کو شدید غصہ آیا۔

”اس کو اس کے انجام تک پہنچا دیا ہے..... اتنی دیر سے مجھے دھوکا دیتا رہا..... یہ آرمی والے خود کو سمجھتے کیا ہیں؟“

شفیق کے الفاظ عروہ کے کانوں میں ایسے لگ رہے تھے جیسے کوئی سیسہ پگھلا کر ڈال رہا ہو۔

”ہمیں دھوکا دینے چلے تھے؟“

شفیق نے پھر سے خباثت سے قہقہہ لگایا۔

وہ میجر تھا میجر قائم رضا..... پہلے آرمی والوں نے تمہارے ساتھ ڈیل کرنے کی کوشش کی..... پر وہ کیا سمجھتے تھے تم

”.... انہیں میرے خلاف ثبوت دے دو گے؟ اقرار حسن

اقرار کا نام سنتے ہی عروہ ڈر گئی..... وہ جو قائم کی موت پر بالکل گم صم ہو گئی تھی اب اقرار کا نام سن کر بالکل ڈر گئی تھی۔

”اقرار حسن اور اس کی بیوی نے میرے بھتیجے کو گود کے کر ہمارے بہت سے کام آسان کر دیے تھے۔“

الیاس اب بولا تھا تو عروہ ایک دم چونکی

”مطلب یہ جانتے کہ.... او میرے خدا یا..... یہ جانتے کہ میں عروہ ہوں؟“

ہاں اگر وہ ایسا نہ کرتے تو ہم اس میجر کے ارادوں تک نہ پہنچ پاتے..... اس نے سب سے پہلے میرا دل جیتا تھا اور پھر یہ

”ظاہر کیا کہ وہ ایک لاوارث ہے.... تب تو مجھے اس پر یقین آ گیا تھا کیونکہ اس نے میری جان بچائی تھی۔

شفیق قائم کا ذکر کر رہا تھا عروہ اپنے منہ پر ہاتھ رکھے روئے جا رہی تھی عروہ فاطمہ جو اپنے ابا کی وفات پر بھی کھل کر

سب کے سامنے نہیں روئی تھی آج ایک فوجی کی قربانی پر رو رہی تھی۔

اس کے سامنے میں نے شاہنور کا کئی بار ذکر کیا اور میں یہ کہتا تھا کہ میں نے اپنی شاہنور کو نہیں دیکھا اور یہ سچ بھی تھا “ جب سے وہ لوگ دوہی گئے تھے میں نے اسے نہیں دیکھا تھا شاہنور میرے بھائی کی سالی ہے میں نے اسے دس سال پہلے دیکھا تھا اور ان بیوقوفوں کو لگا کہ میں اس عروہ کو پہچان نہیں پاؤں گا..... میں ان کے ساتھ گیم کھیل رہا تھا..... اس “.... قائم نے میری شاہنور کو جیتی تکلیف دی ہے اس کی سزا موت تھی

شفیق نفرت سے کہہ رہا تھا اور عروہ پر تو یہ انکشافات ہی نئے تھے۔

“! وہ جانتا تھا کہ میں عروہ ہوں..... یا خدا “

عروہ منہ پہ ہاتھ رکھے رو رہی تھی ساتھ دل ہی دل میں سب سوچ رہی تھی۔

“.... اس کو فون کر کے پوچھو اگر اس نے نہیں آنا تو ہم چلتے ہیں یہاں ہمارا زیادہ دیر روکنا ٹھیک نہیں ہے “

.... شفیق اب پھر سے الیاس سے کہہ رہا تھا

“..... میرے خیال سے وہ آج نہیں آئے گا ہمیں یہاں سے چلنا چاہیے “

وہ دونوں جا رہے تھے وہاں سے لیکن عروہ وہاں ہی بیٹھ گئی وہ کمرہ ابھی بھی وہیں پڑا تھا جبکہ وہ دیوار پر ٹیک لگائے بنا آواز کے آنسو بہانے لگی۔

خیر تم کیوں فکر کر رہے تمہاری لاش تو کتوں نے بھی نہیں کھانی قائم۔ ” عروہ کو اپنے کہے گئے الفاظ اس وقت زہر لگ “..... رہے تھے

”تمہیں برف اچھی لگتی ہے؟ “

اس کی تصویر اس کی آواز اس کی یاد عرو نہ کا دل کر رہا تھا وہ چیخیں مار مار کر روئے۔

”تمہارے جیسا انٹیلیجنٹ مطلب میں بیوقوف نظر آتا ہوں؟“

”مس شاہنور آپ کو اتنا مسئلہ ہو رہا ہے تو آپ جاسکتی ہیں یہاں سے... البتہ آپ کے کام کی ذمہ داری آپ کی ہوگی میں“  
”دوبارہ دوبارہ نہیں بتاؤں گا۔“

”مس شاہنور آپ یہاں پکنک پر نہیں آئیں.... اور اس کام کے آپ کو پیسے مل رہے ہیں۔“

”ہم اپنے خاندان سے دور رہتے ہیں کبھی کبھی تو ان کو ہماری خبر بھی نہیں ہوتی اس لیے ہم سے زیادہ سخت دل اور کون ہو سکتا ہے؟ اس عوام کے لیے مارے مارے پھرتے ہیں.... ہر وقت اپنی جان ہتھیلی پر لیے ملک کی حفاظت کرتے ہیں“  
”..... صرف اس لیے کہ تم جیسے لوگوں کی باتیں سن سکیں

”ہم فوجیوں پر پیسہ خرچ کیا جاتا ہے.... تو سنو.... ملک میں جب بھی کوئی ناگہانی آفت آئی ہے تو ہم فوجی ہی سب سے پہلے مدد کو پہنچے نہ کہ تمہارے وہ حکمران جن کو تم لوگ خود منتخب کرتے ہو.... ہم فوجیوں کو کسی کا احساس نہیں ہوتا.... تو عرو نہ بی بی اس گینگ کو پکڑنے میں پاکستان کا ہی بھلا ہے نہ کہ قائم رضا کا.... بھیک مافیا کو پکڑ کر پاکستان کے ہزاروں بچوں کو ان کے شکنجے سے آزاد کرنا ہے اور کئی آنے والے بچوں کو اس سے بچانا ہے تاکہ وہ پاکستان کا مستقبل روشن کر سکیں اور یہ ملک“

”..... اس کو اپنی اور اس کی آخری ملاقات کی ساری باتیں یاد آرہی تھیں

”تم یہاں ایک بچے کی خاطر آئی ہو اور میں یہاں لاکھوں بچوں کی خاطر آیا ہوں.... اور ہاں عام امیر لڑکی اب قربانی“  
”.... دینے سے ڈر کیوں رہی ہے جاؤ اکیلے کرو اپنا کام اس ملک کے لیے

”کتنا سچ کہا تھا نا تم نے..... تم نے اپنی قربانی دے دی اب عروہ فاطمہ اپنی قربانی دے گی..... ہر طرح سے میں “  
”قربانی دینے کے لیے تیار ہوں۔

عروہ نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

-----

اسلام آباد کے پہاڑ پر آج بادلوں کا راج تھا ہر طرف بارش نے پورے شہر کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا تھا دیکھنے میں یہ منظر دلکش تھا پر جب انسان کے اندر کی خوشی مٹ گئی ہو تو اسے باہر کے موسم سے کچھ لینا دینا نہیں ہوتا....

عروہ شفیق کے ہی گھر آئی تھی وہ چاہتی تو وہاں سے اقرار کے پاس چلی جاتی اور اس طرح الیاس اور شفیق کو قائم کے قتل کے کیس میں اندر کروادیتی لیکن وہ تیسرا شخص پھر بچ جاتا اور قائم کا کام ادھورا رہ جاتا.... لیکن وہ قائم کا کام پورا کرنا چاہتی تھی عروہ فاطمہ اس کی قربانی کو رائیگا نہیں جانے دے گی....

عروہ کو اب پہلے سے زیادہ محتاط رہنا تھا کیونکہ شفیق اس کی حقیقت جانتا تھا۔

”لیکن اس شخص نے مجھے کیوں نہیں مارا؟ جب اسے اپنی شاہنور کا پتہ چل گیا تو اس نے مجھے کیوں نہیں مارا؟ یا پھر وہ اسے ملی ہی نہیں؟ لیکن وہ گھر تو اسی کا ہے اس کو کیسے نہیں ملی ہوگی۔؟ یا پھر مجھے زندہ ہی اسی لیے رکھا کہ وہ شاہنور تک پہنچ سکے....“ عروہ کے ذہن میں سارے سوال گردش کر رہے تھے وہ کمرے میں ادھر ادھر چکر لگا رہی تھی۔

عروہ نے وہ پرس نکالا جو وہ ساتھ لے کر گئی تھی اور اس میں سے ایک چھوٹی ڈبی میں سے سم کارڈ نکالا....

”مجھے سر کو بتادینا چاہیے جو کچھ ہو رہا ہے یہاں....“ عروہ نے سم کارڈ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا یہ وہ کارڈ تھا جو اسے آرمی کی طرف سے دیا گیا تھا اس سے وہ جو بھی خفیہ بات ہوتی ان تک پہنچاتی تھی۔

اس کا نمبر قائم کے پاس تھا یا پھر میجر شہزاد کے پاس تھا اس میشن میں قائم ان کو لیڈ کر رہا تھا وہ ان کا راہنما تھا لیکن میجر شہزاد کو وہ پل پل کی خبر دیتے تھے اور اس کے ساتھ ان کے اور بھی بہت سے ساتھی تھے کچھ فقیر بنے ہوئے تھے وہ لوگ شفیق کی گینگ میں پوری طرح شامل تھے ہر ایک ایک بات پر نظر تھی لیکن ان کے پاس یہ ثبوت نہیں تھا کہ شفیق ان بچوں سے لوگوں سے زبردستی کام کرواتا ہے اور یہ بھی کہ نئے آنے والے بچوں کو رکھتا کہاں ہے؟

عروہ نے شفیق کا پیچھا کرنے کے لیے بھی میجر شہزاد کو کہہ کر ہی گاڑی منگوائی تھی جو اسے وہاں چھوڑ کر چلی گئی تھی۔ “لیکن اگر میں نے ان کو بتایا تو وہ اس کام کو اندر ہی نہ چھوڑ دیں اور مجھے واپس آنے کا کہہ دیا تو؟ پھر قائم کا مقصد؟ اس کا خواب تھا اس گینگ کو پکڑنا ان کو ان کے انجام تک پہنچانا....

میں اکیلی ہی اس کام کو پورا کروں گی۔” عروہ نے خود سے سب سوچ لیا تھا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اس گینگ سے کسی بھی کوئی نقصان نہیں ہو رہا نقصان تو اس ملک کا ہو رہا ہے جو کسی کو نظر نہیں آ رہا اور قائم کا ہی جنون تھا اس میشن کو پورا کرنا اس نے ہی راضی کیا تھا...

پھر اس کے جانے کے بعد اگر یہ میشن رک گیا تو کسی کو فرق نہیں پڑنا تھا۔

“انہوں نے مجھ سے قائم کا پوچھا بھی تو میں کہوں گی شفیق نے اس کو کسی اہم کام کے لیے بھیجا ہے.... بس میں جھوٹ بول دوں گی بعد کی بعد میں دیکھی جائے گی۔” اس نے سوچ لیا تھا۔

“عروہ تم نے سچ کہا تھا آفاق نے تمہیں آسمان سے جوڑا ہے.... میری زندگی کتنی بے مقصد تھی؟ صرف میں سے شروع ہو کر میں پر ختم ہو جاتی تھی لیکن تم نے میری زندگی میں آکر بتایا کہ زندگی دوسروں کے لیے جینے کا نام ہے۔”

عروہ مدھم سا مسکرائی تھی اور قائم کی موت کی خبر سننے کے بعد وہ ہنستی مسکراتی لڑکی کتنی خاموش سی ہو گئی تھی۔ عروہ نے کیمرا اپنے بیگ میں ڈال دیا....

”مجھے سب سے پہلے دیکھنا چاہیے کہ اس میں ریکارڈ کیا کیا ہوا لیکن اس گھر میں تو بالکل نہیں اس شفیق نے یقیناً مجھ پر نظر رکھنے کے لیے اپنے کتے چھوڑے ہونگے۔“ عروہ نے دل میں سوچا

”شفیق یار تو اس لڑکی پر نظر رکھ..... مجھے بہت تیز معلوم ہوتی....“ الیاس شفیق سے کہہ رہا تھا وہ لوگ گاڑی میں بیٹھے تھے الیاس کی کار ساتھ کھڑی تھی جبکہ وہ دونوں شفیق کی گاڑی میں بیٹھے تھے۔ وہ دونوں مونا ل آئے ہوئے تھے شاید وہ جس کا انتظار کر رہے تھے اس نے اب یہاں آنا تھا۔

”ہاں تیز ہے.... لیکن وہ آج جس کی تلاش میں نکلی وہ تو ہم سے ملنے آ رہا ہے....“ اور پھر دونوں خباثت سے ہنس دیے۔ ”چلو اب چل کر کہیں بیٹھتے ہیں وہ اقرار حسن آتا ہی ہو گا۔“ وہ دونوں شفیق کی گاڑی سے بھی نکل آئے تھے۔ مونا ل اسلام آباد کے مارگلہ پہاڑوں پر واقع خوبصورت رسٹورنٹ ہے جہاں وہ دونوں آئے تھے اس وقت رات ہونے کی وجہ سے اسلام شہر کی روشنیوں کو باخوب دیکھا جاسکتا تھا ایک حسین اور دلکش منظر پیش کرتی یہ جگہ ہر آنے والے کو اپنا دیوانا بنا لیتی ہے.....

وہ دونوں اب باہر والے سٹنگ ایریا میں آچکے تھے۔ جہاں سے اسلام آباد کی روشنیوں کو دیکھ کر آنکھوں کو مسرت ملتی ہے..... ایک ویڑنے ان کو ایک جگہ پر بٹھایا..... وہ اپنی مخصوص چال چلتا جیبوں میں ہاتھ ڈالے مفکر کو اچھے طرح



گردن کے گرد لپیٹے ہوئے چل کر ان کے پاس آیا اور دونوں کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا اس نے ایک ٹانگ دوسری ٹانگ کے اوپر رکھ لی۔

”اسلام علیکم! شفیق صاحب....“ اقرار نے ایک نظر الیاس پر ڈالی اور پھر شفیق کو سلام کیا۔  
 ”وعلیکم اسلام!....“ شفیق نے چہرے پر مسکراہٹ لاتے ہوئے کہا۔

”مجھے امید تھی تم ضرور آؤ گے۔“ ہاں کیوں نا آتا شفیق صاحب میری جان آپ کے ہاتھوں میں ہے۔“

اقرار نے طنزیہ مسکراہٹ سے کہا.... اقرار نے اس کو اسی کا جملہ لٹایا تھا۔ اس نے فواد کے ذریعے اقرار سے رابطہ کیا تھا فواد نے ہی شفیق کا رابطہ اس سے کروایا تھا اور شفیق اور الیاس یہی تو چاہتے تھے کہ اقرار سے رابطہ ہو تا کہ وہ آفاق کی سودے بازی کر سکے۔ اور جب شفیق نے اقرار کو فون کیا تھا اور بات ہوئی تھی تو اس نے یہی الفاظ سے اقرار کو عروہ کے بارے میں بتایا تھا۔

”ارے آپ باتوں کو بھولتے نہیں ہیں۔“ شفیق نے ہنستے ہوئے کہا۔ ”کام کی بات پر آئیں؟“ اقرار نے غصے سے کہا۔  
 ”جی اقرار صاحب ہم کام کی ہی بات کرنے آئے ہیں.... لیکن آپ کو یہاں کی مشہور ڈش ضرور کھلائیں گے.... پلیٹر مونا کی مشہور ڈش ہے۔“ الیاس نے آبرو اوپر کرتے ہوئے ہنستے ہوئے کہا۔

”آپ مجھے یہ بتائیں کہ مجھ سے کیا چاہتا اور میری عروہ کو میرے حوالہ کرنے کا مجھ سے کیا لینا چاہتے ہیں کتنی دولت چاہیے؟“ اقرار نے مدعے پر آتے ہوئے کہا۔

”شامیر کاظمی چاہیے....“ اقرار کے ماتھے پر بل پڑے....



”تم مجھ سے آفاق کو چاہتے ہو؟“ اقرار یقناً آفاق کا اصل نام جانتا تھا۔ ”ہاں وہی.... وہ میرا بھتیجا ہے.... اس کو میرے حوالے کر دو اور اپنی عروہ کو حاصل کر لو....“ ”مجھے یقین تھا کہ ایمن سے شادی تم کر ہی اسی لیے رہے ہو تاکہ تم آفاق تک پہنچ سکو.... مجھے اگر تب اندازہ ہو تا نا کہ میری عروہ تم جیسے لوگوں کے قبضے میں ہے....“ اقرار نے بے بسی سے میز کو سختی سے دبوچے....

”اس کو تم لوگوں نے آفاق کی خاطر یرغمال بنایا.... تاکہ تم.....“ وہ دونوں چہرے پر مسکراہٹ لیے بیٹھے تھے.... کیونکہ عروہ کو لا کر قائم نے ایک غلطی کر دی تھی لیکن وہ ان کے لیے بہت اچھی ثابت ہوئی.... کہ ان کو قائم کا پتا چل گیا تھا کہ وہ میجر ہے.... اور پھر آفاق کو بھی وہ عروہ کے بدلے میں حاصل کر ہی لیں گے.... اور آج یہی ہو گیا تھا۔“ ٹھیک ہے میں آفاق کو تمہارے حوالے کر دوں گا لیکن.....“ اقرار نے لیکن پر زور دیا....

”تم دونوں کو آفاق سے کیا فائدہ ہو گا؟“ دونوں کے چہرے کی مسکراہٹ غائب ہو چکی تھی۔

”اقرار حسن! تم اپنے کام سے کام رکھو کیوں ہمارے معاملات میں دخل اندازی کر رہے ہو؟“ شفیق نے سنجیدگی سے کہا۔ ”تم دونوں آفاق کی جائیداد بیچ کر اپنے اس پروجیکٹ پر لگانا چاہتے ہو جو تم لوگوں نے لوگوں سے بھیک منگوا منگوا کر پیسے اکٹھے کر کے شروع کیا تھا لیکن اب چونکہ تم لوگوں پر پولیس کے لوگوں کا دباؤ بھی ہے.... اور میرے خیال سے کچھ ثبوت بھی اکٹھے ہو چکے تم لوگوں کے خلاف اس لیے تمہارا کام اتنا نہیں چل رہا۔“ اقرار نے ان دونوں کی بولتی بند کر دی تھی.... آخر وہ اقرار حسن کو سمجھ کیا رہے تھے؟

”کیوں الیاس کاظمی؟ تمہیں کیا لگا میں آفاق کو گود لینے سے پہلے کچھ سوچوں گا نہیں؟ میں اس کی معلومات حاصل نہیں کروں گا؟ میں آفاق کے ہر رشتے سے واقف تھا.... بھکاری مافیا کے یہ خطرناک ٹولے نہ صرف بھیک مانگتے ہیں، بلکہ بسوں میں گھس کر مسافروں کو ان کے قیمتی سامان سے بھی محروم کر دیتے ہیں۔ مسافروں کی جیبیں اور بیگ کاٹ کر پیسے

اور موبائل فون چرالیتے ہیں۔ یہاں تک کہ بسوں میں مسافروں کے رش کے دوران یہ خواتین کے زیورات بھی اتار لیتے ہیں۔ کیوں الیاس کاظمی؟ کیا ایسا نہیں ہوتا؟ ”ان دونوں کارنگ پیلا پڑ رہا تھا اقرار حسن ان کے بارے میں اس حد تک معلومات رکھتا تھا؟ کبھی الیاس شفیق کو دیکھتا تو کبھی اقرار کو بے بسی سے دیکھا شفیق کا دل کر رہا تھا وہ اقرار کو یہی گولی مار دے۔

”بھکاری شہر کی بڑی شاہراہوں اور پیڈسٹرین بریجز پر بھی بیٹھے نظر آتے ہیں، اور بھیک مانگنے کے لیے اپنا حلیہ تک بدل لیتے ہیں۔ اس کے لیے تم ان بچوں کے چہروں پر ایسے ماسک لگا دیتے ہو، جس سے وہ جلے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔ کبھی ہاتھ پیروں پر پلاسٹر چڑھا کر معذور ہونے کا، اور کبھی کالا چشمہ لگا کر نابینا ہونے کا ڈرامہ کرواتے ہو.... ان کو ماسک تم لوگ ہی فراہم کرتے ہو؟ کیا ایسا نہیں ہے؟ کتنا منافع کما رہے ہو؟ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تمہارے لوگ ان کے سروں پر منڈلا رہے ہوتے ہیں کچھ تو اپنی مرضی سے اس کام میں آتے ہیں۔۔۔ اور کچھ کو تم لوگ یرغمال بناتے ہو.... کتنی ماؤں کی گود خالی کی؟ ”اقرار ان پر قہر آلود نظر ڈالتے ہوئے پوچھا رہا تھا.... اس جگہ کی خوبصورتی جو انہیں کچھ دیر پہلے من کو سکون پہنچا رہی تھی اب ان دونوں کو خوف آرہا تھا

- ”یہ سب ہمارے... ہمارے اپنے معاملات ہیں.... تم تم ان سے دور رہو اپنی بیوی کو لو اور دفع ہو....“ شفیق ہکلا کر بول رہا تھا تو اقرار ہنسا.... اور پانی کا گلاس اٹھا کر اسے تھمایا....

”پانی پیے شفیق صاحب کہیں اس ہوٹل کی فینس ڈش کھانے سے پہلے ہی ہارٹ اٹیک نہ ہو جائے....“ اقرار نے بہت پر سکون انداز میں کہا۔

”دیکھو اقرار حسن میں تمہاری بیوی کو تمہارے حوالے کر دوں گا تم ہمارے کسی بھی کام میں دخل اندازی مت کرو.... ہم ان لوگوں کا کام مہیا کرتے ہیں جو بھیک مانگتے ان سے بہت سے لوگوں کو رزق ملتا....“

”کس رزق کی بات کرتے شفیق صاحب؟ ان کو حرام کا کھانا مہیا کر کے خود بھی حرام کھا کر رزق کی بات کرتے ہیں؟“  
اقرار نے نحوست سے کہا۔

”مسٹر اقرار آپ کیا چاہتے ہیں؟ آپ کی بیوی کو ہم صحیح سلامت آپ کے گھر پہنچا دیں گے...“ الیاس بول ہی رہا تھا کہ  
اقرار نے اس کی بات کاٹی....

”وہ تو آپ کو پہنچانا ہی ہو گا.... اس کے علاوہ آپ کے پاس کوئی چارہ بھی نہیں ہے.... آپ کے دو لوگ میرے قبضے میں  
ہیں.... چاہوں تو آج پولیس کے حوالے کر دوں ان کو.... وہ ایک لمحے میں سارا بیان دے دیں گے۔“ اقرار کا یہ کہنا تھا  
کہ شفیق کا چہرہ غصے سے لال ہونے لگا۔

”تم اقرار حسن اپنے کام سے کام رکھو.... میں نے تمہاری بیوی کو ہاتھ تک نہیں لگایا جبکہ میں چاہتا تو کچھ بھی کر سکتا  
تھا.... تم....“ اقرار نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

”یہاں سب لوگ موجود ہیں.... ورنہ میں تمہیں بتاتا عرو نہ اقرار حسن کا نام اس طرح لینا کتنا مہنگا پڑتا ہے  
تمہیں.....“ اقرار نے قہر برساتی آنکھوں کو اس کی آنکھوں میں گاڑھا....

”اور ہاں.... الیاس کاظمی.... میری بیوی کو بحفاظت میرے گھر پہنچا دو نہیں تو....“ وہ ان دونوں کو وارن کرتے اٹھ  
گیا....

”اس کو میں نہیں چھوڑوں گا....“ شفیق نے غصے سے کہا....

”شفیق عقل سے کام لو... ہم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے....“ الیاس نے اسے ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی لیکن شفیق اب  
اپنے آپ سے باہر پوچکا تھا

“فاریہ بچے ادھر میرے پاس آکر بیٹھو میرا دل بہت گھبرا رہا ہے۔” ساجدہ نے فاریہ کو بلایا جو صوفے پر بیٹھی اس کے لیے سیب کاٹ رہی تھی۔

“خالہ کیا ہوا ہے؟” فاریہ گھبرا کر ان کے پاس بیڈ پر آئی۔

“بیٹا بس دل بہت گھبرا رہا ہے جیسے کچھ غلط ہونے والا ہے... اقرار کو کال کرو...“ فاریہ نے اپنا فون اٹھایا اور اقرار کو کال کی... دوسری بیل پر ہی فون اٹھالیا گیا۔

“اسلام علیکم اقرار!“ فاریہ نے ڈرتے ڈرتے سلام کیا کہ کہیں اقرار اسے ڈانٹ ہی نہ دے لیکن اس کی سوچ کے خلاف اقرار نے بہت خوشی سے جواب دیا۔

“وعلیکم اسلام! کیا حال ہے؟ ماما کا کیا حال ہے؟“ اقرار جو ایک سال سے ماما کو مخاطب بھی نہیں کرتا تھا آج انکا پوچھ رہا تھا۔

“ہاں ہاں وہ ٹھیک ہیں لو ان سے بات کرو...“ فاریہ نے خوشی خوشی فون شازیہ کو دیا جو اسے حیران پریشان ہو کر دیکھنے لگی....

“اقرار... اقرار مجھ... مجھ سے بات کرنا...“ شازیہ نے خوشی اور حیرانی کے ملے جلے تاثرات سے کہا۔

“جی جی آپ سے ہی بات کرنا چاہتا...“ فاریہ نے خوشی سے کہا تو شازیہ نے فون پکڑا....

“بیٹا... کیسے ہو؟“ شازیہ نے روتے ہوئے کہا اس کا بیٹا ایک سال بعد اس سے بات کر رہا تھا۔

”ماما میں ٹھیک ہوں اور اب آپ روئیں نا.... اب تو آپ بس اپنی بہو اور بیٹے کا انتظار کریں...“ شازیہ تو روئے ہی جا رہی تھی لیکن فاریہ کا چہرہ مر جھا گیا کیونکہ اقرار نے عروہ کا ذکر کیا تھا۔

”ہاں ہاں بس تم آ جاؤ.... تمہاری ماں تمہارا انتظار کر رہی ہے۔“ شازیہ نے روتے ہوئے کہا۔

”اچھا میں آپ سے بعد میں بات کرتا ہوں ماما۔“ اور فون کاٹ دیا گیا تھا....

”دیکھا میرے بچے نے مجھ سے بات کی.... وہ آرہا ہے۔“ شازیہ نے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا.... اور فوراً سے اٹھی.... اور کمرے سے باہر نکل گئی....

”عابدہ عابدہ....“ شازیہ اونچی اونچی عابدہ کو آوازیں لگا رہی تھی۔ جبکہ فاریہ کمرے میں ہی بیٹھی رہی اور بے ساختہ آنسو آنکھوں سے نکلنے لگے۔

شازیہ نے اب اقرار کا کمرہ کھولا.... اس کو آوازیں آنے لگی تھیں.... جو بھی تھا عروہ میں اقرار کی جان بستی تھی تو اسے بھی اس کو قبول کرنا چاہیے تھا....

”عابدہ آؤ میرا بیٹا اور عروہ پھر سے اس کمرے میں بسنے آرہے ہیں.... دیکھو ان کی الماری ٹھیک کر دو....“ عابدہ تو یہ سن کر کھل اٹھی تھی کہ عروہ آرہی ہے۔

”ارے میم چھوٹی میم آرہی ہیں انہوں نے آتے ساتھ ہی الماری خراب دینی ہے۔“ عابدہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

”کیا میری بچی آرہی ہے؟“ شامکہ تو بات سن کر کھل اٹھی تھی... شازیہ نے اسے آگے بڑھ کر گلے لگا لیا۔

”ہاں ابھی میری اقرار سے بات ہوئی... ابھی ہی وہ کہہ رہا تھا وہ اور میری بہو دونوں آرہے ہیں.... اس نے مجھ سے بات کی شامکہ..“ شازیہ خوشی سے پھولے نہیں سمارہی تھی....

”مطلب یہ کمرہ پھر سے آباد ہو جائے گا.... وہ دونوں پھر سے یہاں ہنسے گے.... پھر سے لڑیں گے....“ شائلہ بھی اب ہنس رہی تھی جبکہ آفاق تو یہ سن کر ہی بہت خوش تھا اقرار بھائی عروہ آپنی کولار ہے ہیں.... گھر میں ایک خوشی کا سما تھا.... لیکن باہر موسم خراب لگا رہا تھا تیز ہوا چل رہی تھی۔

”لگتا ہے بارش ہونے والی ہے۔“ شازیہ نے کھڑکی کو ہلتے دیکھا تو کہا..... کوئی نہیں جانتا تھا اس کمرے کی رونق اب شاید کبھی واپس نہ آئے.....

”اس کو میں نہیں چھوڑوں گا....“ شفیق نے اقرار کی گاڑی اپنے آگے جاتے دیکھا تو کہا.... الیاس اپنی کار میں تھا جبکہ شفیق اپنی مونا کے واپسی کے راستے میں کبھی دونوں طرف کھائی آجاتی تو کبھی ایک طرف پہاڑ اور ایک طرف کھائی آجاتی تھی موڑ تو بہت ہی خطرناک تھے....

”آج تمہاری زندگی کا آخری سفر ہو گا اقرار حسن.... تم شفیق کے معاملات میں دخل اندازی کرو گے اور میں تمہیں زندہ چھوڑوں گا؟ تمہیں مرنا ہو گا....“ اس نے یہ کہتے ساتھ گاڑی کی رفتار بڑھائی اور ایک موڑ آیا تو اس کے بعد دونوں اطراف کھائی آگئی...

شفیق نے اقرار کی گاڑی کو ٹھوکر لگائی تو اس کی گاڑی کا بیلنس برقرار نہ رہ سکا اور وہ دائیں جانب کھائی میں جا گری..... قہقہہ اس کے لبوں پر تھا....

”موت کی نیند جاسوا اقرار حسن....

عرو نہ کھڑکی کے پاس کھڑی باہر بارش کو دیکھ رہی تھی..... ساتھ ہی اس نے ریشما کا گانا گایا ہوا تھا.....

“نچھڑے.... ابھی تو ہم بس کل برسوں.... جیوں گی میں کیسے؟ اس حال میں برسوں؟ موت نہ آئی تیری یاد کیوں آئی؟ ہائے لمبی جدائی چار دناں داپیار اور بابڑی لمبی جدائی....“ وہ باہر کا منظر دیکھ رہی تھی... دل میں عجیب قسم کا سوگ تھا ویرانی تھی جو اس کے دل کو اندر ہی اندر کھا رہی تھی۔

“اک تو سجن میرے پاس نہیں رہے دو جا ملن دی کوئی آس نہیں رہے... اس پہ یہ ساون آیا.... اس پہ یہ ساون آیا آگ لگائی چار دناں پیار اور بابڑی لمبی جدائی....“ فاریہ باہر گرتے بارش کے قطروں کو خود پر گرتا محسوس کر رہی تھی.... اس کے آنسو ان قطروں میں کہیں کھوسے گئے تھے

مشہور بزنس مین اقرار حسن کی گاڑی کا مارگلہ کے پہاڑوں میں ایکسیڈنٹ گاڑی کھائی میں جا گری.... تاحال ابھی تک “لاش کا پتہ نہ چل سکا.... گاڑی جل کر راکھ ہو چکی.... امکانات یہ ہیں کہ ان کی لاش بھی جل گئی ہوگی.... آئیے اپنے “.... نمائندہ سے بات کرتے جو جائے حادثہ پر ہیں

ٹی وی پر نیوز اینکر بریکنگ نیوز دے رہے تھے۔

یہ تم نے ٹھیک نہیں کیا شفیق.... تم کیسے بھول گئے وہ عام انسان نہیں تھا اقرار حسن تھا وہ.... اب میڈیا اس سب کو “.... ہائی لائٹ کرے گا اور تم پکڑے جاؤ گے

..... الیاس اس پر بھڑک رہا تھا.... وہ سیدھا اسی کے گھر آیا تھارات کافی ہو چکی تھی تقریباً ایک بج رہا تھا



“..... مجھ سے اب کوئی امید مت رکھنا“

تو کیا کرتا؟ وہ ہمیں دھمکا کر جا رہا تھا اور میں اسے جانے دیتا؟ یقیناً اس کے پاس ثبوت ہو گا.... اب وہ ہمارے خلاف “  
..... استعمال نہیں کر سکے گا

.... شفیق کے چہرے پر ڈرامہ کی چیز بھی نہیں تھی نا ہی شرمندگی تھی

“..... کیا کہہ رہے ہو؟ اقرار بھائی کو تم نے مار دیا“

..... ایمن کی بات پر دونوں بے ساختہ پلٹے..... الیاس کے ماتھے پر بل پڑے

“..... ایمن میری بات سنو“

اس کی جانب لپکا... جبکہ ایمن رونے لگ گئی تھی۔

تم.... عروہ تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گی.... وہ لڑکی اس نے اپنے شوہر پر کسی لڑکی کی نظر برداشت نہیں کی تھی “

“.... اس پر تیزاب ڈال دیا تھا تم اپنی الٹی گنتی شروع کر دو

.... الیاس فوراً سے شفیق کے خلاف ہو چکا تھا

”تم میرے خلاف بات کر رہے ہو....؟“

... شفیق چلایا تھا

کیا مطلب تمہارے خلاف؟ میں تمہارے ساتھ کب تھا؟ تم میرے اچھے دوست ہو لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ “

“..... میں تمہارا ساتھی ہوں



ایمن تو روئے جا رہی تھی..... لیکن شفیق الیاس کے بدلتے رنگ دیکھ کر حیران ہو چکا تھا۔

“.... تم ایک قاتل ہو نکل جاؤ میرے گھر سے.... نکلو“

.... الیاس نے اسے ہاتھ سے پکڑا اور ڈرائنگ روم سے باہر گھسیٹ کر لے گیا

“.... تم بہت غلط کر رہے ہو“

شفیق نے اسے گھورا

“.... حالات کی نزاکت کو سمجھو..... اس نے سب سن لیا میں تم سے بعد میں بات کرتا ہوں اس کو سنبھال لوں“

الیاس نے اسے لاونج سے باہر کرتے ہوئے آہستہ سے کہا ایمن وہیں بیٹھ کر رونے لگ گئی تھی۔

شفیق جا چکا تھا.... الیاس واپس ادھر ہی آیا جہاں ایمن بیٹھی تھی اور ٹی وی کو دیکھ کر رو رہی تھی۔

“.... ایمن میری جان“

الیاس نے اس کے بازو پر ہاتھ رکھا۔

بکواس نہیں کرو.... ہاتھ مت لگانا... تم دونوں ملے ہوئے ہو میں پاگل نہیں ہوں.... سب جان چکی ہوں... تم دونوں“

“.... نے مل کر اقرار بھائی کو مارا

ایمن چیخ چیخ کر کہہ رہی تھی۔

“.... نہیں میں نے مارا.... ایمن میری بات سنو... یہ میرا دوست ضرور ہے لیکن میں اس کا سا تھی نہیں ہوں“

”وہ عروہ ہی تھی نا؟ تم نے جھوٹ بولا تھا نا؟“

ایمن کو اب ساری بات سمجھ میں آرہی تھی۔

“.... ایمن میری بات سنو... میں تمہیں سب بتاتا ہوں“

وہ اس کے قدموں میں بیٹھا اسے صفائی پیش کر رہا تھا۔

دیکھو وہ عروہ ہی ہے.... پر میری بات سنو.... عروہ آرمی والوں کے ساتھ ملی ہوئی.... شفیق ایک بھیک مافیا کی گینگ“  
”یہ صرف میرا دوست ہے اور میرا اس سے کوئی تعلق نہیں.... کالیڈر ہے

وہ ایمن کو سب بتاتا گیا لیکن سب الزام اس نے شفیق پر ڈال دیے.... قائم کے بارے میں سب بتایا اور عروہ کے  
.... بارے میں سب بتایا

”تو تم سب جانتے تھے.... تمہیں خدا کا خوف نہ آیا؟ تم ایک کریمنل کا ساتھ دیتے رہے ہو؟“

.... ایمن نے لال آنکھوں سے اسے دیکھا

“.... مجھے معاف کر دو ایمن میری غلطی بس یہی ہے کہ میں نے اسے اپنا دوست رکھا“

..... الیاس اب اس کے سامنے ہاتھ جوڑے بیٹھا تھا اور آنکھوں میں جھوٹے آنسو تھے

“.... عروہ یہ شخص اب عروہ کو نقصان پہنچائے گا“

..... ایمن اس کے آنسوؤں کو نظر انداز کر رہی تھی اسے اب عروہ کی فکر لاحق ہو رہی تھی

نہیں کر سکتا یہ اس کو کچھ.... کیونکہ وہ جانتا ہے شاہنور کا علم صرف اور صرف عروہ کو ہے اس کو کچھ کر دیا تو اس کی  
“..... شاہنور اسے کبھی نہیں ملے گی

... الیاس نے ایمن کو بتایا.... تو ایمن نے اس کا گریبان پکڑ لیا

“... تم... ابھی میرے ساتھ پولیس کے پاس چلو ہم ابھی پولیس کو سب سچ بتائیں گے“

..... الیاس کے چہرے پر پریشانی صاف ظاہر تھی

“... ایمن.... ہم صبح چلیں گے.... ابھی بارش دیکھو باہر کتنی ہے“

.... مجھے ابھی جانا مجھے عروہ کے پاس جانا وہ یہ خبر سن کر مر جائے گی.... وہ عشق کرتی اقرار بھائی سے وہ تو مر جائے گی“

ایمن روتے روتے کہہ رہی تھی۔

تم جانتے ہو وہ مرتی تھی ان پر... پر کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیتی تھی.... میں جانتی ہوں وہ ان کے لیے جنونیت کی حد“  
.... تک محبت کرتی ہو تو ٹوٹ جائے گی

..... ایمن کا بس نہیں چل رہا تھا وہ چیخ چیخ کر روئے

“... ایمن میں سب سمجھتا ہوں.... لیکن دیکھو ابھی خود کو سنبھالو ہم صبح ہوتے ہی جائیں گے“

الیاس کسی بھی طرح اسے خاموش کرنا چاہتا تھا اور اس کے بعد وہ تسلی سے کچھ سوچنا چاہتا تھا کہ اب وہ کیا کرے گا....

.... اگر شفیق کا ساتھ دے گا تو خود بھی ڈوب جائے گا

نہیں مجھے ابھی جانا ابھی کہ ابھی میں وہاں جانا چاہتی ہوں جہاں اقرار بھائی کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے.... میں فاریہ کو بتاؤں“

“.... میں گھر سب کو اطلاع دوں

.... وہ بھاگی تھی اپنے کمرے کی جانب.... الیاس وہیں بیٹھا ہوا تھا

“.... یہ عورت مجھے بھی لے ڈوبے گی اس کو روکنا ہو گا“

.... وہ بھاگ کر کمرے میں گیا

“.... مت کرو ان کو اس وقت پریشان وہ سب سو رہے ہونگے“

.... الیاس نے اس سے اس کا موبائل چھینا

“.... تم دعا کرو کہ اقرار ٹھیک ہو... اس طرح مت سوچو“

.... وہ جس قدر ہو سکتا تھا اسے سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا

”میاں جی آپ کی بیوی آپکو بہت مس کر رہی ہے... پتا نہیں یہ میشن کب مکمل ہو گا اور میں آپ سے ملوں گی۔“

..... عروہ کو نیند نہیں آرہی تھی وہ اپنے بیڈ پر لیٹے لیٹے سوچ رہی تھی

ابھی تو بہت حساب لینے آپ سے.... بس ایک دفعہ مل لیں پھر دیکھنا.... کیسے تم مجھے چھوڑ کر اسے ساتھ لے کر گئے“

“.... تھے.... اور پتا نہیں فارہ میرے گھر کی مالکن بن کر بیٹھی ہوگی

عروہ خود سے باتیں کرنے میں ہی مگن تھی پھر نجانے اس کا فون بیل بجنے لگی.... اسے یاد آیا اس نے تو وہ سم کارڈ ڈالا تھا

جس کا نمبر شہزاد کے پاس ہے یا پھر قائم کے پاس.... عروہ نے فون ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا.... دھڑکتے دل کے

ساتھ اس نے شہزاد کا نام پڑھا۔

“.... مسز اقرار بہت برا لگا آپ کے شوہر کا سن کر“

شہزاد کی آواز اس کے کانوں میں پڑی ہی تھی اس کو اپنی دنیا ختم ہوتی معلوم ہوئی... اس کا اور شہزاد کا کوئی مذاق نہیں تھا اگر قائم ہوتا تو پھر بھی اسے مذاق لگتا۔

”یہ... یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ؟“

.... اس نے دبی دبی آواز میں کہا

”آپ نے نیوز نہیں سنی؟“

شہزاد کا کہنا تھا کہ عروہ نے موبائل چھینک کر ایل ای ڈی کاریمورٹ ڈھونڈنا شروع کر دیا.... اسے تو اپنی ساری دنیا ختم.... ہوتی محسوس ہو رہی تھی اس کا شوہر اس کا عشق

نہیں اقرار مجھے تم سے پہلے آنکھیں بند کرنی تھیں تم نہیں کر سکتے.... ایسا کیسے ہو سکتا؟ اللہ میں اپنی جان قربان کرنے“  
..... کے لیے تیار تھی لیکن میں جیتے جی اپنی سانسیں

عروہ کو ریمورٹ نہیں مل رہا تھا وہ ساتھ ساتھ روئے جا رہی تھی.... وہ بیڈ سے اٹھی اور سامنے پڑے شیشے کے میز پر آ  
..... گئی... کمرے کی روشنی بند ہونے کی وجہ سے وہ ٹھوکر کھا کر گری

“.... اللہ اقرار کو کچھ نہیں ہوا ہو گا نا... آپ کی عروہ تو زندہ لاش بن جائے گی“

.... وہ بے ساختہ اپنے اللہ کو پکار رہی تھی

بلاخر اسے ریمورٹ مل گیا تھا..... اس نے کانپتے ہاتھوں کے ساتھ بٹن دبایا..... وہاں کوئی اور چینل چل رہا تھا اس نے..... کانپتے ہاتھوں کے ساتھ دو دفعہ اور بٹن دبایا

سامنے کا منظر دیکھ کر اس کے ہوش اڑ گئے..... عروہ اس وقت صبح والے کپڑوں میں ہی تھی وہی جینز وہی شرٹ باب کٹ بال اور آنکھوں سے گرتے آنسو وہی عروہ تھی نا؟ جو ہر وقت ہنستی رہتی تھی؟

سننے میں آیا کہ ان کا ایک دوست بھی ان کے ساتھ تھا فواد وہ ابھی ہمارے نمائندے کے ساتھ موجود ہیں ان سے “..... بات کرتے ہیں

اللہ! یہ کیا ہوا؟“ عروہ روتے ہوئے نفعی میں سر ہل رہی تھی..... اس کو اب کسی چیز کی پرواہ نہیں رہی تھی اس نے “ننگے پاؤں باہر کی طرف دوڑ لگائی تھی..... اتنی ٹھنڈ میں اس نے کوئی جیکٹ کچھ نہیں پہنا تھا بارش اب بھی برس رہی تھی..... عروہ کو یہ تک خبر نہ ہوئی کہ اسے کوئی پکار رہا ہے

“میڈم سر گھر نہیں ہیں آپ کہاں جا رہی ہیں؟“

... عروہ کو تو کسی کی آواز نہیں آرہی تھی..... اس کے کانوں میں صرف ایک آواز تھی

“تم بھی جاؤ.... تمہیں میں علیحدہ سے انویٹیشن دوں؟“

“..... انویٹیشن بلانے کے لیے دیتے ہیں مسز اقرار ٹوبی“

عروہ جب باہر آئی تو اسے سڑک خالی نظر آئی وہ تو یہ تک نہ جانتی تھی کہ مارگلہ کی پہاڑیاں ہیں کس طرف؟ بارش اس قدر تیز تھی کہ ایک لمحے میں آہ بھیگ چکی تھی..... اس کے بال اب کندھوں تک آرہے تھے..... عروہ نے ایک..... زوردار چیخ ماری تھی

..... کھاگئی میں اپنے شوہر کو کھاگئی..... “وہ وہیں سڑک پر گر چکی تھی“

”!اللہ“

..... اس نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے زور سے اپنے خدا کو پکارا

”میری پہچان کو مجھ سے چھین لیا کیوں میری سانسیں اب تک بحال ہیں؟ بتائیں نا؟“

..... وہ چیخ چیخ کر کہہ رہی تھی..... وہ سڑک ویران تھی.... کہیں کوئی بھی نہیں تھا

”بچپن سے لے کر اب تک اسی کے نام کی ایک ایک سانس لی جب وہ نہیں تو میں کیوں؟“

مجھے مار دیں..... مجھے نہیں زندہ رہنا..... میں نے اسے پا کر کھویا کیوں اللہ کیوں؟ اللہ میں انسانوں سے اس کے لیے لڑ

سکتی ہوں لیکن آپ سے صرف منت کر سکتی ہوں.... میری پہچان کو بخش دیں..... میں اس کے لیے دنیا کے سامنے

بری بنا..... میں اچھی بنا بھی نہیں چاہتی مجھے صرف میرا قرار واپس کر دیں..... میں منت کر رہی ہوں.... میں

انسانوں سے لڑ سکتی ہوں پر آپ سے منت کے سوا کچھ بھی بس میں نہیں ہے میرے..... بچپن سے اس سے

..... “عشق میں مبتلا آپ نے کیا.... عشق کا اصول ہے ایک کی سانسیں بند ہوں تو دوسرے کو مر جانا چاہیے

عروہ کتنی ٹوٹ گئی تھی.... اب بھی وہ لڑتی اللہ سے لیکن اب انسان نہیں تھے.... اب سامنے خدا تھا.... وہ لوگوں

..... سے تو اس کی خاطر لڑ سکتی تھی پر خدا سے بس منت ہی کر سکتی تھی

اس کا سامنے سے ایک روشنی آتی ہوئی محسوس ہوئی..... اس نے آنکھوں کے آگے ہاتھ کیا.... وہ گاڑی تھی جو اس

..... کے سامنے آکر رک چکی تھی

”مجھے یقین تھا کہ آپ اس وقت چین سے نہیں بیٹھیں گیں اسی لیے آپ کی مدد کے لیے آیا ہوں۔“

وہ شخص ہاتھ میں چھتری لیے اس کے پاس آکر بیٹھا تھا سفید رنگت گال کی ایک طرف تل اس کی شخصیت کو بہت خوبصورت بنا رہا تھا جینز شرٹ میں ملبوس وہ شخص تقریباً تیس اکتیس سال کا لگتا تھا۔ اس نے عروہ کے آگے ہاتھ بڑھایا۔

”!..... میجر شہزاد“

عروہ نے روتے ہوئے اسے دیکھا۔

جی میں آئیں میں آپ کو جائے حادثہ پر لے جاتا ہوں..... آپ نے کچھ بھی اوپر نہیں پہنا ہوا اتنی بارش ہے ٹھنڈ لگ “..... جائے گی.... اور یہ کیا آپ نے جوتے بھی نہیں پہنے

اس نے عروہ کے پاؤں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”... آپ بس آپ مجھے میرے اقرار کے پاس لے جائیں“

اس نے روتے ہوئے کہا۔

میں نے آپ کو جب سے دیکھا آپ کو بہت مضبوط دیکھا لیکن آپ اب اس طرح کریں گی تو.... چلیں اٹھیں میں “ آپ کو لے کر چلتا ہوں۔

شہزاد نے پھر سے اس کے آگے ہاتھ کیا عروہ نے اس کے ہاتھ کو دیکھا اور پھر اس کو.... آنکھوں میں آنسو لیے...  
.... بارش کے پانی میں بھگتے ہوئے اس نے سوچا

”... اللہ! آپ نے اسے میری مدد کے لیے بھیجا ہے“



وہ اٹھ کھڑی ہوئی لیکن اس کا ہاتھ نہیں تھا۔

.... عروہ اقرار حسن ابھی اتنی کمزور نہیں ہوئی کہ کسی کا ہاتھ تھا منا پڑے

اس نے اٹھ کر کہا.... وہ عروہ تھی وہ سب کے سامنے نہیں روتی تھی.... وہ دونوں چل کر گاڑی تک آئے.... عروہ  
..... آگے والی نشست پر بیٹھ گئی.... شہزاد بھی اس کے ساتھ آکر بیٹھ گیا

کچھ ہی دیر بعد وہ مارگلہ کی پہاڑیوں میں واقع اس بل کھاتی سڑک پر تھے.... یقیناً عروہ کو اس وقت وحشت ہو رہی  
..... اسی سڑک پر اس کا شوہر

”یہ آپ مجھے کہاں لے کر جا رہے ہیں؟“

اس نے شہزاد کو حیرانی سے دیکھا جو اسے مزید اونچائی پر لے کر جا رہا تھا جبکہ ایک جگہ رش تھا جہاں عروہ دیکھ چکی تھی  
..... اور اسے یقین تھا کہ وہ کھائی وہی ہوگی لیکن شہزاد کچھ نہ بولا

”..... آپ گاڑی روکیں“

اس نے اونچا اونچا چلانا شروع کر دیا تو وہ اپنی زندگی کی بہت بڑی غلطی کر چکی تھی اس طرح وہ کیسے اتنی رات کو شہزاد کی  
گاڑی میں بیٹھ سکتی تھی؟

”..... میں نے کہا گاڑی روکو“

عروہ نے پھر سے چلاتے ہوئے کہا.... لیکن وہ ایک عجیب مسکراہٹ کے ساتھ گاڑی چلانے لگا.... عروہ کا دل کر رہا  
.... تھا اس کے سر میں کوئی چیز دے مارے.... اس طرح اس کے ساتھ

”میجر شہزاد گاڑی روکیں.... آپ مجھے کہاں لے کر جا رہے ہیں؟“

میجر شہزاد نے آخر کار روک دی.... سنسان سڑک پر گاڑی روکی گئی تھی.... عروہ کو کچھ سمجھ نہ آیا البتہ اب وہ بس اترنا چاہتی تھی.... اس کی زندگی کی کالی رات تھی یہ... رات کے دو بجے وہ اس طرح اکیلی.... وہ فوراً سے اتر گئی... لیکن اصل حیران وہ تب ہوئی جب میجر شہزاد نے گاڑی تیزی سے چلا دی اور وہ اس گاڑی کو دور جاتا دیکھتی رہی..... ننگے پاؤں وہ تیز بارش میں پہاڑوں کے درمیان رات کے اس وقت اکیلے کھڑی تھی.... شوہر کے چھوڑ جانے کا غم.... عشق کے ادھورا رہ جانے کا روگ لیے وہ اس طرح خالی ہاتھ وہاں کھڑی یہ سوچنے سے قاصر تھی کہ اب وہ کہاں جائے؟ تب گاڑی اوپر سے آتی ہوئی دیکھائی دی.... لیکن ہو سکتا تھا وہ کسی اور مسافر کی گاڑی ہو اس نے (audi) ہی ایک اوڈی نیچے کی طرف چلنا شروع کر دیا.... لیکن وہ حیران تب ہوئی تھی جب وہ گاڑی اس کے پاس سے نہیں گزری تھی بلکہ اونچی آواز میں گانے شروع ہو چکے تھے.... مطلب اب اس کی عزت محفوظ نہیں تھی.... عروہ میں ہمت ہی نہ..... ہوئے کہ واپس مڑ کر دیکھ سکے..... اس کے قدم وہیں جم گئے تھے

ہم تیرے بن اب رہ نہیں سکتے تیرے بنا کیا وجود میرا.... ہم تیرے بن اب رہ نہیں سکتے تیرے بنا کیا وجود میرا؟ تجھ سے جدا اگر ہو جائیں گے تو خود سے ہو جائیں گے جدا.... کیونکہ تم ہی اب تم ہی ہو زندگی اب تم ہی ہو.... میرا چین..... بھی میرا درد بھی میری عاشقی اب تم ہی ہو

عروہ نے ڈرتے ڈرتے سردی سے کانپتے ہوئے مڑ کر دیکھا.... اس کی آنکھیں بارش کے پانی کی وجہ سے کھل نہیں رہی تھیں.... اس نے ہاتھ اپنے سینے پہ باندھے ہوئے تھے.... سامنے کھڑا شخص؟ کون تھا وہ؟ وہ مسکراتے ہوئے اس کے پاس آ رہا تھا جینز کے اوپر شرٹ پہنے بال بال بھیگ چکے تھے.... وہ اقرار تھا کیا سچ میں وہ اقرار تھا؟ عروہ ننگے پاؤں واپس پلٹی.... اس کو سمجھ نہیں آئی.... وہ واپس بھاگ کر اس کی طرف جانا چاہتی تھی.... لیکن قدم ساتھ نہیں

دے رہے تھے.... وہ اونچائی پر تھا اور وہ سڑک کی ڈھلوان کی نیچے کی جانب تھی..... لیکن وہ لڑکھڑاتے قدموں کے..... ساتھ روتی آنکھوں کے ساتھ بھاگ کر اس کی طرف آئی

تیرا میرا رشتہ ہے کیسا اک پل دور گوارا نہیں.... تیرے لیے ہر روز ہیں جیتے تجھ کو دیا میرا وقت سبھی کوئی لمحہ میرا ناہو “  
تیرے بنا ہر سانس پہ نام تیرا.... کیونکہ تم ہی ہو اب تم ہی ہو زندگی اب تم ہی ہو چین بھی میرا درد بھی میری عاشقی اب  
“..... تم ہی ہو

.... وہ اب عروہ کے قدموں میں جھک چکا تھا

”مسز عروہ اقرار حسن کیا آپ اس ناچیز کی لائف میں واپس آنا پسند کریں گی؟“

..... وہ رورہی تھی جبکہ مسکراتا ہوا اس کے بیٹھا تھا

”..... کدو میں تمہارا قتل کر دوں گی“

اس نے چلاتے ہوئے کہا اور منہ پر ہاتھ رکھ لیا..... لیکن خود بھی اس بارش میں نیچے بیٹھ گئی تھی.... اور رونا شروع کر  
دیا.....

یہ کیا عروہ اقرار حسن اب کسی کے سامنے رورہی ہے؟ مسز روئیں نہیں.... آپ کا کدو کر یلا آپ کے سامنے  
“..... ہے

..... عروہ روتے روتے سڑک کے ساتھ جا لگی تھی

یا اللہ میں کس منہ سے تیرا شکر ادا کروں؟ کس منہ سے؟ اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے میں اب ساری زندگی بھی سجدے  
“..... میں گری رہوں تب بھی تیرا شکر ادا نہیں کر سکتی

لیکن انسان تو خدا کا شکر کبھی کسی صورت میں بھی ادا نہیں کر سکتا..... کیونکہ اس کے احسان اس قدر ہیں کہ انسان..... ساری زندگی بھی سجدہ ریز رہے پھر بھی اس کا شکر ادا نہیں کر سکتا

”..... بس کر دو مسسز ٹھنڈ لگ جانی“

اقرار نے بارش کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”..... تمہارا حساب میں لگاتی ہوں اقرار حسن تم زہر لگتے ہو مجھے“

... عروہ نے اسے غصے سے کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا

”..... بس بس بی پی نہ ہائی کروالینا“

..... اقرار نے ہنستے ہوئے کہا

ہائے اتنا عشق جوتے پہننا بھی بھول گئی مجھے پتا ہوتا کہ عروہ فاطمہ مجھ سے اتنا عشق کرتی ہے تو میں بہت پہلے ہی مرنے“  
... کی خبر چلوادیتا

اقرار نے ہنستے ہوئے کہا۔

”..... زہر لگ رہے ہو مجھے ہنستے ہوئے دل کر رہا بھی قتل کر دوں تمہارا“

.... عروہ نے اٹھتے ہوئے کہا اور اس گاڑی میں جا کر بیٹھ گئی جو اقرار لایا تھا

”لوجی اب بیگم صاحبہ ناراض ہو گئی ہیں۔“

اقرار نے سر ہوتا تھ مارتے ہوئے کہا اور خود بھی گاڑی کے پاس آگیا۔

گاڑی چلاو.... مجھے ٹھنڈ لگ رہی ہے مجھے پتا ہوتا کہ تم زندہ ہو تو میں خود گولیاں اور بندوق لے کر آتی اس سے تمہارا  
”قتل کرتی اقرار حسن۔“

عروہ نے دانت چباتے ہوئے کہا جبکہ اس کے دانت سردی سے بج رہے تھے..... اقرار نے ڈرائیونگ نشست  
..... سنبھالی

”اقرار حسن یہ سب کیا تھا؟“

عروہ کمر پر ہاتھ باندھے کھڑی تھی.... وہ اقرار کے ہوٹل والے کمرے میں تھے سردی اسے ابھی بھی لگ رہی  
تھی..... کپڑے کچھ حد تک سوک چکے تھے... بال بھی اس نے تولیے میں قید کر لیے تھے جبکہ اقرار نے اپنے کپڑے  
.... بدل لیے تھے  
”کیا سب؟“

.... اقرار نے اسے ایسے دیکھا جیسے کچھ بھی نہ ہوا ہو.... عروہ کو چھینکیں شروع ہو چکی تھیں اور زکام بھی لگ چکا تھا

”.... دیکھا ہو گئی نا سردی کیا ضرورت تھی ہیروین بن کر ننگے پاؤں آنے کی“

.... اقرار نے اس کے آگے ٹیشو کرتے ہوئے کہا۔ عروہ نے غصے سے ٹیشو پکڑے

”..... اقرار حسن“

ابھی وہ بات مکمل بھی نہ کر پائی تھی کہ پھر سے چھینک آگئی.... اقرار اسے زیر لب مسکراتے ہوئے دیکھنے لگا۔

“..... اقرار تم ہنسو نہیں میں تمہارا خون پی جاؤں گی“

اس نے ناک پر ٹیشور رکھتے ہوئے کہا۔

“.... ذرا جیتنا نہیں بدلی تم“

اقرار نے اسے دیکھتے ہوئے پیار بھرے لہجے میں کہا۔

”کیوں تم کوئی تیسری بیوی ڈھونڈنے کے چکر میں ہو؟“

”اب اس کا اس بات سے کیا مطلب؟“

اقرار اس کی بات پر چڑ گیا۔

ہاں تو میں نہیں بدلی اب تم کوئی نئی طرز کی بیوی چاہتے ہو..... بس مجھے آگئی سمجھ..... تم نا..... میں تمہاری ٹانگیں توڑ“

“.... دوں گی.... اگر ایسا سوچا بھی تو

.... عروہ خود سے ہی قیاس آرائی کر رہی تھی

“.... بس بس بیگم.... مجھے ایک ہی بیوی بہت ہے اس نے ہی میرا آدھا خون پیا ہوا کسی اور کی گنجائش ہی نہیں ہے“

.... اس نے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے کہا

“.... تم.... ویسے اقرار تم بھی سر پرانز دے لیتے ہو مجھے لگا تھا میں ہی دیتی ہوں“

.... عروہ نے پھر سے چھینک لی

“.... مسسز آپ نے آج تک مجھے سر پرانز نہیں دیا جب بھی دیا کوئی نا کوئی دھچکا ہی دیا“

احسان فراموش لڑکے..... آج تک کسی بھی دولہے کا ایسا استقبال نہیں ہوا ہو گا جیسا میں نے تمہارا کیا تھا..... اور تو “  
اور.....“

..... عروہ اپنے سر پر انزگوانے میں مصروف تھی کہ اسے پھر سے چھینک آگئی

“..... چلو تمہیں ڈاکٹر کے پاس لے چلوں اس سے پہلے کہ زیادہ سردی لگتی ہو“

..... اقرار نے سنجیدگی سے کہا۔ تو عروہ بھی سنجیدہ ہوئی

“..... اقرار مجھے شفیق کے گھر جانا“

عروہ کو اب یاد آیا تھا کہ وہ کیسے اپنے مقصد کو بھول گئی؟

”کیوں جانا اب ادھر؟“

..... اقرار نے نا سمجھی سے پوچھا

”..... میں تمہیں ابھی کچھ نہیں بتا سکتی.... لیکن مجھے جانا اور تمہیں اپنی بیوی پر یقین ہونا چاہیے“

..... اقرار بھی اب کھڑا ہو چکا

“..... ان بالوں میں بہت خوبصورت لگتی ہو“

اس نے اس کا تولیہ اتارتے ہوئے کہا۔

”اقرار میں کیا کہہ رہی ہوں؟“

“..... نہیں مجھے کچھ بھی نہیں سنائی دے رہا“

..... اقرار نے جان بوجھ کر اسے تنگ کرنے کی خاطر کہا۔ عرو نہ نے اسے دھکا دیا

”میری بات سمجھ میں نہیں آتی؟“

.... اقرار گرتے گرتے سنبھالا تھا

“.... نہیں آتی اور نہ ہی میں تمہیں اب وہاں جانے دوں گا وجہ جو بھی ہو سنا“

..... اقرار نے اب غصے سے کہا

-----

”فاریہ رات کے دو بج رہے ہیں میری بچی تم بھی سو جاؤ کیوں جاگ رہی ہو؟“

شازیہ کی آنکھ کھولی تھی تو اس نے فاریہ سے کہا جو اس کے بیڈ کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔

“.... خالہ نیند نہیں آرہی“

شازیہ اٹھی اور بیڈ گئی اور سائیڈ ٹیبل سے پانی کا گلاس اٹھایا اور پانی پیا۔

”کیوں میرا بچہ کیوں نیند نہیں آرہی؟“

شازیہ نے پیار سے پوچھا۔

خالہ مجھے میرا قصور بتائیں؟ آپ کے بیڈ سے پیار کرنا میرا قصور تھا؟ اقرار نے میرے ساتھ کھیلا ہے.... وہ کہتا“

”میرے ساتھ پیار نہیں کرتا تھا لیکن وہ مجھ سے بات کیوں کرتا تھا؟“

.... فاریہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے تھے



شازیہ چپ رہی کیونکہ وہ چاہتی تھی کہ فاریہ اپنے دل کا غبار نکال لے وہ جانتی تھی کہ فاریہ اندر ہی اندر گھٹ رہی۔

”خالہ میری غلطی بتائیں؟ تیزاب مجھ پر گرایا گیا.... اور اس کے بعد سزا بھی مجھے ملی؟“

فاریہ نے اب سسکیوں کے ساتھ رونا شروع کر دیا تھا۔

آپ بھی تو خوش ہیں آپکا بہو بیٹا آرہے ہیں.... میرا کیا ہے اس گھر میں؟ نہ ہی میں کاغذات میں اقرار کی بیوی ہوں نہ

”ہی اس کی زندگی میں ہوں میں کہاں ہوں آخر؟“

شازیہ اب سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ وہ اسے کیا کہہ کر تسلی دے۔

”میرا بچہ صبر کرو اللہ اجر دے گا۔“

”..... کیسا صبر خالہ؟ کب تک؟ میں ختم ہوتی جا رہی ہوں“

شازیہ نے اسے آگے بڑھ کر سینے سے لگایا۔

”.... اقرار آتا تو میں اس سے بات کرتی ہوں کہ وہ تمہیں بھی برابر کے حقوق دے“

.... نہیں خالہ وہ مجھے کبھی اپنی بیوی نہیں سمجھے گا کبھی نہیں اس کے لیے وہ عروہ ہی سب کچھ ہے جو اسے چھوڑ کر گئی“

بس میرے بچے... اللہ پر یقین رکھو وہ پتھر کو بھی موم بنا سکتا تو اقرار کا تو دل انسان کا ہے دیکھنا وہ تمہارے لیے نرم پڑ

”جائے گا۔“

.... شازیہ اسے تسلیاں دینے لگی..... لیکن وہ بھی جانتی تھی یہ تسلیاں جھوٹی تسلیاں ہیں

.....“ آج شفیق کی زندگی کا سب سے برا دن ہو گا ”

وہ سب باہر لان میں بیٹھے تھے یہ ہوٹل کا لان تھا..... فواد نے سرخ رنگ کی جیکٹ اور نیچے سفید رنگ کی جینز پہنی ہوئی تھی ہاتھ میں چائے کا کپ تھا شہزاد نے لیمبو کے رنگ کی جرسی پہنی تھی اور شلووار اور سوٹ پہنا ہوا تھا۔ عروہ نے اقرار کی جیکٹ اور اپنے رات والے کپڑے پہن رکھے تھے جبکہ پاؤں میں سادہ چپل تھے جو شاید اقرار نے اسے کل رات واپسی پر ہی خرید دیے تھے۔ اقرار نے ایک چائے کا کہ اٹھا کر منہ کے ساتھ لگایا۔ جبکہ عروہ بغور اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی آخر کیا کچھ تھا جو اسے جاننے کو ملنے والا تھا؟ شہزاد کو وہاں بیٹھا دیکھ کر وہ متحسّس پہلے ہی تھی اور اس کے چہرے پر تاثرات صاف دیکھے جاسکتے تھے ہتھیلی ٹھوڑی تلے رکھے وہ اقرار کی باتوں کو بہت غور سے سن رہی تھی۔

“ آج ہی میں سب ثبوت آرمی کے حوالے کر دوں گا اور وہی جانیں اس کے ساتھ جو کرنا ہو گا۔ ”

”کیا مطلب؟“

عروہ نے اقرار کی بات پر کہا۔

”میڈم آپ کو کیا لگا آرمی والے صرف آپ تک رسائی کر سکتے؟“

اقرار نے کپ میز پر رکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے اسے دیکھتے ہوئے کہا جو نا سمجھی کے تاثرات لیے اسے دیکھ رہی تھی۔

”میڈم جی شفیق کا اختتام اب آچکا ہے۔“

اس نے میز پر ایک پین رکھتے ہوئے کہا۔

اس نے ایک نظر اس قلم کو دیکھا ایک نظر اقرار کو دیکھا۔

”یہ وہ پین ہے جو مجھے شہزاد صاحب نے دیا تھا.... اس میں میری شفیق اور الیاس کی گفتگوریکارڈ ہے۔“

شہزاد نے وہ پین اٹھالیا اور اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

”مسسز اقرار حسن اس میں کیمرہ تھا اور اقرار نے شفیق اور الیاس کو ان کا جرم قبول کرنے پر مجبور کر دیا تھا انہوں نے“  
اندھیرے میں تیر چلائے تھے.... انہوں نے ان کو ڈرایا تھا کہ ان کے پاس سب ثبوت ہیں اور بالکل ویسا ہی ہو اوہ سب  
”اپنے منہ سے اگلنے لگے.... اور ہاں یہ سب آپ کے شوہر کا پلان تھا۔“

شہزاد نے ہنستے ہوئے کہا جبکہ عروہ منہ پھاڑے اسے تنکے گئی۔

”بیگم بس بھی.... اب ہر کام آپ نے ہی سرانجام نہیں دینا ہوتا کچھ ہم پر بھی فرض تھا۔“

”تو وہ گاڑی ایکسیڈنٹ؟؟؟؟“

عروہ نے اب حیرانی سے پوچھا تو وہ تینوں ہنس دیے۔

”اس گاڑی میں جاننا چاہیں گی آپ کون تھا؟“

شہزاد نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اس میں شاہنور تھی.... شفیق کی منگیتر.... شاہنور.... جانتی ہیں آپ؟ وہ ہمارے قبضے میں تھی.... ہم نے تو اسے“  
بھاگنے کا موقع دیا تھا جب اقرار حسن ان سے ملاقات کر کے واپس آچکے تھے تو ہم نے اسے گاڑی کی چابی دے دی  
”تھی.... کہ وہ جاسکتی ہے لیکن شفیق نے اپنے ہاتھوں سے اپنے پیار کا قتل کر دیا۔“

شہزاد بہت مطمئن انداز میں کہہ رہی تھی جبکہ عروہ کارنگ فق ہو گیا تھا.... وہ جانتی تھی ان لوگوں نے جان بوجھ کر اقرار کی گاڑی میں اسے بٹھایا.... جو بھی تھا اس کا کیا قصور تھا؟ لیکن شفیق میں اگر ذرا سی بھی انسانیت باقی ہوتی تو وہ اس طرح ناکرتا اور اگر سچ میں اس کی جگہ اقرار ہی ہوتا تو؟ اس لیے عروہ نے خود کو جلد ہی اس جھٹکے سے باہر نکالا۔

.... لیکن

ابھی عروہ کی بات نامکمل ہی تھی کہ فواد کے موبائل پر ایک ویڈیو چل رہی تھی۔ اور اس کے الفاظوں نے سب کو سننے پر مجبور کر دیا۔

سید الیاس کاظمی اور ان کی بیگم کا کہنا ہے کہ شفیق شاہ نے اپنا اطراف جرم خود کیا ہے اس نے ہی اقرار حسن کی گاڑی کو جان بوجھ کر ٹکرماری.... لیکن اس سے بھی حیران کن بات یہ کہ گاڑی میں سوار خاتون کی شناخت ہو چکی ہے وہ شاہنور نامی خاتون ایک سال قبل ہی پاکستان آئی تھیں اور ان کا شفیق شاہ سے تعلق بھی بتایا جاتا ہے آخر اس سب کے پیچھے کیا ماجرا ہے؟ جب تک اقرار حسن کا بیان سامنے نہیں آ جاتا تب تک کچھ کہا نہیں جاسکتا۔

.... لو الیاس کی خود کو بچانے کی ایک اور چال

اقرار نے ویڈیو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”ایمن... اقرار ایمن نے کیوں بیان دیا؟ آخر ایسا کیسے؟ کیا ایمن الیاس کی سچائی جانتی؟“

عروہ حیرت کے عالم میں کہہ رہی تھی۔

الیاس پر شک تو مجھے بہت پہلے سے تھا عروہ.... لیکن مجھے یہی شک تھا کہ وہ آفاق کو پانا چاہتا ہے اس لیے ایمن سے “ شادی کی اس نے... میں نہیں جانتا تھا کہ وہ اس قدر گھٹیا کاموں میں شامل ہے اب ممکن امکانات یہ ہیں کہ ایمن نے سچ “سن لیا ہو گا اور اب وہ صرف سب الزام شفیق پر ڈال رہا ہے۔  
فواد نے تبصرہ کیا۔

“پر اقرار ہم اب کیا کریں گے؟ مطلب تمہاری گاڑی تھی۔“  
“ہم نے کیا کرنا سب یہ ویڈیو بتا دے گی۔“

اقرار نے پین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ لیکن عروہ کے ذہن میں اس ویڈیو کا خیال آیا جو اس نے بنائی تھی اطراف تو اس میں بھی تھا لیکن وہ ویڈیو تو شفیق کے گھر تھی۔  
“ایک ویڈیو میرے پاس بھی ہے۔“

عروہ نے کھوئے ہوئے انداز میں کہا جس پر شہزاد نے اسے دیکھا۔  
“کیسی ویڈیو؟“

جب شفیق الیاس سے ملنے اپنی اس زیر تعمیر عمارت میں گیا تھا میں نے اس کا پیچھا کیا تھا تب بنائی تھی میں نے وہ “ویڈیو۔

“کہاں ہے؟“

شہزاد نے سوال کیا۔

”وہ تو شفیق کے گھر ہے۔“

عروہ نے بوجھے ہوئے انداز میں جواب دیا چاہ کر بھی وہ اپنا کام مکمل نہیں کر پائی تھی اقرار نے کام کر دیا تھا لیکن وہ مکمل نہیں کر پائی تھی۔

”فکر نہ کریں شفیق اب اپنے گھر نہیں جائے گا وہ اس وقت فرار حاصل کرنا چاہتا ہو گا۔“  
فواد نے کہا۔

”نہیں ایسا ممکن نہیں اب جبکہ اسے پتہ چل جائے گا کہ وہ لڑکی شاہنور تھی جس کو اس مار دیا تو یقیناً وہ ہم سے بدلہ لے گا۔“

عروہ جانتی تھی کہ وہ شاہنور سے کس قدر محبت کرتا ہے اس لیے اس کو اندازہ تھا کہ اب وہ کبھی چپ نہیں بیٹھے گا۔  
”ممکن ہے وہ رات گئے فرار ہو گیا ہو۔“

اقرار نے کہا تو شہزاد کے ماتھے پر پل پڑے۔

”اگر ایسا بھی ہے تو اس کے خلاف کیس چلے گا اور سارے ثبوت جب عدالت کے سامنے رکھے جائیں گے تو وہ دوبارہ“  
”کبھی اس ملک میں نہیں آ سکے گا۔“

فواد نے اپنی رائے دی۔

”نہیں وہ یہاں سے ایک بار نکل گیا تو دوبارہ پاکستان میں اس کا آنا آسان ہو جائے گا آپ لوگوں کو کیا لگتا کہ اس کا تعلق“  
”صرف الیاس سے تھا؟ ایسا نہیں ہے اس کا تعلق یقیناً یہاں کسی نہ کسی سے ضرور ہو گا۔ جو اسے واپس ضرور لائیں گے۔“

”پھر اب کیا ہو گا؟“

عروہ نے متجسس سے پوچھا۔

اس کو سزا ضرور ملنی چاہیے وہ نجانے کتنی ماؤں کی گود اجاڑ چکا ہے اور کتنے ہی لوگ اپنی جان سے گئے ہونگے اور میں وہ ”ویڈیو کسی صورت بھی حاصل کرنا چاہتی ہوں اس میں ان دونوں نے قائم کو مارنے کا اصراف جرم کیا ہے۔“

عروہ کے چہرے پر درد کے آثار واضح تھے۔

”میں چلتا ہوں مجھے اس شفیق کو ملک سے باہر نہیں جانے دینا ممکن نہیں کہ وہ رات میں نکل گیا ہو لیکن اب وہ ضرور ”نکلنے کی کوشش کرے گا۔“

شہزاد نے اٹھتے ہوئے کہا اور ان سب نے اسے دیکھا۔

”میں بھی چلوں گی مجھے شفیق کے گھر سے ویڈیو نکالنی ہے۔“

عروہ ساتھ ہی کھڑی ہوئی۔

”میں تمہیں کہیں نہیں جانے دوں گا اکیلے تو کہیں نہیں اب اس کے گھر جانا بہت بڑی بیوقوفی ہے سنا تم نے۔“

اقرار نے اٹھ کر اسے غصے سے دیکھتے ہوئے کہا رات کو اس نے سختی سے منع کیا تھا لیکن اس لڑکی کی عقل میں ایک بات آہی نہیں سکتی تھی۔

”میں اپنا کام ادھورا نہیں چھوڑ سکتی اقرار حسن۔“

عروہ نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

”مسسز اقرار وہ ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ کا وہاں اکیلا جانا خطرے سے خالی نہیں شاہنور مرچکی ہے اور وہ شخص اس وقت “  
”پاگل ہو چکا ہو گا۔“

”ہاں تو تم بھی میرے ساتھ چلو۔“

عروہ نے ہنستے ہوئے اقرار کو دیکھا اس کو لگا شاید وہ ایسا کرنے سے بھی منع کر دے گا اور پھر وہ چلی جائے گی لیکن وہ غلط تھی۔

”ٹھیک ہے۔“

عروہ کے چہرے کی مسکراہٹ غائب ہوئی جبکہ اقرار اس کے چہرے کی مسکراہٹ کو غائب ہوتا دیکھ کر مدھم سا ضرور مسکرایا تھا۔

”بہت دور رہ لیا مسسز اب ایک پل بھی دور نہیں جانے دوں گا۔“

اس نے اس کے قریب ہوتے ہوئے کان کے قریب جا کر مدھم سا کہا۔

”ٹھیک ہے اگر آپ وہاں جانا چاہتے ہیں تو آپ ضرور جائیں لیکن ایک بات کا خیال رکھیے گا کہ آپ کو چوری جانا پڑے “  
”گا اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اب اس گھر میں نہ ہو۔“

شہزاد نے اپنا اندازہ لگایا۔

”انشاء اللہ مدد کرے گا۔“

اقرار نے کہا۔



”تم ہوٹل میں ہی رہنا آج شام کو ہی ہم نکل جائیں گے۔“

اقرار نے فواد سے کہا۔

”نہیں فواد تم چلے جاؤ ہم آج شام نہیں جائیں گے میاں جی کو اپنی دوسری بیوی کی یاد آرہی ہے نا ان کو تو میں آج لے کر جاتی ہوں نا یہ یاد بھی رکھیں گے۔“

عروہ نے فواد کو مسکراتے ہوئے دیکھا اور کہا تو اس کی بھی ہنسی چھوٹ گئی البتہ اقرار کو دیکھ کر اسے اپنے دانت سمیٹنے پڑے۔

”ٹھیک ہے اقرار حسن آپ کا بہت شکریہ اور جیسے ہی وہ ثبوت آپ کے ہاتھ لگے مجھے ضرور انفارم کریے گا۔“  
شہزاد نے مصحفہ کیا اور چل دیا۔

”ہم بھی چلیں میاں جی؟“

عروہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے فواد تم چلے جاؤ ویسے بھی تمہاری امی ہمارے گھر ہیں اور اب تمہیں ان کے پاس چلے جانا چاہیے اور ہاں تم نے جیتی میری مدد کی ہے نا میں تمہارا احسان زندگی میں نہیں بھول سکتا تم پھر سے جو اُن کر سکتے ہو اپنی جاب۔“

اقرار کے کہتے ساتھ ہی فواد کے چہرے پر خوشی کی رمتق دوڑ گئی۔

”ویسے تمہیں فواد نے کیا بتایا؟ مطلب میرا کیسے علم ہوا تمہیں؟“

عروہ نے اس کی طرف دیکھا کیونکہ جانتا تو فواد بھی نہیں تھا کہ قائم ایک آرمی کا بندہ ہے اور شہزاد کو یہ دونوں کیسے جانتے ہیں؟

”تم مجھے ہر بات بتاتی ہو جو میں تمہیں ہر بات بتاؤں؟“

اقرار نے چلتے ہوئے کہا وہ ہوٹل کے لان سے نکل کر اب پارکنگ ایریا میں جا رہے تھے۔

”مت بتاؤ میں مر نہیں رہی جاننے کے لئے اور میں جان تو لوں گی۔ عروہ فاطمہ سے تم کوئی بات چھپا نہیں سکتے۔“

عروہ نے جس ادا سے کہا تھا اقرار کا دل کیا اس پر فدا ہو جائے۔

”.... جان لینا“

اقرار نے اس کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے آرام سے کہا۔

”.... ویسے تم تو بڑے خوش ہو گے نادو بیویوں کا جھگڑا ختم ہو گیا عروہ خود ہی کہیں نکل گئی.... جان جھوٹ گئی اس سے“

وہ دونوں چل کر گاڑی کے پاس آچکے تھے۔

اقرار عروہ کے پاس آیا۔

”ایک بار غلطی کر لی مجھ سے دور جانے کی آئندہ ایسا سوچا بھی تو جان لے لوں گا۔“

اقرار کی آنکھوں میں ایک سال کی تکلیف دیکھی جاسکتی تھی۔ عروہ ہنس دی۔

میاں جی اب اللہ نہ کرے کہ مجھے دور جانا پڑے اب کہیں گئی بھی تو آپ کو ساتھ لے کر جاؤں گی فاریہ کے لیے چھوڑ  
”کر نہیں جاؤں گی۔“

”اچھا اب چلیں؟“

اقرار نے اس سے اجازت چاہی۔

اقرار خود تم باتوں میں لگے ہوئے ہو اور پھر مجھ سے اجازت لے رہے ہو تم ایک سال میں اپنا ذہنی توازن تو نہیں کھو  
”... آئے۔ مجھے تو لگتا کہ تم نے کوئی خاص ٹریننگ لی ہو گی مجھے تنگ کرنے والی

عرو نہ کاریڈیو شروع ہو چکا تھا اور وہ جانتا تھا اب یہ بولتی رہے گی لیکن اس کو اب اس کی خاموشی چاہیے بھی نہیں تھی  
ایک سال اس کی خاموشی نے اس کو جتنی تکلیف دی تھی وہی جانتا تھا اس لیے اقرار خود ہی خاموشی سے گاڑی کو کھولا اور  
بیٹھ گیا۔

”تم بھی اس سب میں شامل تھے؟“

ایمن اسے مشکوک نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

ہاں پوچھو اپنے شوہر سے اب جب مجھ پر مصیبت آئی ہے تو بھاگ رہا ہے الیاس کاظمی اگر میں پکڑا گیا تو بچتے تم بھی  
”... نہیں

شفیق اس پر چلا رہا تھا۔

”ایمن تم میری بات سنو یہ بکواس کر رہا ہے۔“

وہ اسے نظر انداز کرتا ایمن کو سمجھا رہا تھا وہ یقناً اس کا بیان سن کر اب اس کے گھر واپس آیا تھا۔

”... تم کیا بتاؤ گے میں بتاتا ہوں.... یہ میرے ہر غلط کام میں میرے ساتھ تھا.... ہر“

اس نے ہر پر زور دیتے ہوئے کہا۔

”تم دونوں کو پولیس نہیں چھوڑے گی.... میں سب کچھ بتا دوں گی پولیس کو.... تم دونوں اپنے انجام کو پہنچو گے....“

”اپنی منگیتر کو تو تم اپنے ہاتھوں سے مار چکے ہو.... کاش مجھے پہلے پتا ہوتا میں تم سے کبھی شادی نہ کرتی

وہ روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

”ایمن دیکھو میں سب ٹھیک کر دوں گا میں معافی مانگتا ہوں آئندہ یہ کبھی نہیں ہو گا۔“

وہ جو سمجھتا تھا کہ اس نے ایمن سے شادی اپنے مقصد کے لیے کی تھی اب شاید وہ خود کو کمزور محسوس کر رہا تھا جو بھی تھا

اس پاک رشتے نے ان کے درمیان محبت نہ صحیح اس کو ایمن کی اتنے عرصے میں عادت ضرور ہو گئی تھی۔ لیکن اس کی

لال آنکھیں ایمن کے کھوجانے کے ڈر سے اس کی محبت کی گواہی دے رہی تھیں۔

”.... میں تم دونوں کو برباد کر دوں گی“

ایمن نے روتے ہوئے ان دونوں کی طرف اشارہ کیا۔

اس نے اپنا پرس صوفے سے اٹھایا اور باہر کی جانب چل دی۔

”ارے پکڑو اسے وہ ہم دونوں کو مروادے گی.... مار دو اسے۔“

شفیق اس کی جانب لپکا تو الیاس نے اس کا بازو تھام کر روک لیا۔

”اپنی بکو اس بند کرو..... میری بیوی کی طرف دیکھا بھی تو جان نکال لوں گا اور وہ ٹھیک کرنے جا رہی ہے قائم کی موت کی سزا تو تمہیں ہی ملے گی اور شاہنور کی موت کی سزا بھی تم بھگتو گے مجھ سے تو میری جائیداد ہی چھینے جائے گی ناجو میں نے حرام کے پیسوں سے بنائی.... میں اس کو دینے کے لیے تیار ہوں۔“

”دیکھو تم مجھے یہاں سے باہر بھیج دو کہیں بھی تم جو سزا بھی لینا چاہتے ہو لو.... مجھے بس اپنی جان بچانی ہے۔“

”تمہیں شاہنور کو قتل کرنے کا بھی دکھ نہیں ہے؟“

الیاس نے اسے بے یقینی سے دیکھا۔

”میں نے اسے قتل نہیں کیا اس کا قاتل اقرار حسن ہے اور میں اسے کبھی نہیں چھوڑوں گا یاد رکھنا.... بس ایک دفعہ مجھے پاکستان سے نکلنا ہے۔“

شفیق نے الیاس سے کہا جو اس کی بات سن ہی نہیں رہا تھا۔

”.... تم سنو میری بات..... مجھے نکالو یہاں سے“

اس نے الیاس کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔

”ہاں... ہاں.... میں نے تمہاری ٹکٹس کا رینج کروا دیا ہے تم یہاں آج دس بجے کی فلائیٹ سے.... ابھی نو بج رہے ہیں“  
تم ابھی ایرپورٹ کے لیے نکلو وہاں میرا ایک جاننے والا تمہیں ملے گا اکرم نامی شخص وہ تمہیں اندر تک لے کر جائے گا  
”تمہارا نام شناخت سب اور لکھ دی گئی ہے۔“

”کیوں؟ میں اپنا نام کیوں بدلوں؟“

شفیق نے چلاتے ہوئے کہا۔

”مت بدلو..... لیکن اس کے بعد اگر پولیس تمہیں پکڑ لے تو میرے پاس کتے کی طرح دم ہلاتے ہوئے مت آنا سنا تم“  
..... نے

..... الیاس کہتے ساتھ اپنے کمرے میں چلا گیا اور کچھ ہی دیر میں اس کو پاسپورٹ اور بھی کچھ ضروری سامان لا کر پکڑایا

”میں ایرپورٹ تک کیسے جاؤں گا؟ ہر جگہ تو ناکہ لگا ہوا ہے۔“

شفیق اب پریشانی کی حالت میں الیاس سے پوچھ رہا تھا۔

یہاں سے ایرپورٹ بس آدھے گھنٹے کی مسافت پر ہے میں تمہیں چھوڑ کر آؤں گا ابھی تک میرا نام پولیس میں نہیں  
.... گیا تب تک میری چیکنگ نہیں ہوگی.... چلو اب

الیاس نے اپنی گاڑی کی چابی نکالتے ہوئے کہا۔

اقرار حسن آپکی گاڑی کا ایکسیڈنٹ ہوا لیکن اس میں شاہنور تھی؟ وہ لڑکی تو شفیق شاہ کی منگیتر تھی وہ آپ کے پاس  
”کیسے؟“

.... جیسے ہی وہ لوگ شفیق کے گھر کے باہر آئے میڈیا نے انہیں گھیر لیا

”اقرار حسن آپکی بیوی عروہ تو شفیق شاہ کے ساتھ تھی؟ آپ کچھ بتانا پسند کریں گے؟“

وہ دونوں ان سب کے بیچ میں سے ہوتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔

”آپ اپنی بیوی کو اب قبول کر لیں گے؟“

ایک نمائندے نے جب پوچھا تو اقرار کے جبرے تن گئے وہ روکا۔

”کیوں میری ذہنیت تم لوگوں جیسی گھٹیا ہے؟ تم جیسے لوگوں کی وجہ سے معاشرہ عورت کو جینے نہیں دیتا.... تم لوگوں کی گھٹیا سوچ کی وجہ سے ہمارے ملک کی عورتیں اپنی عزت محفوظ نہیں سمجھتی... یہاں کسی لڑکی کا ریپ ہو جاتا تو تم لوگ اپنی ٹی آر پی کی خاطر مرچ لگا کر اس خبر کو ایسے مشہور کرتے ہو جیسے ساری غلطی اسکی تھی وہ کیوں باہر گئی؟ محرم کے ساتھ جاتی.... یا پھر ایسا نا بھی ہو تو اس کا نام ساری دنیا کے سامنے لے آتے ہوتا کہ اس کی جو عزت بچی ہوئی وہ بھی ختم ہو جائے پھر نتیجہ یہ ہوتا کہ یا تو اس کا باپ یا پھر وہ خود خود کشتی کر لیتے لیکن تم لوگ تو اس کے بعد بھی اس کو نہیں چھوڑتے... تم نے یہ بات کی تو کی کیسے؟ کہ کیں اپنی بیوی کو قبول کروں گا یا نہیں اس کو قبول کیا ہوا اور تب کیا تھا جب اس سے نکاح ہوا تھا تب اس پر یقین رکھنے کی قسم بھی کھائی تھی اور چند وجوہات کی بنیاد پر میں اپنی بیوی کے کردار پر شک نہیں کر سکتا جیسا کہ تم جیسے گھٹیا مردوں کی نشانی ہے کچھ نہ بھی بیوی پر شک کرنا.... خیر میں پہلی اور آخری دفعہ تم.... سب کو وارن کر رہا ہوں میری بیوی کو زیر بحث مت بنانا نہیں تو انجام بہت برا ہو گا

اتنی ہی دیر میں بھیڑ میں سے ہوتا ہوا ایک شخص آگے آیا۔

.... جن کے کردار کی آپ لوگ بات کر رہے ہیں شام تک آپ ہی لوگ انہیں قوم کی ہیر و قوم کی بیٹی بنا رہے ہونگے“

“

وہ شخص میجر شہزاد تھا.... وہ تینوں اب میڈیا سے نکل کر آگے آچکے تھے وہاں پولیس اور آرمی کے لوگ کھڑے تھے شفیق کے گھر کو پولیس اور آرمی نے گھیرے میں لیا ہوا تھا۔

”میجر شہزاد آپ یہاں؟“

عروہ نے اس سے پوچھا۔

ہاں میں سر کے پاس گیا تھا ان کو ساری ویڈیو دیکھائی تو مجھے فوراً سے شفیق کو پکڑنے کا آرڈر دیا تھا۔ مسسز اقرار آپ “ اندر جا کر اپنا ضروری سامان اٹھا سکتی ہیں۔

عروہ اثبات میں سر ہلاتی ہوئی اندر کی جانب چل دی۔

”اقرار حسن آپ دونوں کا بہت شکریہ آپ دونوں نے اس سب میں بہت ساتھ دیا ہے۔“

”ایسے لوگوں کو پکڑنا بہت ضروری ہو گیا ہے..... یہ ہمارے ملک کے مستقبل کے قاتل ہیں۔“

اقرار نے تبصرہ کیا۔

”وہ دونوں پکڑے گئے ہیں؟“

اقرار نے شفیق اور الیاس کا پوچھا۔

”نہیں ابھی نہیں پر جلد ہی پکڑے جائیں گے لیکن عروہ کے ثبوت سے کیس اور بھی مضبوط ہو جائے گا.... اب وہ“

”..... دونوں اپنی سزا سے نہیں بچ سکتے



اقرار کے چہرے پر مسکراہٹ تھی.... اتنی ہی دیر میں عروہ اپنا بیگ اٹھائے اور ہاتھ کیس ہینڈ کیمرے پکڑے آرہی تھی.....

”اتنا سامان؟“

اقرار نے حیرانی سے دیکھا۔

ہاں تو؟ مجھے اپنا سارا سامان لے کر جانا ہے ویسے بھی اب یہ گھر آرمی کے قبضے میں ہو جانا.... انہوں نے پھر کون سا.... مجھے یہاں آنے دینا ابھی جیتنا کچھ لے جاسکتی تھی لے کر جا رہی ہوں

عروہ نے شہزاد کی طرف دیکھتے ہوئے ہنستے ہوئے کہا۔ قائم ہوتا تو وہ اسے اور بھی تنگ کرتی.... اس نے دل میں سوچا.....

..... اس کے بیگ اقرار نے پکڑ لیے تھے ایک بیگ شہزاد نے پکڑ لیا تھا

”.... ویسے میڈم آپ کے لیے ایک سرپرائز ہے“

”کیا؟“

.... عروہ نے خوشی سے پوچھا

”..... چپ کر کے چلو بتاتا ہوں۔“

-----

”اقرار حسن میں تمہیں کبھی نہیں چھوڑوں گا.... تمہاری وجہ سے میری شاہنور مجھ سے چھن گئی اور تمہاری بیوی کی وجہ سے....“

..... اس نے جہاز میں سوار ہوتے ہوئے کہا

الیاس اسے ایرپورٹ ایسے راستے سے لے کر آیا تھا جہاں پولیس کا ناکہ نہیں تھا.... اور آگے تو اس نے سب سنبھالا ہوا تھا.....

شفیق بالکل ہارے ہوئے انداز میں اپنی نشست پر بیٹھا.... اس کے ساتھ ایک شخص اخبار منہ کے آگے کیے ہوئے بیٹھا تھا..... وہ کھڑکی کی جانب بیٹھا تھا

”..... ویکم مسٹر شفیق شاہ“

”... اس نے اخبار اپنے چہرے سے نیچے کیا تو شفیق کو لگا اس کی سانسیں رک گئی ہوں

”.... تم؟“

..... بس اس کے منہ سے اتنا ہی نکل سکا

”.... قائم رضا“

..... عروہ ایک دم چلائی تھی اور اپنی چیخ کر روکنے کے لیے اس نے منہ پر ہاتھ رکھ لیا تھا

”.... کیوں یقین نہیں آ رہا؟ میں قائم ہی ہوں چوڑی“

..... قائم نے اسے چڑانے کے لئے بلایا

”تم زندہ ہو؟ کیسے؟ یہ سب؟“

وہ اقرار کو دیکھ رہی تھی تو کبھی قائم کو؟ وہ سب مونا لرسٹورنٹ کھڑے تھے.... اقرار اسے وہاں لایا تھا تقریباً دو تین..... گھنٹے کے بعد اس کا سر پر انزاس کے سامنے تھا

”.... آؤ وہاں بیٹھو سب بتاتے ہیں“

.... اقرار نے اسے میز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

وہ تو حیرانی کے عالم میں میشنی انداز میں میز پر جا بیٹھی جبکہ اقرار اور قائم اس کی بند بولتی دیکھ کر بہت محظوظ ہو رہے تھے....

"جھے فواد نے قائم کا نمبر دیا تھا.... قائم کا نمبر چل رہا تھا لیکن کوئی اٹھا نہیں رہا تھا.... مجھے اور فواد کو یہی پتا تھا کہ قائم شفیق کا بندہ ہے.... لیکن یہی واحد ذریعہ تھا جو تم تک پہنچا سکتا تھا.... میں نے اس کا نمبر ٹریس کروایا تو وہ ایکسپرس وے سے پہلے آنے والی ایک پل کی لوکیشن دے رہا تھا.... ہم لوگ سیدھا وہاں ہی گئے تھے تقریباً شام کا وقت تھا لیکن جیسے ہی ہم لوکیشن پر پہنچے تو میں اور فواد تو حیران رہ گئے تھے قائم کو گولیوں سے شدید زخمی کیا گیا تھا اور وہاں پھینکا گیا تھا.... میں شاید اس کو کبھی نہ بچاتا لیکن یہی واحد شخص تھا جو تم تک پہنچا سکتا تھا.... اس لیے میں اور فواد اسے شفا ہسپتال لے کر گئے تھے.... راستے میں تم نظر آئی.... اگر مجھے جلدی نہ ہوتی تو میں ضرور اس گاڑی کا پیچھا کرتا.... لیکن جب میں قائم کو ہسپتال لے کر گیا تو وہاں میجر شہزاد ہمیں ملے.... وہ شاید اپنے گھر کے کسی فرد کو وہاں کے کر آئے تھے میں نہیں جانتا تھا کہ میجر شہزاد کا قائم سے کیا تعلق ہے؟ لیکن جو نہیں انہوں نے قائم کو دیکھا تو وہ خود ہی

ہمارے پاس آگئے تھے کیونکہ ہسپتال والے پولیس کیس کہہ کر ایڈمٹ نہیں کر رہے تھے لیکن میجر شہزاد نے اپنا ریفرنس دے کر ایڈمٹ کروایا اور بتایا کہ یہ میجر ہیں..... میجر قائم رضا..... آپریشن کے تقریباً ایک ہفتے بعد ان کو ہوش آیا.... اور اس کے بعد یہ لائحہ عمل ترتیب دیا اور ہم نے شفیق کو ٹریپ کیا"

"مطلب تم.... مطلب تم میجر زندہ تھے؟ میں نے اپنے قیمتی آنسو تمہارے لیے ضائع کیے؟"

عروہ نے خود پر افسوس کرتے ہوئے کہا جبکہ ان دونوں نے اسے حیرانی سے دیکھا جو اس کے زندہ ہونے وجہ سے خوش..... ہونے کی بجائے اپنے آنسو ضائع ہونے کا افسوس کر رہی تھی

"باقی سب چھوڑو یہ ایک ہفتہ دو دن میں تم ٹھیک کیسے ہو گئے اور چلنے کیسے لگ گئے؟"

..... عروہ نے مشکوک نظروں سے دیکھا

"ڈاکٹر ڈسچارج نہیں کر رہے تھے لیکن میجر قائم کی ضد تھی کہ شفیق کو خود پکڑیں گے.... اور شفیق شاید آج بھاگ بھی جاتا لیکن اس کے جانے کی اطلاع ہمیں الیاس نے دی.... اور وہ اپنی گرفتاری دے چکا ہے.... شاید احساس ندامت ہے...."

..... اقرار نے عروہ کو بتایا

ہاں اور ان کی تمام جائیداد سے اب غریب بچوں کے لیے سکول بنوائے جائیں گے.... اور جو پروجیکٹ انہوں نے شروع کیا تھا اس کو حکومت مکمل کروائے گی اور وہ سب پیسے بھی انہی بچوں کے لیے رکھے جائیں گے جو پڑھیں گے....

".... اور غریب لوگوں کے لیے دو مفت ہسپتال تعمیر کیے جائیں گے

.... قائم نے اپنا لائحہ عمل بتایا

”....ہاں پہلے شفیق اور الیاس کھا رہے تھے اب حکومتی ادارے کھائیں گے“

.... عروہ نے تلخی سے کہا

”نہیں یہ فوج کی بھی زیر نگرانی رہے گا.... اور آرڈر جاری کر دیے گئے ہیں کہ جو کوئی بھی مانگتا ہوا نظر آئے اس کو جیل“  
”.... میں ڈال دیا جائے اور جو بچہ نظر آئے اس کو پکڑ کر سکول میں رجسٹرڈ کروایا جائے“

.... قائم اسے بتا رہا تھا.... جبکہ ان کا کھانا آچکا تھا

”..... آپ دونوں کھائیں مجھے ابھی یہ سب منع ہے اور ویسے بھی ڈرائیور انتظار کر رہا ہے“

.... قائم نے اٹھتے ہوئے کہا

”.... ہاں ہاں جاؤ میجر تم بھی میاں بیوی میں کباب میں ہڈی بن کر بیٹھے ہو.... اب ہمیں کھانے دو بھاگو“

.... عروہ نے مصنوعی غصے سے کہا جبکہ اقرار اور قائم ہنس دیے

”.... جارہا ہوں مسسز اقرار زندگی رہی تو پھر کبھی ملاقات ہوگی“

قائم نے ناک چیراتے ہوئے کہا.... جبکہ عروہ کی آنکھوں میں اداسی ضرور چھا گئی تھی جو بھی تھا وہ اس کا بہت اچھا

.... دوست بن گیا تھا اور عروہ بہت کم لوگوں کو ہی دل میں جگہ دیتی

-----

اقرار ایمن کہاں ہے؟ ”عروہ نے اقرار سے پوچھا وہ لوگ واپس ہوٹل کی جانب جا رہے تھے۔“

صبح اس کا مجھے میسج آیا تھا وہ ہمارے پاس آنا چاہتی تھی تو میں نے اسے ہوٹل کی لوکیشن سینڈ کر دی تھی وہ وہی پہنچ گئی “.... ہے وہ ہمارے ساتھ ہی واپس جائے گی.... مجھے لگتا اسے الیاس کو معاف کر دینا چاہیے.... اسے احساس تو ہے “.... نہیں کبھی نہیں اسے معاف نہیں کرنا چاہیے.... اس کی سزا ہی یہ ہے کہ ایمن اسے معاف نہ کرے “

.... عروہ تڑخ کر بولی تھی

عروہ معاف کرنا اللہ کی صفت ہے اور اس کے بندوں کو اس کی یہ صفت اپنانی چاہیے جس کو اپنی غلطی کا احساس ہو “.... اسے معاف کر دینا چاہیے

اقرار نے بہت تحمل سے کہا تو عروہ خاموش ہو گئی کہہ تو وہ سچ رہا تھا۔

“یہ فیصلہ ایمن کر کرنا چاہیے یقین اس کا ٹوٹا ہے۔“

..... عروہ نے کہا تو دونوں خاموش ہو گئے

وہ لوگ جب گھر پہنچے تو سب موجود تھے دونوں ماموں کی فیملی بھی آچکی تھیں.... سب عروہ کے صدقے واری ہوئے آخر کو ان کی بھانجی نے کام ہی ایسا انجام دیا تھا.... رضا ماموں.... شفقت ماموں... دونوں ممانی جان اسے بہت پیار.... سے ملیں تھیں.... عروہ کی اماں تو رو رو کر ہلکان کر چکی تھیں۔ وہ سب لوگ لاونج میں بیٹھے تھے

اماں اب بس بھی کر دیں.... میں کوئی قلعہ فتح کر کے نہیں آرہی وہ الگ بات ہے کہ کام کچھ ویسا ہی تھا پر اب رونا “دھونا بس کر دیں.... اب تو خوشی کے دن ہیں....“ عروہ کی بات پر سب ہنسے تھے.... فار یہ بھی ایک طرف کھڑی.... تھی وہ چہرے پر زبردستی کی مسکراہٹ سجائے ہوئے تھی

عروہ باری باری سب سے مل رہی تھی.... ایمن کو بھی سب مل رہے تھے لیکن کوئی اس کو یہ احساس نہیں دلا رہا تھا کہ.... اس کی زندگی میں کیا طوفان آیا ہے

”تم اپنا بوریاں بستر گول کر لو.... کیونکہ عروہ فاطمہ آچکی ہے۔“

..... عروہ نے فاریہ کو گلے ملتے ہوئے آہستہ سے کہا.... اور مسکراتی ہوئے آگے بڑھ گئی

”.... اقرار بھائی آپ کی بیوی تو بہت بہادر نکلی مان گئے بھائی“

..... زینب نے کہا تھا.... عروہ کو چچی بھی بہت پیار سے ملیں تھیں

عروہ نے فاریہ کو کیچن میں جاتے دیکھا تو سب کے سامنے سے مسکراتی ہوئی وہ بھی اس جانب چل دی.... سب خوش..... گیوں میں مصروف ہو گئے تھے اقرار سے باتیں سن رہے تھے

.... عروہ نے کیچن میں داخل ہوتے ہی دونوں ہاتھ اپنے سینے پر باندھے

”تو آپ خود یہاں سے جانا پسند کریں گی یا میں دھکے دے کر نکل آؤں؟؟؟“

..... عروہ نے فاریہ سے پوچھا تو اس کا رنگ فق ہو گیا

”کک کیا مطلب؟“

... وہ ہکلائی

”..... مطلب یہ کہ مس فاریہ گیلانی.... میں سب جان گئی ہوں تیزاب والی بات“

..... عروہ کو اپنی اور قائم کی گفتگو یاد آئی

“.... اگر اس شفیق نے مجھے ہاتھ بھی لگانی کی کوشش کی تو میرے پاس ایک ایسا پرفیوم ہے جو انسان کو جلا دیتا ہے“

.... عروہ کی بات پر قائم خوب ہنسا تھا.... وہ اس وقت اپنے لیے چائے بنا رہا تھا جب عروہ نے اسے بتایا

”تم ہنسے کیوں؟؟؟؟؟“

.... عروہ غصے سے چلاتی ہوئی اس کے پاس گئی

”میڈم مجھے آپ کی عقل پر حیرانی ہو رہی ہے... کون سا ایسا پرفیوم ہے جس سے آگ لگ جاتی؟“

.... قائم نے بمشکل اپنی ہنسی روکی تھی

”.... آگ نہیں لگتی.... تیزاب ہوتا ہے“

.... اس نے اپنے پرس سے اقرار کا پرفیوم نکال کر آگے کر دیا

”.... میڈم تو کون بیوقوف تیزاب والا پرفیوم لگائے گا“

”مطلب؟“

... عروہ نے نا سمجھی سے دیکھا

تم پاگل ہو عروہ؟ کون سی ایسی بیوقوف کمپنی ہے جو اپنے پرفیوم میں تیزاب ڈالے گی اور کون پاگل اس کو خریدے

.... گا



عروہ کے ذہن میں فوراً جھماکہ ہوا.... اس نے تو یہی پرفیوم اس چادر پر لگایا تھا.... وہ جانتی تھی اسے جینٹس پرفیوم سے الرجی تھی.... مطلب عروہ نے تیزاب نہیں لگایا تھا.... اس نے خود کیوں نہیں یہ سب سوچا عروہ کو خود پر شدید غصہ آرہا تھا.... وہ اب تک ایسے ہی احساسِ ندامت میں جی رہی تھی؟

”کیا ہوا میڈم؟ اب بولتی بند ہو گئی؟“

.... قائم اب اسے تنگ کر رہا تھا

میں نے تیزاب نہیں لگایا تھا اور ویسے بھی میرے پاس اتنا خطرناک تیزاب آ بھی کہاں سے سکتا تھا کیمسٹری ڈیپارٹمنٹ کی تو تم تھی.... ایچ ایف ایسڈ تمہارے پاس ہی ہو سکتا تھا نا؟ اب سیدھی طرح میری بات سنو میں یہ بات کسی کو نہیں بتاؤں گی لیکن اگر تم خود خلا لوگی.... نہیں تو طلاق دلوانا میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے.... اور ہاں....

.... حیثیت تو پہلے ہی تمہاری کچھ نہیں ہے

ہاں میں نے خود تیزاب گرایا تھا خود پر.... میں جان گئی تھی تم نے چادر پر پرفیوم لگایا ہے... مجھے الرجی ہو گئی تھی “

لیکن میرا دل اتنا جل رہا تھا میں کیا کرتی؟ مجھے پروجیکٹ کے لیے وہ ایسڈ گھرانے کی اجازت مل گئی تھی میں جانتی تھی تم جس قدر جذباتی ہو تم قبول کر لو گی کہ تم نے یہ سب کیا.... اور جاؤ بتا دو سب کوئی تمہاری بات کا یقین نہیں کرے گا الٹا

.... تم پھر سے سب کی نظروں میں گر جاؤ گی.... ویسے بھی پتا نہیں کہاں کہاں سے منہ مار کر آرہی ہو

اس سے پہلے کے عروہ آگے بڑھ کر اس منہ پر تھپڑ رسید کرتی تھپڑ کسی اور نے مارا تھا.... فاریہ نے بے یقینی سے اپنے

.... سامنے کھڑے وجود کو دیکھا.... سامنے شازیہ خالہ تھیں

”خالہ؟“

..... اس نے خالہ کو دیکھا

”..... ایک لفظ ناکالنا تم اپنی گندی زبان سے..... اس قدر گھٹیا ہو تم“

..... شور سن کر سب کیچن میں آگئے تھے

”کیا ہوا ہے؟“

.... رضاماموں نے پوچھا

”..... دیکھیں اپنی بیٹی کی اصلیت“

..... شازیہ نے اپنی بہن کو کہا تھا

”ہوا کیا ہے؟“

.... اقرار نے پوچھا

میں کیچن میں اس لیے آئی تھی کہ کہیں عروہ فاریہ کو کچھ کہے نا لیکن اس گھٹیا لڑکی نے اپنے منہ سے قبول کیا ہے کہ

”.... اس نے خود پر تیزاب خود گرایا تھا

سب ایک دم حیران ہو چکے تھے اتنا بڑا انکشاف..... اقرار کا تو غصے سے چہرہ ایک دن سرخ ہو چکا تھا جبکہ عروہ مسکرا

..... رہی تھی.... لیکن سب فاریہ کو دیکھ رہے تھے

”.... دیکھو فاریہ یہ اللہ کا انصاف ہے تمہارا چہرہ خود ہی سب کے سامنے آگیا مجھے کچھ بھی نہیں کرنا پڑا“

.... عروہ نے ہنستے ہوئے کہا.... شائلہ اقرار کا سرخ پڑتا چہرہ دیکھ کر اس کے پاس آئی

“.... اقرار میرے بچے اس معاملے کو ہم بیٹھ کر سلجھاتے ہیں“

..... انہوں نے التجائی انداز میں کہا

سیدہ فاریہ گیلانی.... میں اقرار حسن تمہیں سب کے سامنے طلاق دیتا ہوں.... طلاق دیتا ہوں.... طلاق دیتا“  
..... ہوں

سب ایک دم حیران رہ چکے تھے.... جبکہ عروہ نے ایک سٹخ کا سانس لیا.... اور اپنا گہرا سانس اندر کو کھینچا.....  
..... اور اللہ کا شکر ادا کیا

.... میاں جی مجھے یہ برف بہت اچھی لگتی ہے.... ” عروہ اس کو مری کی برف اٹھا اٹھا کر مار رہی تھی“

“.... عروہ لیکن مجھے بالکل نہیں اچھی لگتی نہ کرونا“

وہ اس سے التجا کر رہا تھا.....

سفید پہاڑوں پر پڑی برف سورج کی پڑنے والی زرد کرنوں سے بہت خوبصورت لگ رہی تھی جبکہ عروہ سردی سے بے  
..... خبر اقرار کو تنگ کرنے میں مصروف ہو چکی تھی

“.... پتا نہیں کتنے سالوں بعد تم مجھے ہنی مون پر لے ہی آئے ہو“

..... عروہ اسے اٹھا اٹھا کر برف مار رہی تھی.... ان دونوں کے چہروں ہر جہان بھر کی خوشی تھی

”اچھا اچھا اب بس کرو دیکھو شام ہو رہی ہے.... اب اندر چلتے ہیں۔“

..... اقرار نے اس کے پاس آکر اس کے ہاتھ کو پکڑ لیا

”.... ٹھیک ہے میرے کدو کر لے“

-----

..... ختم شد



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ---

اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ اَحِبَّابُ---

"ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید ----

ناولز کی دنیا "ویب سائٹ / گروپ / پیج" دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کر سکتے ہیں --- اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں --- ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے ---

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں -- اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہو سکا آپکی تحریر پوسٹ ہو جائے گی ---

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔۔

Email address :-

[Novelskiduniya77@gmail.com](mailto:Novelskiduniya77@gmail.com)

Facebook page :- [Novels ki duniya](#)

( [user name @zoyatalib77](#) ) Facebook group  
:- [Novels ki duniya](#)

( پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو )

اور باقی کے رابطے کے لیے ہر پیج کے نیچے

["novels ki duniya"](#)

اور

["website"](#)

لکھا ہے ان دونوں کو وزٹ کرنے کے لیے لکھے ہوئے پر ہی کلک کریں اور اوپن کر لیں۔۔۔

شکریہ۔۔۔۔۔